URDU SECTION
23929

فہرست مضامین ستیارتھ پرکاش درپن

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U23929
CHECKED
M.A. LIBRARY

مسیح کے دکھوں اور موت کا احوال

فہرست آیات بائبل جن کی اس رسالہ میں تشریح کی گئی ہو

باب	آیت	نمبر سوال	باب	آیت	نمبر سوال
	پیدایش		۹	۱	۱۵
۱	۱ و ۲	۱	۱۱	۱ و ۴-۸	۱۶
۱	۳ و ۴	۲	۱۲	۱۱-۱۳	۱۷
۱	۶-۸	۳	۱۷	۹-۱۴	۱۸
۱	۲۶-۲۸	۴	"	۲۲	۱۹
۲	۲۱ و ۲۲	۶	۱۸	۱-۸	۲۰
۳	۱-۷ و ۱۴ و ۱۸	۷	"	۱۳ و ۱۴	۲۱
۳	۲۲ و ۲۴	۸	۱۹	۲۴ و ۲۵	۲۲
۴	۳-۵	۹	"	۳۲-۳۶	۲۳
۴	۹-۱۱	۱۰	۲۱	۱ و ۶	۲۴
۵	۲۴	۱۱	"	۱۴-۱۷	۲۵
۶	۱-۷	۱۲	۲۲	۱ و ۲ و ۹ تا ۱۲	۲۶
۶	۱۵ و ۱۸-۲۲	۱۳	۲۳	۶	۲۷
۸	۲۰ و ۲۱	۱۴	۲۴	۲۷	۲۸

باب	آیت	نمبرسوال
۲۵	۱۳-۱۵	۲۹
۲۷	۹و۱۰و۱۵و۱۷و۱۹	۳۰
۲۸	۱۸و۱۹و۲۲	۳۱
۳۰	۲۲و۲۳	۳۲
۳۱	۲۴-۳۰	۳۳
۳۲	۱و۲	۳۴
۳۲	۲۴-۳۲	۳۵
۳۸	۷-۱۰	۳۶

خروج

باب	آیت	نمبرسوال
۲	۱۱-۱۵	۳۷
۱۲	۲۱-۲۳	۳۸
〃	۲۹-۳۰	۳۹
۱۴	۱۴-۱۶	۴۰
۳۰	۵	۴۱
〃	۸-۱۱	۴۲
〃	۱۶و۱۷	۴۳
۲۱	۱۲و۱۳	۴۴
۲۴	۵و۶و۸و۱۲	۴۵

احبار

باب	آیت	نمبرسوال
۱	۱و۲	۴۷-۵۲
۱	۵-۹	〃
۴	۱-۴	〃
۴	۲۲-۲۴	〃
۵	۷و۸و۱۰و۱۱	〃
۷	۸و۹	〃

گنتی

باب	آیت	نمبرسوال
۲۲	۲۳و۲۸	۵۳
۳۱	۱۷و۱۸	۵۴

۲-سموئیل

باب	آیت	نمبرسوال
۷	۴-۶	۵۵

۲-سلاطین

باب	آیت	نمبرسوال
۲۵	۸-۱۰	۵۶

باب	آیت	نمبر سوال
	۱-تواریخ	
۲۱	۱۴	۵۷
	ایوب	
۲	۱-۷	۵۸
	واعظ	
۱۰	۱۶-۱۸	۵۹
	متی	
۱	۱۸ و ۲۰	۶۰
۴	۱-۳	۶۱
۴	۱۹ و ۲۰	۶۲
〃	۲۳ و ۲۴	۶۳
۵	۳ و ۱۸ و ۱۹	۶۴
۶	۱۱ و ۱۹	۶۵
۷	۲۱	۶۶
〃	۲۲ و ۲۳	۶۷

باب	آیت	نمبر سوال
۸	۲ و ۳	۶۸
〃	۲۸-۳۲	۶۹
۹	۲ و ۳	۷۰
۱۰	۱ و ۲ و ۳۴-۳۶	۷۱
۱۵	۳۴-۳۸	۷۲
۱۶	۲۷	۷۳
۱۷	۱۷-۲۰	۷۴
۱۸	۳	۷۵
۱۹	۲۳ و ۲۴	۷۶
〃	۲۸ و ۲۹	۷۷
۲۱	۱۸ و ۱۹	۷۸
۲۴	۲۹	۷۹
〃	۳۵	۸۰
۲۵	۴۱	۸۱
۲۶	۱۴ و ۱۵	۸۲
〃	۲۶-۲۸	۸۳
〃	۳۷-۳۹	۸۴
〃	۴۷-۷۴	۸۵
〃	۵۳	۸۶

باب	آیت	نمبر سوال
۲۷	۱۱-۵۰	۸۷
۲۸	۲ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰	۸۸
	مرقس	
۶	۳	۸۹
۱۸	۱۹	۹۰
۲۳	۷-۹	۹۱
	یوحنّا	
۱	۱-۴	۹۲
۱۳	۲	۹۳
۱۴	۱-۷	۹۴
〃	۱۲	۹۵
۱۷	۳	۹۶
	مکاشفات	
۴	۴-۶	۹۷
۵	۱-۴	۹۸
۵	۶	۹۹
〃	۸	۱۰۰
۶	۱-۸	۱۰۱

(مرقومہ پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکرداس)

ستیارتھ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند سرسوتی ہیں مصنف نے ویدوں پر چرچا کیا ہی۔ اور اسکا مستند ترجمہ اُردو میں اُن کے پیرؤں نے سنہ ۱۸۹۹ء میں لاہور میں شائع کیا ہی جو ۷۵۲ صفحہ کی کتاب ہی۔ چونکہ ہندوستان میں عیسائی مذہب کا رواج ہوتا جاتا ہی اور ہندو مذہب کو ہر طرح زوال ہی اس لئے پنڈت جی نے ویدوں کی تعلیم کو پرکاش کرنا سعادت سمجھا گو مسیحی علما آپ سے پہلے ویدوں وغیرہ میں خوب ماہر ہو رہے تھے۔ ہوم اور یگ اور نیوگ دنیا کی پیدائش اور خدا اور مکتی اور تناسخ اور ویدوں کے الہام کا بیان کیا ہی۔ اور ویدوں کو ترجیح دینے کی غرض سے بائبل پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کا تیرھواں سملاس بائبل پر ۱۳۰ سوالوں سے بھر دیا ہی اور اُن پر زیادہ سوال بڑھا سکتے ہیں ✢

ہمارا ارادہ ہی کہ اس سارے سملاس کا جواب دیویں جو صفحہ ۶۱۳ سے ۶۷۰ میں مندرج ہی جواب دینے میں ہم کو یہ بھی کرنا پڑیگا کہ جہاں پنڈت جی نے بائبل کے مقابلہ میں ویدوں کی تعلیم پیش کی ہی وہاں ہم اُن کی تعلیم کا وزن کریں۔ اس آئینہ میں ستیارتھ پرکاش کے حسن و قبح اچھی طرح نظر آجائینگے۔ پنڈت جی نے بائبل کی کئی ایک کتابوں پر اعتراض کئے ہیں اگر آپ صرف انگریزی

زبان سے واقف ہوتے اور اُس واقفیت کو کام میں لاتے تو انگریزی کتب ڈکشنریا و تفاسیر بائبل میں اپنے سب سوالوں کا اور اُن سے بھی عمیق سوالوں کا جواب سب کچھ پاتے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی مسیحی سے بائبل نہ سیکھی تھی جس طرح ہمارے سیحی علما نے پنڈتوں سے سنسکرت زبان اور وید وغیرہ کتابیں معہ اُن کے ارتھ کے جو سایانا اور شنکرا اور مادھو وغیرہ نے کئے تھے اچھی طرح پڑھے اور اصل اور اُس کا ارتھ اوروں کی واقفی کے لئے کثیر خرچ سے شائع کیا ہے۔

اِس رسالہ میں بائبل کے واقعات اور تعلیمات کی صداقت اور وید کی باتوں کا محض انسانی بناوٹ ہونا اور نامعقول ہونا بھی واضح کیا گیا اور کثیر مثالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اگر کبھی خدا انسان سے ہمکلام ہوا تو اُس ہمکلامی کا وہی ممکن اور معقول طریق ہے جو بائبل مقدس میں مندرج ہے۔

پیدائش کی کتاب

بائبل کی کتاب پیدائش پر پنڈت دیانند جی نے ۴۲ سوال کئے ہیں اور مکالمہ کی صورت رکھی ہے محقق اور عیسائی باتیں کرتے ہیں۔ مگر محقق اور عیسائی کی باتیں پنڈت جی کی اپنی باتیں ہیں ہمارا جواب رہبر۔

سوال (۱) ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور زمین بے ڈول اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ (۱: ۱-۲)۔

(محقق)۔ ابتدا کسے کہتے ہو؟

(عیسائی) دُنیا کی پہلی پیدائش کو؟

(محقق) کیا یہی پہلی پیدائش ہے اور اِس کے پہلے کبھی نہیں ہوئی؟

(عیسائی) ہم نہیں جانتے کہ ہوئی یا نہیں خدا جانے۔

(محقق) اگر نہیں جانتے تو اِس کتاب پر ایمان کیوں لائے؟ جس کتاب سے شکوک رفع نہیں

ہوسکتے اُس کی بنا پر لوگوں کو وعظ کرکے پر از شکوک مذہب میں کیوں پھنساتے ہو؟ اور تمام شکوک سے پاک سب شکوک کے رفع کرنے والے وید مت کو قبول کیوں نہیں کرتے؟

دہریہ محقق نے عیسائی کی طرف سے اپنی سوچ کے جواب گھڑے ہیں تاکہ اپنے دل کے اُلٹے پلٹے خیال اُڑا دے دونوں کے سوال جواب غلط ہیں۔ ابتدا سے دُنیا کی پہلی پیدائش مراد نہیں ہے لیکن ماسوا اللہ کے ہست کئے جانے کے شروع سے مراد ہے خواہ وہ کبھی ہوا ہو۔ بائبل میں آسمان اور زمین کل کائنات کے لئے محاورہ ہے۔ کہ پہلے پہل کل موجودات کا مادہ کس طرح ہستی میں آیا تھا اور دوسری آیت سے زمین و آسمان کی معموری کی پیدائش کی تفصیل کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ ایک چیز کی نسبت دوسری چیز کے ساتھ کیونکر ہوئی جو کہ بتدریج اثبت کی گئی تھیں۔ اس مکاشفہ سے بائبل انسان کو یہہ یقین دلاتی ہے کہ عالم کی پیدائش کی بابت آوارہ خیالوں اور شک میں نہ رہو کہ یہہ عالم انادی ہے یا خود ہست ہے یا کہ سُر یا یا اگنی یا وایو اُسکا خالق ہے نہیں۔ بلکہ یہہ جانو کہ خُدا نے اس کو پیدا کیا تھا اور یہہ سبب ہے کہ عیسائی ویدک رشیوں کی طرح دنیا کی پیدائش کی بابت شک میں نہیں ہیں۔ اور اس لئے وید مت کو جس کی طرف پنڈت جی نے اشارہ کیا ہے رد کی جاتے ہیں۔ دیکھو رگ وید منڈلہ دس منتر ۱۲۹۔

اُس وقت نہ است تھا نہ ست۔ کوئی ہوائی عالم نہ تھا۔ نہ اُسکے پرے فلک تھا کیا ڈھنپا ہوا تھا؟ اور کس نے سایہ کیا ہوا تھا؟

کیا پانی وہاں تھا۔ پانی اتھاگہرائی؟

۲۔ اُس وقت موت نہ تھی اور نہ کوئی چیز غیر فانی تھی۔ کوئی نشان نہ تھا دن اور رات کا تقسیم کرنے والا۔

وہ ایک چیز بیدم۔ اپنی ذات سے دم لے رہی تھی۔ اُس سے جدا اور کچھہ نہ تھا۔

۳۔ تاریکی تھی۔ پہلے یہہ کل تاریکی میں چھپا ہوا بے ترتیب ہیولہ تھا۔

جو کچھ اُس وقت ہست تھا سنسان اور بے ڈول تھا۔ گرمی کی بڑی قدرت سے وہ واحد پیدا ہوا*

۴۔ اسکے بعد اِبتدا میں خواہش اُٹھی۔ خواہش جو آتما کا پہلا بیج اور اُن کو اُٹھا +
دانشمندوں (رشیوں) نے اپنے دِل کے خیالوں کے ذریعہ تلاش کیا اور است میں ست کا رشتہ دریافت کیا* +

۵۔ اُن کی جُدا کرنے والی لکیر کھینچی گئی۔ اسوقت اسکے اوپر کیا تھا؟ اور نیچے کیا تھا؟ جنم دینے والے تھے۔ زبردست قوتیں تھیں۔ فعل کی آزادگی یہاں اور قوت وہاں (یہہ جملہ صاف نہیں ہی اِس کا مطلب مفسروں نے نہیں سمجھا۔ گرفتھ) +

۶۔ کون حقیقتاً جانتا ہی اور یہاں کون اُس کا بیان کرسکتا ہی کہ کہاں سے یہہ پیدا ہوئی۔ اور یہہ دُنیا کہاں سے آئی؟
دیوتے دُنیا کی پیدایش سے پیچھے ہوئے۔ پس کون جانتا ہی کہ سب سے اوّل وہ کہاں سے ہستی میں آئی؟

۷۔ وہ جو اس پیدایش کی اول اصل ہی آیا اُس نے اُسے بنایا یا نہیں بنایا تھا۔ وہ جس کی آنکھ سب سے بلند آسمان میں اِس دُنیا پر حکم رکھتی ہی وہ جانتا ہی یا شاید وہ بھی نہیں جانتا (از انگریزی ترجمہ رگ وید گرفتھ) +

کیا پنڈت صاحب ایسے رشیوں کے ویدوں کو پیش کرنے سے شرمندہ نہ ہوئے جو خود اس دُنیا کی پیدایش کی بابت شک میں تھے اور نیز اُن کا خُدا بھی ویسا ہی بے علم تھا جیسا کہ وے خود ہی کہتے ہیں +

(محقق) اکاش (آسمان) کس کو مانتے ہو
(عیسائی) خلا اور اوپر کو +

* ویدوں کے الہام یا ازلی ہونے میں شبہ والاخیال ہنوز کہ یہہ باتیں رشی رِشی سوچ کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ (رہبر)

(محقق) خلا کی پیدایش کیسے ہوئی کیونکہ یہہ شئی ہر جگہ پھیلی ہوئی اور نہایت لطیف ہی اور اوپر نیچے
یکساں ہی۔ جب آسمان پیدا نہیں ہوا تھا تب پول یا خلا تھا یا نہیں؟ جس حال کہ محقق نے عیسائی
کی زبانی آسمان اور خلا کو ایک ہی جتایا ہی تو اس پر محقق کا یہہ سوال فضول ہی۔ رہبر) +

اگر نہیں تو خدا۔ جہاں کی علت مادی۔ اور جیو کہاں رہتے تھے۔ بغیر مقام کے کوئی
شئی ٹھہر نہیں سکتی اس لئے تمہاری بائبل کا خدا معقول نہیں +

(رہبر) پنڈت جی نے خدا اور جیو اور علت مادی کے ٹھہرنے کے لئے مقام کی ضرورت بیان
کی ہی اور ان تینوں کو آپ نے ازلی کہا ہی ان کی بابت ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔ سر دست یہہ بات
دیکھنے میں آرہی ہی کہ وہ جس کو پنڈت جی ازلی علت مادی کہتے ہیں اور ہم اسکو حادث کہتے ہیں
وہ یہہ کل کائنات ہی جو کثیف اور لطیف جسم رکھتی ہی اور جو کچھ اس علت مادی کے دائرہ میں ہی
کیا پانی کیا آگ کیا خلا وہ سب اس علت مادی کے محیط میں ہی اور بقول پنڈت صاحب
ازلی خدا کے لئے کوئی دوسرا اس کی حدود سے باہر مقام ہونا چاہئے اور جیو کی رہایش بھی
اس میں غیر ہی وہ بھی کسی تیسرے مقام میں ہوگی۔ علت مادی کے دائرہ میں خدا اور جیو کی
رہایش نہیں ہو سکتی۔ پنڈت صاحب ان کے مقام کی کہیں اور تلاش کریں۔ کیوں پنڈت
جی آپ کا خیال تو بڑا معقول ہی؟ ہماری طرف سے پنڈت صاحب کے سوال کا یہہ جواب ہی کہ
آسمان کے لئے اصل زبان کا لفظ صیغہ جمع میں ہی یعنے آسمانوں۔ اور آسمان سے مراد خلا
نہیں ہی لیکن نظام شمسی کے کل کروں سے ہی۔ آسمانوں میں سورج اور ستاروں کا مکان اور
فضا بھی شامل ہیں۔ یعنے سب چیزیں جو بلندی پر نظر آتی ہیں۔ خلا جو انسانی نظر کو بعید معلوم ہوتا
ہی ہستی میں لایا گیا تھا تا کہ ہر ایک چیز جدا جدا رہ سکے اور جدا جدا دکھائی دے ہر ایک کے طول
وعرض کا اندازہ بھی خلا کے باعث ہوتا ہی اس لطیف اور کشادہ خلا کے بغیر سب چیزیں کیا پتھر
جیسی سخت اور کثیف چیز اور کیا ہوا جیسی لطیف چیز فقط ایک ہی تودہ ہوتے۔ لہذا اور چیزوں کے

بنانے کے ساتھ خلا کا بنایا جانا لازمی تھا یعنی خلا جو کل نظام شمسی کو گھیرے ہوئے نظر آتا ہی اسی نظام شمسی کا خلا ہوسکتا ہی - اور چونکہ ہمارے اعتقاد میں خدا قادر مطلق ہی اور یہہ نظام شمسی اُسکی قدرت کا صرف ایک کرشمہ ہی اس لئے ایسے بے شمار نظام ہوسکتے ہیں جن سے ہم کو کوئی تعلق نہیں پر ہمارے واسطے خدا کی خدائی ثابت کرنے کے لئے یہہ ایک ہی کافی ہی - بائبل کا قول بالکل ٹھیک ہی - مکان مخلوق کے لئے درکار ہی نہ خود خالق کے لئے - آپ نے بے فائدہ یہہ سوال کردیا ٭

(محقق) کیا خدا بے ڈول ہی اور کیا اُس کا علم اور افعال بھی بیڈول یا سب ڈول والے ہیں؟

(عیسائی) ڈول والے ہیں -

(محقق) تو یہاں ایسا کیوں لکھا ہی کہ خدا کی بنائی ہوئی زمین بیڈول تھی؟

(عیسائی) بیڈول سے یہہ مراد ہی کہ اونچی نیچی اور ناہموار تھی ٭

(محقق) پھر ہموار کس نے کی ہی؟ اور کیا اب بھی ناہموار نہیں ہی؟ خدا کا کام بیڈول نہیں ہوسکتا - کیونکہ وہ علیم کُل ہی - اور چونکہ بائبل میں خدا کی خلقت کو بیڈول لکھا ہی اس لئے یہہ کتاب خدا کا کلام نہیں ٭

(رہبر) زمین کو بیڈول لکھنے سے صرف یہہ ظاہر کیا ہی کہ ہنوز زمین کا مادہ بنا تھا اور اس کے حصے ترتیب کی حالت میں نہ تھے - اونچی نیچی مراد نہیں ہی اور اس اظہار سے بائبل نے یہہ جتایا ہی کہ دہریوں کا یہہ خیال کہ یہہ دنیا ازل سے اسی طرح سجی سجائی چلی آتی ہی بالکل باطل ہی - اور یہہ خیال بھی رد ہوا کہ مادہ ازلی ہی کیونکہ پہلے زمین کا مادہ پیدا کیا گیا اور خدا جس نے اُسے پیدا کیا اُسی نے اس کے حصوں کو ترتیب دی اور سب کچھہ خوشنما اور فائدہ مند ہوگیا ٭

یہہ بھی یاد رہے کہ مادہ کبھی بیڈول نہیں ہوسکتا اُس کی کوئی نہ کوئی ڈول ضرور ہوتی ہی البتہ بے ترتیب ہوسکتا ہی - یہی حال زمین کا تھا کہ صرف ایک ہموار کرہ پانی کا تھی - اور سنسان

تھی یعنے اِس وقت جاندار چیزیں نہ تھیں جو اُس کو بارونق کرتیں۔ لیکن قدرت سے زمین کی اندرونی حرکتوں سے اُس کی سطح ناہموار ہوگئی۔ میدان اور پہاڑ اور وادیاں اور سمندر بن گئے اور جانداروں کے بسنے کے قابل ہوگئی اس سے یہ بھی سکھلایا گیا کہ اس پر جو چیزیں وہ ازلی نہیں ہیں بلکہ پیدا کیئے گئے ہیں۔ بائبل نے سچے واقعات کا بیان کیا ہے۔ مگر محقق نے اُن کی قدر نہ پہچانی +

(محقق) بھلا بتاؤ تو یہی کہ خدا کی روح کیا شئی ہے +

(عیسائی) تعقل (خوب! رہبر) +

(محقق) وہ شکل والا ہے یا بے شکل اور محیط کل ہے یا محدود المقام ؟

(عیسائی) بے شکل تعقل۔ اور محیط کل ہے۔ لیکن کوہ سینا اور چوتھے آسمان وغیرہ مقامات میں خصوصاً رہتا ہے +

(محقق) اگر بے شکل ہے تو اُس کو کس نے دیکھا اور محیط کل کا پانی پر جُنبش کرنا کبھی ممکن نہیں۔ بھلا جب خدا کی روح پانی پر جنبش کرتی تھی تب خدا کہاں تھا؟ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا جسم کسی اور جگہ مقیم ہوگا یا اُس نے اپنی روح کے ایک حصہ کو پانی پر جنبش دی ہوگی۔ اگر یہی بات ہو تو خدا محیط کل اور علیم کل کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر محیط کل نہیں تو وہ جہان کی پیدائش۔ قیام پرورش۔ اور جیووں کے اعمال کا سلسلہ انتظام (نہیں رکھ سکتا) یا دُنیا کو فنا کبھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جس شئے کا وجود محدود المقام ہو تو اُس شئے کی وصف عمل اور فطرت بھی محدود المقام ہو جاتے ہیں۔ اگر محدود ہے تو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا محیط کل غیر متناہی وصف عمل اور فطرت والا ہست مطلق علم مطلق۔ راحت مطلق۔ دائما پاک علیم کل سبھاؤ۔ قدیم۔ غیر متناہی وغیرہ اوصاف والا ویدوں میں کہا گیا ہے۔ اسی کو مانو تب ہی تمہارا بھلا ہوگا اور طرح نہیں +

(رہبر) خدا کی روح خدا ہی ہے۔ اور کل مادہ اُس کی محیط میں تھا جیسا لکھا ہے کہ خدا کی روح

پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ کوہ سینا پر خدا کا جلال ظاہر ہوا تھا خدا کا وجود وہاں محدود نہیں ہو گیا
تھا پھر وہ محیط کل اپنے کام سے ثابت ہوتا تھا اور ہوتا ہے نہ کہ کسی کے دیکھنے سے۔ اور اس محیط کل
کو کوئی مجرد چیز و کیونکر دیکھ سکتا تھا؟ موسیٰ کو یہ بات خدا کے الہام سے بتلائی گئی نہ کہ وہ اس وقت
موجود تھا۔ اور جب خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی تو خدا تب بھی لامحدود اور لامکان ہی
تھا۔ جب انسانی محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے اور فلاں شخص کی دعا سنتا ہے تو
اس سے یہ متصور نہیں ہوتا کہ باقی سب جگہوں میں سے اس کی موجودگی زائل ہو دعا والی جگہ میں
آجاتی۔ یا کہ خدا کا کوئی ٹکڑا آ کے دعا سنا کرتا ہے اور باقی خدا عرش پر بیٹھا رہتا ہے۔ پس جب خدا کی روح
پانیوں پر جنبش کرتی تھی تب خدا وہاں تھا اور وجود لامحدود رکھتا تھا جیسا کہ ازل سے اب اور
ابد تک ہے۔

خدا کی روح کی بابت معلوم ہووے کہ بائبل میں اس کا ذکر بڑے علانیہ طور سے آیا ہے اور ظاہر کیا
گیا ہے کہ خدا کی روح خدا باپ سے نکلتی ہے (یوحنا ۱۵: ۲۶) اس نکلنے کی کوئی تاریخ نہیں اور نہ یہ کوئی
تاریخی فعل ہے لیکن روح اللہ کی وجودیت کی یہی ازلی وضع ہے۔ دوسرے خدا کی روح کو خدا ہی بیان
کیا گیا ہے۔ وہ ازلی روح ہے (عبرانیوں ۹: ۱۴) اب فقط ایک ہی وجود ازلی ہے یعنے خدا۔ اس لئے خدا
کی روح ازلی خدا ہے خدا اور خدا کی روح میں کوئی تناقض ذاتی نہیں ہے جس سے یہ الٰہی ذاتی
صداقت خام ٹھہر سکے۔ تیسرے یہ کہ روح القدس ادراک اور ارادہ رکھتا ہے۔ یہ سب تاثیریں وہی
ایک روح کرتی ہے اور جسکو جو چاہتی ہے بانٹتی ہے (۱ قرنتیوں ۱۲: ۱۱) چوتھے بائبل میں روح القدس پیدایش
اور انتظام کے کاموں میں خدا باپ کا وسیلہ (Medium) کہا گیا ہے یعنے وہ جس کی
وساطت سے خدا نے عالم بنائے اور ان کا انتظام قائم رکھتا ہے مثلاً پیدایش کے کام میں خدا
کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی" (پیدایش ۱: ۲) اس نے اپنی روح سے آسمانوں کو آرایش دی
ہے (ایوب ۲۶: ۱۳) انتظام عالم میں۔ "تو اپنی روح بھیجتا ہے وے پیدا ہوتے ہیں اور تو روئے زمین

کو از سرنو آراستہ کرتا ہے" (زبور ۱۰۴: ۳۰) پانچویں روح القدس انسان کی روحوں پر اثر کرنیکے لئے خدا باپ کے کام کا وسیلہ ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "خداوند نے کہا کہ میری روح انسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کریگی" (پیدائش ۶: ۳) "وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائیگا" (یوحنا ۱۶: ۸) +

یاد رہے کہ خدا یا اُس کی روح کا کوئی کام کرنا یا کسی جگہ یا دل میں اپنا ظہور یا اثر کرنا خدا کو محدود نہیں ٹھہراتا۔ وہ لامحدود اور علیم کل ہے اِس لئے ہر جگہ کا علم رکھتا اور اُس پر اثر کرسکتا ہے۔ اور جب کسی خاص علم یا اثر کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے خدا یا اُس کی روح کو ایک محدود جسم سمجھ لینا صرف طفلانہ سمجھ ہے +

پنڈت صاحب نے اس صاف علم الٰہی کے برخلاف ویدوں والے خدا کی طرف اشارہ کیا ہے اور بائبل کے خدا کی طرح اُس کو محیط کُل غیر متناہی وصف عمل اور فطرت والاہست مطلق علم مطلق۔ راحت مطلق بتلایا ہے اور آریہ سماج کے دس اصول جو شروع کتاب میں درج کئے گئے ہیں اُن میں دوسرا اصول قریباً انہیں الفاظ میں ہے۔ ہم بھی دیکھیں کہ ویدوں میں کونسے خدا کا بیان ہے جس کو ماننے بغیر بھلا نہ ہوگا۔ ویدوں کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں خدا کے لئے کئی ایک عام نام تھے جیسے دیو۔ برجاپتی یا وسواکرم مگر یاد رہے کہ وہ دیو ایک نہیں کئی ایک ہیں جن میں سے مشہور ہوئے۔ دیوس۔ ورن اِن دونو نسے مراد خلا کا وہ حصہ یا آسمان جہاں ستارے ہیں۔ اندر۔ سوما اگنی۔ سورج (سر یا منترا۔ سوتری) آدتی۔ (کل نیچر)۔ وایو (ہوا) ماروت (آندھی) وشن پوشن یم (گذری روحوں کا دیوتا) وغیرہ +

اِن خداؤں کی پیدائش یوں لکھی ہے۔ رگوید منڈلہ ۱۰۔ منتر ۷۲ +

دیوتے

۱۔ آؤ ہم میٹھی سُر کے ساتھ دیوتوں کے یہ نسب نامے بیان کریں +

تاکہ ہر کوئی اُنہیں دیکھ سکے جب آئندہ زمانہ (یا پُشت) میں یہ منتر گائے جاویں* +

۲- ان کو برہمنس پتی نے لوہار کی طرح پُھونک سے اور گلا کر خالص نکالا +
دیوتوں کے ایک اگلے زمانہ میں ہستی نیستی سے نمود ہوئی تھی +

۳- دیوتوں کے اولین زمانہ میں ہستی نیستی سے نمود ہوئی تھی +
اُس کے بعد زمین کے اطراف پیدا ہوئے تھے - یہہ (زمین) مولّد قدرت سے نمود ہوئی تھی +

۴- زمین مولّد قدرت سے نکلی - اطراف زمین سے پیدا ہوئے تھے +
دکشا آدِتی سے پیدا ہوا اور آدتی دِکشا کی جنبی تھی +

۵- آدِتی کے لئے اے دکشا وہ جو تیری بیٹی ہے پیدا کی گئی تھی +
اِس کے بعد غیر فانی والدین سے مبارک دیوتے پیدا ہوئے +

۶- اے دیوتو جب تم اُس سمندر میں ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑے کھڑے تھے وہاں
تمہارے پیروں سے ایسے جیسے ناچنے والوں کے (پیروں سے) گرد کے گھنے بادل اُٹھے +

۷- جب تم اے دیوتو یاتس کی طرح سب موجود چیزوں کو بڑھا رہے تھے +
تب تم نے سریا کو باہر نکالا جو سمندر میں چھپا پڑا تھا +

۸- آدِتی کے آٹھ بیٹے ہیں جو اس کے سر میں سے نکلکر جینے لگے +
سات کے ہمراہ وہ دیوتوں کو ملنے گئی - اُس نے مارتانڈا کو دور پھینکا +

۹- اِسی طرح اپنے سات بیٹوں کے ساتھ اُس سے اگلی پُشت کو ملنے گئی +
وہ مارتانڈہ کو اُس طرف لائی تاکہ جیون پاوے - اور پھر مر جاوے +

(از انگریزی ترجمہ گرفتھ صاحب)

* دیکھو وید منتروں کے مصنفوں کی طرز بیان - انہیں منتروں کو آجکل کے ویا نندی آریہ ازلی شبد کہا کرتے ہیں - حالانکہ ان کے مصنّف اُن کو اپنی تصنیف بتلاتے ہیں - (رہبر)

اس کے مطابق منتر ۹ میں بھی دیوتوں کا آغاز یا اخراج پُرش ہیں سے بیان کیا گیا ہے۔ سوما سورج۔ آندر۔ اگنی۔ وایو کا نام بنام ذکر آیا ہے جو پُرش کی آنکھ اور منہہ اور سانس سے پیدا ہوئے تھے +

اِن مخلوق خداوں کی یوں اُستت کی گئی ہے۔ رگوید منڈل ۳ منتر ۶۲ +

۱۔ تمہاری مشہور سابق پھرتیاں محتاج نہ تھیں کہ تمہارے وفادار بندے سے زد پاویں اب کہاں ہے اندرہ۔ ورن۔ وہ جلال جس سے تم اپنے پیار کرنے والوں کی پرورش کیا کرتے تھے؟ +

۲۔ یہہ آدمی نہایت محنت کش۔ دولت کی تلاش میں ہمیشہ تمہاری مہربانی کے لئے تم کو پکارتا ہے۔ اندرہ۔ ورن ماروت کے موافق اور آسمان کے موافق تم میری دعا سُنو +

۳۔ ای اندرہ۔ ورن یہہ خزانہ ہمارا ہووے۔ دولت ہماری ہووے ای ماروت۔ اور بہادروں کا پورا ذخیرہ بھی +

کاشنکہ ورتری اپنی بہنا۔ کے ساتھہ ہماری مدد کریں۔ اور بھرتی اور ہوترا اُنجرونکے ساتھہ

۴۔ برہسپتی سب دیوتوں کے پیارے ہماری قربانیوں سے خوش ہوجا۔ وہ جو تیرے لئے نذریں لاتا ہے اُسے دولت عنایت کر +

۵۔ قربانیوں کیوقت اپنے گیتوں کے ساتھہ پاک برہسپتی کی بندگی کرو۔ میں قوت کے لئے دعا کرتا ہوں جسے کوئی جُھکا نہ سکے +

۶۔ آدمیوں کا سانڈھہ۔ جس کو کوئی فریب نہیں دے سکتا اپنی مرضی سے ہر روپ دھار سکتا ہے۔ نہایت بزرگ برہسپتی +

۷۔ ای اِلٰہی روشن پوشن ہمارا یہہ تازہ ترین* تعریف کا گیت۔ ہم تیرے لئے گاتے ہیں +

* یہہ مصنف کا تازہ بنایا ہوا گیت ہے پُرانا ازلی شُبد نہیں۔ الہام کا خیال متروک ہے۔ (رہبر) +

۸۔ میرا یہ گیت پسندیدگی کے ساتھ قبول کر۔ سنجیدہ خیال پر مہربان ہو جس طرح دولہا اپنی دلہن پر ہوتا ہی۔

۹۔ کاشکہ وہ جو سب جاندار چیزوں کو دیکھتا ہی۔ ایک نظر میں دیکھتا ہی۔ کاشکہ وہ کاشکہ پوشن ہماری مدد ہو +

۱۰۔ کاشکہ ہم سویتر دیوتا۔ (سورج) کے اعلیٰ جلال کو حاصل کریں + *
اِسی طرح وہ ہماری دعاؤں میں جوش پیدا کرتا ہی +

۱۱۔ سمجھ کے ساتھ۔ سنجیدگی سے ہم سویتر دیوتا سے اپنی اقبال مندی کے تجربے کی التجا کرتے ہیں +

۱۲۔ آدمی۔ گانے والے سویتر دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ گیت اور پاک رسموں کے ساتھ اپنے خیالوں سے جوش پاکر +

۱۳۔ سوما جو فتح بخشتا ہی آگے جاتا ہی۔ دیوتوں کے جمع ہونے کی جگہ کو جاتا ہی تاکہ شرع کے آسن پر بیٹھے +

۱۴۔ ہم کو اور ہمارے مویشیوں کو سوما صحت بخش خوراک دیوے۔ دوپایوں اور چوپایوں کو +

۱۵۔ کاشکہ سوما ہماری زندگی کی قوت کو مضبوط کرتے ہوئے اور ہمارے دشمنوں کو مغلوب کرتے ہوئے ہماری سبھا میں بیٹھے +

۱۶۔ کاشکہ مترا۔ ورن عاقل جوڑا ہماری چراگاہوں کو تیل (بارش) سے تر کرے۔ شہد سے (میٹھی شبنم سے) ہوا کے ملک کو +

۱۷۔ دُور دُور حکم کرنے والو۔ جو عبادت سے خوش ہو جاتے ہو تم توانائی کی حشمت سے راج کرو۔ پاک قوانین کے ساتھ ابدالآباد +

---

* یہ گایتری ہی جو براہمن روزانہ پوجا میں بولا کرتے ہیں۔ (گرفتھ) +

۱۸۔ جمدگنی کے گیت سے سنتو وہ ہو کر پاک شرع کی جگہ میں بیٹھیو۔ تم جو شرع کو مضبوط کرنے ہو سوما پیؤ۔

دیگر۔ رگوید منڈل پہلا۔ منتر ۸۹ (دو سوے دیو)

کاشکہ ہر طرف سے مبارک قوتیں ہمارے پاس آویں کبھی دھوکھا نہ کھانیوالیں بیروک اور فتحمند۔ دیوتے ہمارے نفع کے لئے ہمیشہ ہمارے ساتھ ہوئیں۔ دن بدن ہمارے نگہبان فکر میں لگاتار۔

۲۔ کاشکہ دیوتوں کی مبارک مہربانی ہماری ہووے صادق دیوتوں کی سخاوت رفاقت ہم نے دینداری کے ساتھ تلاش کی سو دیوتے ہماری زندگی بڑھاویں تاکہ ہم جیتے رہیں۔

۳۔ ہم اُن کو ایک پُرانے گیت کے ساتھ اِدھر بلاتے ہیں۔ بھاگ۔ متر۔ وکشا۔ منزا۔ آدتی اریامن۔ ورن۔ سوما۔ آسون۔ کاشکہ مبارک سرسوتی سکھ و چین بخشے۔

۴۔ کاشکہ ہوا ہم تک وہ اچھی دوا پہنچائے۔ کاشکہ دھرتی ماتا اُسے اور ہمارا اپنا دیوس

۵۔ اور خوشی دینے والے پتھر جو سوما رس نچوڑتے ہیں۔ اے آسون تم جن کے لئے ہماری روحیں آرزو مند ہیں یہ سُنو۔

۶۔ ہم اُس کو مدد کے لئے پکارتے ہیں جو سب پر راج کرتا ہی۔ سب کھڑی اور چلتی چیزوں کا مالک۔ روح کو تازہ کرنیوالا۔

۷۔ کاشکہ ناموراندرہ ہم کو اقبالمند کرے۔ کاشکہ پوشن کل دولت کا مالک ہم کو اقبالمند کرے۔ کاشکہ تارکشیا* پہیوں کے سالم کناروں کے ساتھ ہم کو اقبالمند کرے۔ برہسپتی ہم کو اقبالمند ہی کرے۔

۸۔ پرسنی کے بیٹے ماروت چتکبرے گھوڑوں پر سوار۔ جلال میں چلنے والے۔ پاک رتہول

*تارکشیا آسمانی گھوڑا ہی۔ مراد ہی سورج سے اور برہسپتی دعا کا دیوتا ہی۔ گرفتھ۔

ہیں اکثر آنے والے۔ دانشمند جن کی زبان اگنی ہی اور ان کی آنکھیں سورج سارے دیوتے ہماری پناہ کے لئے ادھر آویں ✣

۹۔ اے دیوتو۔ کاش کہ ہم اپنے کانوں سے وہ سُنیں جو بھلا ہی اور اپنی آنکھوں سے وہ دیکھیں جو بھلا ہی اے مقدسو ✣

مضبوط ہاتھ پاؤں اور جسم کے ساتھ ہم تمہاری تعریف کرکے زندگی کی وہ میعاد حاصل کریں جو دیوتوں نے مقرر کی ہی ✣

۱۰۔ ایک سو موسم خزاں ہمارے سامنے ہیں جن کے درمیان اے دیوتو تم ہمارے بدنوں کو زوال لاتے ہو۔ جن کے درمیان ہمارے بیٹے اپنی نوبت پر باپ ہو جاتے ہیں۔ ہماری بقا زندگی کے دور کو بیچ میں سے نہ توڑو ✣

۱۱۔ آدِتی آسمان ہی۔ آدِتی درمیانی ہوا ہی۔ آدِتی ما اور باپ اور بیٹا ہی۔ آدِتی کُل دیوتے ہیں۔ آدِتی پانچ درن کے آدمی ہی۔ آدِتی ہی سب کچھ جو پیدا ہوا اور جو پیدا ہوگا[*] ✣

ویدوں کے خداؤں کا یہہ مجمل بیان ہی۔ اُن کی یہہ مختصر فہرست اور یہہ نسب نامہ اور تعریف ہی۔ قریباً سارے وید منتروں میں ان دیوتوں اور بہت اوروں کی جُدا جُدا تعریف کی گئی ہی۔ اور آنکھوں کی بھی اور رشیوں نے اپنی اپنی آرزو اور سمجھ کے موافق اُن کو خالق اور قادر وغیرہ کہا ہی۔ آدِتی اپنے کل بچہ نیچر اور اُس کے جُدا جُدا اجزا جیسے سوریا۔ اگنی وغیرہ الگ الگ اور اکٹھے بھی خدا کرکے مانے گئے ہیں۔ ویدوں کے الٰہیات کا تو یہہ حال ہی مگر پنڈت دیانند جی پھر بھی بائبل کے خدائے خالق اور قادر مطلق اور حیّ القیوم کے مقابلہ میں وید سے کسی خدا کو پیش کرتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش یا دیگر رسالوں اور اخباروں اور

---

[*] اِس مقام سے یہہ بھی ظاہر ہی کہ پرکرتی اور جیو دونوں ازلی نہیں ہیں۔ بلکہ جیو اور جڑ سب پرکرتی ہو آدِتی (کل نیچر) سب کچھ ہی۔ ازلی خدا کا خیال متروک ہی (رہبر) ✣

اشتہاروں کے ذریعہ آریہ دھرم کے عقیدے میں ایک خدا اور اُس کی وہ صفتیں شائع کر دیا جو
عیسائیوں اور یہودیوں اور محمدیوں میں مانی جاتی ہیں اور وید کے اِن مخلوق خداؤں کی
فہرست کو ہضم کر جانا جاہل ہندوؤں اور نوآموز جوانوں کو بڑا دھوکا دینا ہے میں یہہ بھی جتانا چاہتا
ہوں کہ وہ جن کو وید میں دیوتے مانا ہے اور اُن ہی کی تعریف کی ہے اور دعائیں مانگی ہیں وہ فقط
نیچر کی قوتیں یا چیزیں ہیں اور مختلف رشی جیسی تاثیر یا خوبی محدود یا وسیع اُن چیزوں کی دیکھتے
تھے ویسی اُن کی تعریف کرتے تھے اور اُن کو اپنا خدا مانتے تھے۔ مسیحی علما مثل گالیلیو۔ ہرشل۔
پراکٹر وغیرہ نے نظام شمسی پر غور کیا۔ نیچر کے نامعلوم قوانین اور قوتیں دریافت کیں اور اُن
کے فائدے بڑی تحقیق کے ساتھ قلمبند کئے مگر کسی نے یہہ نہ کہا کہ اُن کو دیوتے اور معبود قرار
دیا ہو دیگر عالموں نے اِس دھرتی کا اندرونی اور بیرونی حال دریافت کیا جس کا نتیجہ جغرافیہ
اور جیالوجی ہے مگر کبھی وایو یا اگنی یا طوفان کو معبود نہ بتایا۔ اور پھر بائبل کے مصنف جو مختلف
وقتوں اور مختلف جگہوں میں ہوئے اُنہوں نے بائبل میں شروع سے آخر تک فقط ایک خدائے
خالق اور قادر اور خود ہست کا ذکر کیا ہے نیچر کی چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے کبھی خدا کو اُن چیزوں
یا نیچر کے ساتھ مخلوط نہیں کیا اور نہ خدا کو بھول کر کبھی نیچر یا اُس کی چیزوں کو خدا یا معبود مانا ہے۔
دیکھو توریت میں آیا ہے کہ "ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا" (پیدایش ۱:۱) زبور میں بیان
ہوا کہ "آسمان خدا کا جلال بیان کرتے ہیں اور فضا اُس کی دستکاری دکھلاتی ہے" (زبور ۱۹:۱) انبیا
کے صحیفوں میں یوں مذکور ہے کہ "خداوند خدا جو آسمانوں کو خلق کرتا اور اُنہیں تانتا جو زمین کو اور
اُنہیں جو اُس میں سے نکلتے ہیں پھیلاتا ہے اور اُن لوگوں کو جو اُس پر ہیں سانس دیتا اور اُن کو
جو اُس پر چلتے ہیں روح بخشتا" (یسعیاہ ۴۲:۵) "تم خدا کو کسی سے تشبیہ دو گے اور کونسی چیز اُس سے
مشابہ ٹھہراؤ گے؟" (یسعیاہ ۴۰:۱۸) ویدوں کے مصنفوں نے قوا ربع عناصر کو اُس کے مشابہ
کر کے خدا کا علم ضائع کر دیا۔ اوروں نے اُس کو بتوں سے بدل ڈالا۔ افسوس بُرا کیا۔ انجیل میں

بہہ خبر دی گئی ہو کہ ہر چند افلاک و زمین میں بہت ہیں جو خدا کہلاتے ہیں (چنانچہ بہتیرے خدا اور بہتیرے
خداوند ہیں) لیکن ہمارا ایک خدا ہی جو باپ ہی جس سے ساری چیزیں ہوئیں " (اقرنتیوں ۸: ۵و۶)
بائبل کی اس ایک آیت سے رگوید کے سارے خدا خدائی کے درجہ سے گرائے جاتے ہیں
اور مثل دیگر چیزوں کے مخلوق قرار پاتے ہیں۔ اہل ہند کے لئے ہماری دعا ہی کہ خدا تعالیٰ
اُن کو وید کے خداؤں سے امان بخشے اور اپنی سچی پہچان عنایت کرے +
سوال (۲) اور خدا نے کہا اُجالا ہوا اور اُجالا ہو گیا اور خُدا نے اجالے کو دیکھا کہ اچھا ہی۔
(۱: ۳ و ۴) +
(محقق) کیا خدا کی بات غیر ذی شعور اجالے نے سُن لی ؟ اگر سُن لی تو اس وقت بھی
آفتاب چراغ اور آگ کی روشنی ہماری تمہاری بات کیوں نہیں سُن لیتی* ؟ روشنی غیر ذی شعور
ہی وہ کبھی کسی کی بات نہیں سُن سکتی +
(رہبر) کون نہیں جانتا کہ غیر ذی شعور اُجالا یا کوئی اور مادہ ہماری تمہاری بات نہیں سُن
سکتا۔ بائبل کی رو سے خدا قادر مطلق ثابت ہی۔ اور اُجالے کو صرف بات سُنائی ہی نہیں تھی
بلکہ ہستی میں آنے کا حکم ہوا تھا۔ اور وہ بے بس اور بہرا اُجالا قادر مطلق کے حکم سے موجود ہو گیا
خدائے قادر مطلق کی بات اُس نے سُن لی۔ اگر ہماری تمہاری نہیں سُنتا تو اُس کی وجہ ہماری
محدود قدرت ہی۔ اور یاد رہے کہ انسان کو زمین کے جانداروں پر سرداری دی گئی تھی نہ کہ ارکان
کائنات پر (پیدایش ۱: ۲۶) موخر کو اُس نے اپنے ہی بس میں رکھا ہی اور اس لئے وے خدا ہی
کی سُنتے ہیں (دیکھو متی ۵: ۴۵ بمقابلہ ایوب ۳۸: ۱۲ و ۱۳ و ۳۱) مگر بے جان اور بے شعور چیزیں
جب خدا کی قدرت ساتھ ہو تو انسان کا کہنا بھی مان لیتی رہی ہیں جیسا کہ ظہور معجزات کے موقعوں پر

* اگر پنڈت جی کی اس فلاسفی کی ویدک رشیوں کو خبر ہوتی تو سورج اور اگنی اور آندھی کو اپنی مدد کے لئے ہرگز نہ پکارا کرتے مگر وہ
تو اُن سے یوں باتیں کرتے تھے جیسے چھوٹی لڑکیاں گڑیوں سے کرتی ہیں۔ (رہبر)

ہوتا رہا۔ اور اِس قسم کے اعلیٰ دخل سے خدا نے پھر پھر بنی آدم کو اپنی قدرت مطلق کا ثبوت دیا اور اُنکو بُت پرستی اور عناصر پرستی سے منع کیا۔ اس سوال سے پنڈت جی نے ظاہر کیا کہ آپ خدا کی قدرت مطلق کے اصل میں انکاری تھے کیونکہ جیو اور علت مادی کو خود ہست اور ازلی کہا ہی +

(محقق) کیا خدا نے جس وقت اُجالے کو دیکھا تب ہی جانا کہ اجالا اچھا ہی پہلے نہیں جانتا تھا؟ اگر جانتا تو دیکھکر اچھا کیوں کہتا؟ اگر نہیں جانتا تھا تو وہ خدا ہی نہیں ہی اس لئے تمہاری بائبل کلام الٰہی نہیں اور اُس میں بیان کردہ خدا علیم کُل نہیں ہی +

(رہبر) بائبل کا خدا روشنی کو پیدا کرنے سے پہلے جانتا تھا کہ روشنی کیا ہی اور کیا فائدہ رکھتی ہی اور اس لئے اِس کو پیدا کیا۔ اور جب پیدا کرکے اُس کو اچھا کہا تو اس سے خدا کے علم میں کیا کوتاہی آگئی؟ کون چیز مانع تھی۔ کہ وہ اپنے کام کو نہ دیکھے اور اُس کو اچھا نہ کہے؟ "پھر خدا کو شروع سے اپنے سب کام معلوم ہیں" (اعمال ۱۵: ۱۸) جن چیزوں کو خدا ازل سے جانتا تھا اور اُن کو بھلی یا بُری جانتا تھا تو کیا زمن میں اُن کو دیکھنے اور بھلا یا بُرا کہنے سے علیم کُل نہ رہا +

اِس موقعہ پر میں یہہ جتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے حاضر ناظر۔ اور علیم کل اور ازلیت کی بابت معلوم ہووے کہ یہہ خدا کی ذاتی صفات ہیں۔ حاضر ناظری اور ازلیت کی نسبت خدا اپنی بابت یہہ کہہ سکتا ہی کہ "میں ہوں" گذشتہ یا موجودہ یا آئندہ زمانہ اس کے لئے کوئی چیز نہیں ہی اور کسی خاص مکان سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا بلحاظ اِن صفات الٰہی کے یہی کہا جاسکتا ہی کہ خدا یہاں ہی اور اب ہی۔ لیکن جب اس کا تعلق محدود اور مخلوق ہستیوں سے ہووے تو اُن ہستیوں کے لحاظ سے خدا کی بابت کہا جاتا ہی کہ وہ تھا۔ وہ ہی۔ وہ کرتا ہی وہ کریگا۔ اُس نے کیا یا کہا تھا۔ لیکن خدا اپنی ہستی کی بابت فقط یہی کہہ سکتا ہے کہ میں ہوں۔ میں کرتا ہوں۔ اسی طرح جب کہا گیا کہ "خدا نے دیکھا اور کہا کہ اچھا ہی"۔ تو یہہ مخلوق چیزوں کے ساتھ تعلق پڑنے کے سبب اس طرح کہا گیا ہی اور اسی طرح کہنا پڑتا ہی کیونکہ عالمی نتیجے ہم کو مکان اور زمانہ تقدیم

اور تاخیر کی حیثیت میں نظر آتے ہیں اور خدا کا تعلق اُن کے ساتھ بیان کرتے ہیں خدا کی بابت کہنا پڑتا ہے کہ وہ آیا۔ اُس نے دیکھا۔ اُس نے کہا۔ ورنہ اصل حقیقت ذات الٰہی کی بابت امر متنازعہ میں وہی ہے کہ خدا کو شروع سے اپنے سب کام معلوم ہیں"۔ چھ دن کے کام پیدا ہو کر زمان اور مکان کی قید میں آ گئے تو کیا اب خدا کو دکھلائی نہیں دے سکتے تھے؟ اور وہ اُن کی بابت اپنی خوشنودی ظاہر نہیں کر سکتا تھا؟

مخالف اِس بات کو غور سے مدنظر رکھیں تو پنڈت جی کے اس قسم کے سارے اعتراض سوکھی گھاس کی مانند معلوم ہونگے جو جل گئی ہو۔

سوال (۳) اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ فضا ہووے اور پانیوں کو پانیوں سے جدا کرے تب خدا نے فضا کو بنایا اور فضا کے نیچے کے پانیوں کو فضا کے اوپر پانیوں سے جدا کیا اور ایسا ہی ہو گیا اور خدا نے فضا کو آسمان کہا۔ سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا (۱: ۶ و ۷ و ۸)۔

(محقق) کیا آکاش (فضا) اور پانی نے بھی خدا کی بات سن لی؟ اور اگر پانی کے درمیان آکاش نہ ہوتا تو پانی رہتا ہی کہاں؟ پہلی آیت میں لکھا ہے کہ آکاش پیدا ہوا تھا پھر آکاش کا بنانا فضول ہے۔

(رہبر) اگر آکاش (فضا) نے خدا کی بات نہ سُنی ہوتی تو موجود کیونکر ہو جاتا؟ کیا جن کے کان نہیں یا جو ذی شعور نہیں اُن سے کسی اور طرح کام نہیں لیا جا سکتا؟ کیا نہیں دیکھتے اور نہیں سمجھتے ہو کہ ذی شعوروں کے باہم کلام کرنے کے واسطے سُننے سُنانے کا بندوبست بھی اُسی خالق کی تجویز ہے؟ اور جن کے لئے ایسا بندوبست نہ کیا گیا وہ خدا کی خدائی سے باہر ہیں؟ ہرگز نہیں۔ خدا نے جس طرح چاہا کیا (زبور ۱۱۵: ۳۔ اور ۱۳۵: ۶) پھر پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ پہلی آیت میں لکھا ہے کہ آکاش پیدا ہوا تھا پھر آکاش کا بنانا فضول ہے۔ نہیں صاحب فضول نہیں ہے بالکل ٹھیک ہے پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی یا رقیق مادہ پیدا ہو چکا تھا مگر پہلے دن روشنی کے پیدا کئے جانے

سے پانی اور ہوا (فضا) نکل آئے تھے لیکن اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ پانی اور ہوا ملے جلے تھے۔ سو فضا سے مُراد وہ ہوا ہی جو پانیوں میں سے نکل کر گرمی کے ذریعہ پھیلائی گئی۔ یہہ گرم ہوا نہ صرف پھیلتی اور اوپر کو جاتی ہی بلکہ کسی قدر نمی کو ساتھہ لیجاتی ہی جو بادل بن جاتا ہی اور یوں اُس فضا کے ذریعہ وہ پانی جو اوپر اُٹھایا گیا اُس پانی سے جو پیچھے رہ گیا جُدا ہو جاتا ہی۔ اس فضا کی غرض یہہ تھی کہ نیچے اور اوپر کے پانیوں کو جُدا کرے۔ اور دیکھئے قدرت کا یہی انتظام ابتک چلا آتا ہی۔ غرضیکہ خدا نے راکیا یعنے فضا کو بنایا تھا اور پھر اُس کو خاص کام پر لگایا۔ راکیا کے معنے پھیلاؤ ہی آسمان کے معنے بلندی اور چونکہ فضا کو زمین کے اوپر رکھا اس لیئے اس کو آسمان بھی کہا گیا (زبور ۱۴۸: ۴) +

(محقق) اگر آکاش یعنے فضا ہی بہشت ہی تو وہ سب جگہ موجود ہی اس لیئے بہشت سب جگہ ہوا۔ پھر یہہ کہنا فضول ہی کہ بہشت اوپر کی طرف کو ہی +

(رہبر) فضا کی کیفیت تو میں نے سمجھا دی مگر پنڈت جی بائبل میں ایسے کچے تھے کہ فضا کو بہشت کہدیا۔ لفظ آسمان کے مختلف استعمال سمجھاتا ہوں جو بائبل سے ظاہر ہوتے ہیں اور بہشت کا پتہ بھی ساتھہ ہی لگ جائیگا +

عہد عتیق میں آسمان مختلف معنوں میں مستعمل ہوا ہی +

(۱) شامئم (عربی سما) یعنے بلندیاں بمقابلہ ایرٹسر (ارض) کے جس کے معنے نیچا پستی ہی۔ لہذا آسمان اور زمین (بلندی و پستی) سے مُراد کل کائنات ہی (پیدایش ۱: ۱-۲: ۱) +

(۲) فضا (راکیا) یعنے پھیلاؤ۔ چونکہ یہہ زمین سے اونچا رکھا گیا اس لیئے اس کو آسمان (بلندی) بھی کہا ہی (۱: ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۲۰) یہہ فضا پرندوں کے اُڑنے کا بھی مکان ہی (آیت ۲۰) اور اُن سے اوپر سورج چاند ستارے بھی اس فضا (آسمانی) میں معلق ہیں۔ (آیت ۱۴-۱۷) یہی فضا اوپر کے پانیوں کا مکان ہی اور اسی فضا کو آسمان کہا ہی جب طوفان کے لئے آسمان کی

کھڑکیاں کُھل گئی تھیں۔ کھڑکیاں بطور استعارہ ہی۔ الا بارش کی اصل صورت وہ تھی جو پیدائش ۲: ۶ اور ایوب ۳۶: ۲۷ و ۲۸ میں بھی مرقوم ہی +

(۳) آسمان جہاں پرندے اڑتے اور ستارے چمکتے ہیں ہمارے سروں کے اوپر ہی اس لئے بطور استعارہ تعظیمی کے آسمان کو خدا کا مکان اور تخت بھی لکھا گیا ہی جہاں اُس کے فرشتے اس کے حضور میں ہیں (زبور ۲: ۴۔ اور ۱۰۲: ۱۹) اور اسی طرح انجیل مقدس میں خدا اور مقدس روحوں کے مکان کو آسمان کہا ہی۔ (متی ۵: ۱۲۔ ۶: ۲۰+ لوقا ۱۰: ۲۰۔ ۱۲: ۳۳۔ ۲ قرنتیوں ۵: ۱ کلسیوں ۱: ۵) لیکن وہ جگہ نہ تو فضا ہی نہ کوئی پہاڑی بلندی نہ خلا ہی لیکن آسمان ہی بلکہ آسمانوں کا آسمان سب سے بلند آسمان (۱ سلاطین ۸: ۲۷۔ زبور ۱۱۳: ۴) یہہ وہ ہی جس کو تیسرا آسمان لکھا ہی (۲۔ قرنتیوں ۱۲: ۲) پہلا پانی اور پرندوں والا اور دوسرا ستاروں والا آسمان جن کا پہلے ذکر ہوا۔ پنڈت جی نے بہشت کی تلاش نچلے آسمانوں میں (فضا میں) بے فائدہ کی اوپر کی طرف چلیے جس کا ہم نے پتا بتا دیا ہی +

(محقق) جب سورج پیدا ہی نہیں ہوا تھا تو دن کہاں سے ہو گئے ؟

(رہبر) پنڈت جی نے اور مقاموں میں یہہ کہا ہی کہ وید میں ہر علم بھرا ہوا ہی تو کیا یہہ سوال اُسی سائنس میں سے بائبل کے برخلاف معلوم ہوا ہی یا صرف بائبل اور سائنس سے لاعلمی کا نتیجہ ہی ؟ سنیجئے میں آپ کو دن رات کا پتا بتاؤں۔ شام وہ پہلی رات یا اندھیرا تھا جو زمین پر چھایا ہوا تھا (پیدائش ۱: ۲) اور صبح وہ پہلا دن تھا جب روشنی ہو گئی (آیت ۳ و ۴) بارہ گھنٹے اندھیرا رہا اور باقی ۱۲ گھنٹے اُس روشنی یعنے دن کے ہوئے اور یوں شام اور صبح پہلا دن تھا۔ اور پھر یہہ کہ ایک دن ہونے کے لئے زمین کی روزانہ گردش لازمی تھی اور شام اور صبح کے شمار سے موسیٰ نے بتلایا کہ سورج کے بننے سے پہلے زمین اپنے محور پر گھومتی تھی اور اس کی یہہ حرکت سورج سے آزاد ہے یعنے یہہ حرکت سورج کے گھمانے سے سے نہیں ہی بلکہ

زمین کا مادہ موجود ہوتے ہی اُس کی یہہ گردش لازمی تھی۔ اور اس لئے سورج کے بنائے جانے یا مقرر کئے جانے سے پہلے زمین کی محوری گردش اور اس مادہ روشنی سے دن رات بخوبی ویسے تھے جیسے کہ سورج کے بننے کے بعد ہوتے رہے +

اور یاد رہے کہ سورج چاند اور ستاروں کے بنائے جانے کی خاص غرض بیان کی گئی ہی وہ سابق منتشر روشنی ان چھوٹے بڑے نیّروں میں اکٹھی کی گئی تاکہ چاند اور ستارے رات کو روشنی دیویں اور سورج دن کے لئے اور موسموں کے لئے مقرر ہوا اور زمین کی نئی گردش اس سورج کے گرد مقرر ہوئی تاکہ موسم وغیرہ جاری رہیں یہہ نتیجے اُس پہلی روشنی سے حاصل نہیں تھے۔ یہی حال اُس وقت سے اب تک چلا آرہا ہی۔ لہذا فقط بائبل کا بیان تسلیم کئے جانے کے لائق ہی +

سوال (۴) تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا۔ نرو ناری اُن کو پیدا کیا اور خدا نے اُن کو برکت دی (۱: ۲۶ و ۲۷ و ۲۸) +

(محقق) آدم کو کہاں سے پیدا کیا؟

(عیسائی) خاک سے +

(رہبر) اور اُس میں زندگی کا دم پھونکا +

(محقق) خاک کہاں سے بنائی؟

(عیسائی) اپنی قدرت سے +

(محقق) خدا کی قدرت ازلی ہی یا جدید؟

(عیسائی) ازلی ہی +

(محقق) جب ازلی ہی تو دنیا کی علت مادی ازلی ہوئی پھر نیستی سے ہستی

(عیسائی) پیدایش عالم سے پیشتر سوائے خدا کے اور کوئی شئے نہ تھی +

(رہبر) خدا کی قدرت اُس کی ذاتی قابلیت ہے جس سے وہ فعل کرتا ہے۔ وہ جس کو محقق علّت مادی تصور کرتا ہے وہ خدا نے نیستی سے ہستی کی تھی اور تب وہ کل عالم کے لئے علت مادی ہوئی +

(محقق) خدا کی قدرت جوہر ہے یا عرض؟ اگر جوہر ہے تو خدا کے علاوہ دوسری شئی کا ہونا ثابت ہو گیا۔ اور اگر عرض ہے تو عرض سے جوہر کبھی نہیں بن سکتا +

(رہبر) کیا ایسے بے معنے اور بے عمق فضول سوالوں سے کہیں دو تین ازلی مادے ثابت ہو جائینگے آپ جان رکھئے کہ قدرت خواہ خدا میں خواہ انسان میں کہی جاوے وہ عرض یا جوہر کر کے محسوس نہیں ہوتی کیونکہ اُن میں سے وہ ایک بھی نہیں ہے۔ مثلاً میرے دل میں چاہت اُٹھی اور فوراً ہاتھ اوپر اُٹھایا پھیلایا۔ تھپیڑ جمایا۔ وہ جس نے ہاتھ کو اُٹھایا اُس کا نام قدرت ہے اور وہ ایک نادیدنی قابلیت ہے جس کی کوئی غیر شکل یا ماہیّت اُس وجود کے علاوہ نہیں ہو جاتی بلکہ اس وجود میں رہتی ہے جس میں موجود ہو کر اُس نے فعل کیا۔ البتہ وہ فعل اُس سے غیر ہوتا ہے اور اُس کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ جس کو پنڈت جی ازلی علت مادی کہتے ہیں خدا کی قدرت کا نتیجہ تھا اور اُس نتیجہ کی علت خدا کی ازلی قدرت تھی +

(محقق) اگر خدا ہی سے دنیا بنی ہوئی ہوتی تو خدا کی مانند وصف۔ عمل و فطرت والی ہوتی۔ اُس کے وصف عمل۔ فطرت کی مانند نہ ہونے سے یہی تحقیق ہے کہ خدا سے نہیں بنی بلکہ دنیا علت مادی یعنے ذرات وغیرہ غیر ذی شعور چیز سے بنی ہے +

(رہبر) یہہ سوال ویدوں اور اُپنشد پر عاید ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ یہہ دنیا خدا ہی ہے۔ اُس خدا میں سے نکلی ہے جس کو وید میں پُرش اور پرجاپتی لکھا ہے۔ اور بے شک اگر دنیا خدا کے وجود میں سے بنی ہے تو خدائی اوصاف بہ کمال تمام اس دنیا کے ہر ذرہ میں ہونی چاہئیں مگر ایسا نہیں ہے اس لئے یہہ عالم خدا نہیں ہے۔ اور نہ خدا میں سے نکلا ہے بلکہ خدا کی ذات سے

غیر شے ہے اور پھر وہ جس کو دیانندجی علت مادی کہتے ہیں اُس میں بھی ازلیت
کی صفات اور عمل نہ ہونے سے ثابت ہی کہ وہ علت مادی مخلوق چیز ہی۔ اور اس لئے خالق کی
مانند نہیں ہو سکتی۔ اس کے مخلوق ہونے کا ثبوت موسیٰ نے یہہ دیا کہ "ابتدا میں خدا نے آسمان
اور زمین کو پیدا کیا"۔ (پیدایش ۱:۱) انجیل میں ازلی علت مادی کی یوں تردید آئی ہی کہ "ایمان ہی
کے سبب سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ عالم خدا کے کہنے سے بنے ہیں۔ یہہ نہیں کہ جو کچھہ نظر آتا ہی ظاہری
چیزوں سے بنا ہُو" (عبرانیوں ۱۱: ۳) یہاں کوئی ازلی مادہ جس سے خدا نے دنیا بنائی ہو خارج ہی اور
خدائے قادر کے حکم سے مادہ کا موجود ہونا قایم کیا گیا ہی۔ پنڈت جی نے بے فائدہ لفظ قدرت سے
ازلی علت مادی تجویز کرنے کی کوشش کی۔ اور کتاب پیدایش کے صاف معنے اُلٹانے کی نیت
دھری +

یاد رہے کہ بائبل میں خدا کو پیدا ورقادر مطلق بتلایا گیا ہی اور اگر دنیا بنانے کے لئے خُدا
کسی ازلی مادہ کا محتاج تھا تو وہ قادر مطلق نہیں ہو سکتا لیکن اُس کی قدرت مثل ایک بڑھئی
یا کمہار کے ہوگی جو کسی بنی ہوئی چیز لکڑی۔ مٹی۔ پانی کو صرف کسی اور صورت میں بدل سکتے
ہیں۔ ایسے خدا کو نہ خالق کہہ سکتے ہیں اور نہ قادر مطلق۔ پنڈت جی نے دنیا کے لئے ایسا ایشور تجویز
کیا ہی مگر بائبل کا خدا دنیا کا خالق ہی۔ قادر مطلق ہی۔ اُس کی بے حد قدرت کا اندازہ انسان محدود الحواس
کر نہیں سکتا۔ اور خدا کے لئے انادی پدارتھہ تجویز کرنا محض انسانی کوتہ اندیشی ہی +

(محقق) دنیا کی پیدایش کا حال جو وید وغیرہ شاستروں میں درج ہی وہی قابل تسلیم ہی جس
سے واضح ہوتا ہی کہ ایشور دنیا کی علت فاعلی ہی +

(رہبر) دنیا کی پیدایش کی بابت ویدک رشیوں کے کچھہ خیالات تو ہم پہلے سوال کے جواب
میں پیش کر چکے ہیں تاہم پنڈت صاحب کا اس موقعہ پر دُنیا کی پیدایش کا ویدوں وغیرہ والا
احوال تسلیم کے لئے پیش کرنا ہم کو مجبور کرتا ہی کہ اس احوال کو ناظرین کے سامنے رکھیں۔ ورنہ ناظرین

پہلے اِس بات کو جان رکھیں کہ ہندوؤں میں چھہ درشن یا فلاسفی کے مت ہیں +

(۱) نیایا جس کا بانی گوتم تھا +

(۲) ویشیشکا جس کا بانی کناد تھا +

(۳) سانکھیا جس کا بانی کپل تھا +

(۴) یوگ جس کا بانی پتنجلی تھا +

(۵) ممانسہ جس کا بانی جیمنی تھا +

(۶) ویدانت جس کا بانی بدرائن یا ویاس تھا۔ ان میں سے نیایا اور سانکھیا اور ویدانت میں دُنیا کی پیدایش کا چرچا ہے۔ نیایا مت کے مطابق اس دنیا کی علّت مادی پرمانُس یا ذرّے تھے جو خود ہست اور ازلی تھے۔ یعنے مٹی۔ پانی۔ آگ ہوا کے بیحد ذرے جو اِس عالم کی دیدنی چیزوں کے لئے علّتِ مادی تھے اور اکاس۔ وقت۔ خلا اور روحیں آدمیوں۔ دیوتوں جانوروں اور نباتات کی اور من اور اندرونی اجزا بے شمار تھے اور خود ہست اور ازلی تھے۔ اِس مت سے خدا کے لئے تو کچھہ کام باقی نہ رہا۔ خدا کی ضرورت ہی نہ تھی۔ سانکھیا مت میں دو ازلی ہیں ایک ایشور جو علت فاعلی ہے اور پرکرتی جو علت مادی ہے۔ دونوں ازلی ہیں +

ویدانت مت میں ایک پرماتما ہی ہے اور دوسری کوئی شی نہیں ہے اور ایشور کی مایا یا دھوکھے سے یہہ دنیا بنی تھی اور بجائے خود کوئی جدا چیز نہیں ہے۔ کیونکہ مایا کرکے ایشور کے وجود میں سے نکلی ہے وہ ایشور آپ ہی اس صورت میں نظر آ رہا ہے اور کرم کرتا ہے (نہ معلوم نظر کس کو آ رہا ہے؟) +

پنڈت دیانند صاحب نیایا مت کے پیرو تھے۔ جیساکہ اُن کے ستیارتھہ پرکاش سے ظاہر ہے اور آپنے دو نہیں تین ازلی سُنائے ہیں یعنے ایشور جو علت فاعلی ہے۔ اور پرکرتی یا ازلی مادہ جو علت مادی ہے۔ اور جیو۔ ایشور پرکرتی اور جیو کا خالق نہیں ہے۔ اور ستیارتھہ پرکاش کے آٹھویں سملاس میں ۲ سے ۹ سوال و جواب میں آپ نے اپنے خیال کی تائید میں ویدوں وغیرہ

سے سند پیش کی ہو جو حسب ذیل ہو:-

دنیا کی علت فاعلی و مادی

(۲) سوال) اس دنیا کو پرمیشور نے پیدا کیا ہو یا کسی اور نے ؟

اور ایشور جیو پرکرتی کے انادی ہونے کا ثبوت

(جواب) اس کائنات کو اس علت فاعلی یعنی پرماتما نے پیدا کیا ہو مگر اس کی علت مادی پرکرتی ہو +

سوال - کیا پرکرتی کو پرمیشور نے پیدا نہیں کیا +

جواب - نہیں وہ ازلی ہو +

سوال - ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی اشیاء ازلی ہیں ؟

جواب - ایشور جیو اور کائنات کی علت مادی (پرکرتی) یہ تین چیزیں ازلی ہیں +

سوال - اس میں کیا ثبوت ہو ؟

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते । तयो-
रन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्यो अभि चाकशीति ॥१॥ ऋ० मं०
१ मं० १ सू० १६४ मं० २०॥ [illegible] ॥२॥ यजुः [illegible]

وید سے (۳) - جو پرمیشور اور جیو دونوں ذی شعور اور جن میں پرورش کرنا وغیرہ صفات یکساں ہیں اور جن میں باہم محیط و محاط کا تعلق ہو - جو باہم مانوس اور قدیم اور ازلی ہیں ویسے ہی (ورکش) درخت مشتمل برجڑیں بصورت ازلی علت اور شاخیں بصورت معلول یعنی جو حالت کثیف میں آکر پھر پرلے میں ذرات میں مل جاتا ہو تیسری ازلی شے ہو ان تینوں کے اوصاف - افعال اور عادات بھی ازلی ہیں - جیو اور پرمیشور ان دونوں میں سے ایک یعنی جیو اس درخت کائنات میں پاپ اور پن کے پھل کو اچھی طرح بھوگتا ہو - اور دوسرا یعنی پرماتما اعمال کے پھل کو نہیں

نوٹ - (منجانب مترجم) غیر ذی شعور کائنات کی علت مادی کو پرکرتی کہتے ہیں گویا پرکرتی مادہ کی حالت اولین کا نام ہو +

بھوگتا اور چاروں طرف یعنی اندر باہر سب جگہ جلوہ گر ہی جیو سے ایشور اور ایشور سے جیو اور ان دونوں سے پرکرتی اپنی ماہیت سے جدا ہی اور تینوں ازلی ہیں*+

खजा मेका वो द्दिन रशु त्त्वय पा वद्दी: मजा...
या: म ञो त्त्वा की जु य मा का गी ऊनु शो ने ज हृ्यां मु कभोगा
मञो ऊम:॥ र वेना ञवनशे पनि म हि। ञ०७। म०५।

*نوٹ۔ جو عبارت پنڈت جی نے رگوید منڈل اول۔ منتر ۱۶۴۔ سکتہ ۲۰ کی لکھی ہی اُس کا یہہ ترجمہ بالکل نہیں ہی۔ اور نہ اس کا ارتھہ ہی۔ پنڈت جی نے نیایا بست کے جو اصول سیکھے ہوئے تھے اور ایشور اور جیو اور پرکرتی کی بابت منو اور گیتا بھگوت کے قصّوں سے جو خیال جمایا ہوا تھا اُس کو اس ویدک سکتہ کا ترجمہ بتا کے لکھہ دیا۔ پنڈت جی کے ترجمہ کا کوئی فقرہ اُس آیت میں نہیں ہی۔ اُس کا صاف ترجمہ گرفتھ صاحب نے انگریزی میں یہہ دیا ہی+

(اُردو ترجمہ) "دو خوبصورت بازوؤں والے پرندے دوستی کے بندھن سے گھٹے ہوئے ایک ہی پناہ کے برکش (درخت میں پناہ گیر ہیں) دونوں میں سے ایک انجیر کے درخت کا میٹھا پھل کھاتا ہی۔ دوسرا نہیں کھاتا صرف دیکھتا ہی"+

اِس میں ایشور۔ جیو اور پرکرتی کا کوئی ذکر نہیں اور نہ اس کے ماقبل یا مابعد آیات میں کوئی ذکر ہی اس منتر میں سورج اور اس کے گھوڑوں اور گوؤں (بادلوں) کا ذکر ہی۔ دُنیا کی پیدایش کا ذکر نہیں ہی۔ دنیا کی پیدایش کا ذکر اُن منتروں میں ہی جو ہم نے اوپر پیش کئے ہیں۔ سیانہ کا قیاس یہہ ہی کہ ان دو پنچھیوں سے مراد روح اور پرماتما ہی جو ایک دیہہ میں رہتے ہیں۔ وہ روح (جیو) کرموں کا پھل بھوگتا ہی مگر پرماتما فقط ایک مجہول ناظر ہی۔ اگر پنڈت جی نے اِسی طرح اپنے خیالوں کو ویدوں کا ترجمہ بنایا ہی تب تو بھومکا کے مترجم بابو نہال سنگھہ جیسے دیانندی صاحب سچے ہیں جو کہتے ہیں کہ یوروپ کے سنسکرت دان سنسکرت نہیں جانتے! (رہبر)+

اُپنشد سے ۴۔ پرکرتی۔ جیو اور پرمیشور تینوں غیر مولود ہیں یعنی ان کی کبھی پیدائش نہیں ہوتی اور نہ کبھی پیدا ہوتے ہیں گویا یہہ تینوں اس عالم کے سبب ہیں۔ ان کی کوئی علّت نہیں ازلی جیو اس ازلی پرکرتی کا حظ اُٹھاتا ہوا اس میں پھنستا ہے اور پرمیشور اس میں نہیں پھنستا اور نہ اُس کو بھوگتا ہے +

پرکرتی کی تعریف اور اُس کے معلول ۵۔ ایشور اور جیو کی تعریف ایشور کے مضمون میں کر چکے اب پرکرتی کی تعریف لکھتے ہیں +

सर्वं खल्विदं ब्रह्म नेह नानास्ति किंचन

یہہ بھی اُپنشد کا قول ہے۔ جس قدر یہہ عالم ہے وہ سب بالیقین برہم ہی ہے۔ اُس میں دوسری کسی قسم کی شے ذرا بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہہ سب بذات خود برہم ہے +

نویں ویدانتیوں کے مسئلہ کی تردید ۶۔ (جواب) ان حوالوں کے معنے کیوں بگاڑتے ہو؟ کیونکہ انہی اُپنشدوں میں لکھا ہے +

एवमेव खलु सोम्यान्नेन शुङ्गेनापो मूलमन्विच्छाद्भिः सो-
म्य शुङ्गेन तेजो मूलमन्विच्छ तेजसा सोम्य शुङ्गेन सन्मू-
लमन्विच्छ सन्मूलाः सोम्येमाः सर्वाः प्रजाः सदायतनाः स-
त्प्रतिष्ठाः छान्दो० प्र० ६। खं० ८। मं० ४॥

اے شویت کیتو! انّ روپ پرتھوی یعنی حالت کثیف میں آئی ہوئی مٹی سے اُس کی علّت یعنی پانی کو جان اور حالت معلول میں آئے ہوئے پانی سے اُس کی علّت آگ کو جان اور حالتِ محسوس میں آئی ہوئی آگ سے اُس کی حالت علّت کو جو غیر فانی پرکرتی ہے اُس کو جان یہی غیر فانی پرکرتی تمام عالم کی بنیاد اُس کا سرچشمہ اور جائے قیام ہے اور یہہ تمام عالم پیدائش کے پہلے اسَت یعنی نہ ہونے کی مثال تھا اور جیو آتما برہم اور پرکرتی میں سما ہوا موجود تھا۔ ابھاو یعنی عدم نہ تھا

اور جو महेश्वर) کہا وہ ایسی بات ہے جیسے

کہیں کا اینٹ کہیں کا روڑا

بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

خیال رہے کہ پنڈت دیانند نے اپنے خیال اور عقیدہ کے لئے کوئی ثبوت نہیں دیا صرف اپنشد سے دو تین حوالے دیئے ہیں۔ سوال ۴ و ۴۴ ہیں۔ مگر اُن سے تو نئے ویدانتیوں کے مت کی تائید ہوتی ہے جو پرمیشر ہی کو دنیا کی مشترک علت فاعلی و مادی مانتے ہیں مگر دیانند صاحب اُن کے جواب میں اس سوال کے تحت میں یوں لکھتے ہیں کہ ”اگر تمہارے کہنے کے مطابق دنیا کی علت مادی برہم ہووے تو وہ برہم زوال اور تغیر و تبدل کے تابع ہو جاویگا۔ علاوہ ازیں علتِ مادی کی صفت فعل اور عادت معلول میں بھی آتے ہیں“+

پھر پنڈت جی نے ازلی ایشر علت فاعلی اور پرکرتی علت مادی کی تشریح کی ہے۔ ایک کمہار اور برتن کی مثال دی ہے+

اُپادان کارن کی مثال اور تشریح

۹۔ علت مادی پرکرتی اور پرمانو۔ (ذرے) ہیں۔ جس کو تمام کائنات کے بنانے کا لوازمہ کہتے ہیں۔ وہ غیر ذی روح ہونے کی وجہ سے خود بخود نہیں بن سکتی اور نہ خود بگڑ سکتی ہے۔ بلکہ دوسرے کے بنانے سے بنتی اور بگاڑنے سے بگڑتی ہے کہیں کہیں جڑ بھی جڑ کے بنانے اور بگاڑنے میں سبب ہو جاتی ہے۔ مثلاً پرمیشر کے بنائے ہوئے بیج زمین پر گر کر پانی ملنے سے درخت بن جاتے ہیں اور آگ وغیرہ جڑ کے ملاپ سے بگڑ بھی جاتے ہیں لیکن اِن کا باقاعدہ بننا یا بگڑنا پرمیشور اور جیو کے اختیار میں ہے+

سادھارن کارن کی مثال اور تشریح

۱۰۔ جب کوئی چیز بنائی جاتی ہے۔ تب مختلف ذریعے یعنی علم۔ نگاہ۔ طاقت۔ ہاتھ اور طرح طرح کے آلات اور مکان زمان اور آکاش۔ علت عام کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً گھڑے کا بنانیوالا کمہار علت فاعلی ہے مٹی علت مادی ہے۔ اور چاک ڈنڈا وغیرہ اسباب عام

اور مکان زمان۔ آکاش۔ روشنی۔ آنکھہ۔ ہاتھہ۔ علم۔ حرکت وغیرہ عام علّتوں اور علّت فاعلی بھی ہوتے ہیں۔ ان تینوں علّتوں کے بغیر کوئی شے بھی نہیں بن سکتی اور نہ بگڑ سکتی +

مگر پنڈت جی کی یہہ مثال کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ اول کمہار اور مٹی اور چاک اور ڈنڈا خود مخلوق ہیں اور ازلی خالق کے ازلی فعل کے لئے مثال نہیں ہوسکتے کہ ضرور خالق نے بھی اسی طرح دنیا بنائی تھی جس طرح کمہار مٹی سے گھڑا بناتا ہے۔ دوسرے خدا قادر مطلق ہے اُس کی قدرت کا کوئی انت نہیں کہ کس کس طرح سے وہ پیدا کرسکتا ہے۔ یہہ دنیا کی پیدائش کا حال ہے جس کی طرف پنڈت جی رجوع کرواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ ویدوں وغیرہ کا بیان ہے۔ اس کی تردید میں ہم وید اور فلاسفی اور بائبل سے حسب ذیل تردید پیش کرتے ہیں +

اول ویدوں سے تین ازلیوں کی تردید اور ویدانت مت ثابت ہے۔ ویدوں میں ایک خاص بات یہہ نظر آتی ہے کہ وہ جس کو خالق کہا ہے اُس کے خود پیدا ہونے کا ذکر بھی پایا جاتا ہے (رگوید منڈل ۱۰ منتر ۱۲۹۔ دیکھو پہلے سوال کا جواب جس میں یہہ سارا منتر دیا گیا ہے) +

۱۔ اُس وقت نہ است تھا نہ ست۔ کوئی ہوائی عالم نہ تھا نہ اس کے پرے فلک تھا۔ کیا ڈھنپا ہوا تھا؟ اور کہاں؟ اور کس نے سایہ کیا ہوا تھا؟

۲۔ اس وقت موت نہ تھی اور نہ کوئی چیز غیر فانی تھی کوئی نشان نہ تھا۔ دن اور رات کا تقسیم کرنے والا +

وہ ایک چیز بے دم اپنی ذات میں دم لے رہی تھی اس سے جدا اور کچھہ نہ تھا +

پھر ہیرنیہ گربہ پیدا ہوجاتی جو خدا کے نام کہے جاتے ہیں اور دنیا کے خالق بھی۔ ان کے اپنے پیدا ہونے کا یوں ذکر آیا ہے۔ رگوید منڈل ۱۰۔ منتر ۱۲۱۔ آیت ۱ +

ابتدا میں ہیرنیہ گربہ اٹھا جو کل مخلوق وجود وان کا اکیلا مالک پیدا ہوا۔ اُس نے اس زمین اور آسمان کو قائم کیا اور آئے تھامے ہوئے ہے +

یہاں رشی خالق کی پیدائش کا پتہ دیتے ہیں۔ مگر ایک بیان دوسرے کے برعکس ہے۔
پھر اسی منڈل کے منتر ۹۰ میں ایک خالق بنام پرش کا ذکر ہے۔ اُس میں سے سب چیزیں نکلتی ہیں۔ اور وہ پرش جب وِراج سے پیدا ہوا تو دیوتوں نے اور رشیوں نے اُس کو قربانی چڑھایا تو اُس میں سے سب کچھ پیدا ہوا عجب اُلٹے پلٹے خیال ہیں مگر دونین انڈیوں والا خیال پھر بھی مشترکہ ہے۔ اس پرش سُوکت کی پہلی اور دوسری آیات یہہ ہیں۔
ا۔ پُرش کے ایک ہزار سر۔ ایک ہزار آنکھیں ایک ہزار پاؤں تھے۔
اُس نے زمین کو ہر طرف ڈھانپا اور دس اُنگل اُس سے پرے پھیلا۔
۲۔ یہہ پرش ہی سب کچھ ہے جو ہوا ہے اور جو ہونے والا ہے بقا کا مالک جو خوراک سے زیادہ نشو پاتی ہے۔
نہ ان مقامات میں اور نہ کسی اور میں ازلی جیو اور ازلی علت مادی کا ذکر ہے جو ازلی ایشور سے جُدا تھی۔ اگر ازلی (روح) کوئی چیز ہے تو وہ یہہ پرش ہی ہوگا۔
براہمنوں میں دنیا کی پیدائش اور اُس کے خالق کے بہت ہی متناقض بیان ہیں۔ ہم صرف دو تین مثالیں درج کرتے ہیں۔
شتپتھ براہمن۔ کتاب ۱۱۔ ۵۔ ۸۔
پرجاپتی پہلے یہہ عالم تھا (یعنے اکیلی ہستی) فقط ایک۔ اُس نے چاہا۔ میں ہو جاؤں۔ میں پیدا کیا جاؤں اُس نے ریاضت میں کشٹ کیا۔ اُس نے زہد اور نفس کُشی کی۔ جب وہ ایسا تپ کر چکا اور تھک گیا تو اس میں سے تین عالم پیدا ہوئے۔ زمین۔ ہوا۔ اور فلک۔ اُس نے ان تین عالموں میں گرمی ڈالی۔ اُن میں سے یوں گرم ہو کر تین نُور نکلے اگنی (آگ)۔ یہہ جو صاف کرتی ہے یعنے پوَن یا وایو (ہوا) اور سُوریا (سورج) وغیرہ۔
پھر اسی براہمن کی ۱۴ کتاب میں جو برہدآرنیک اُپنشد کہلاتا ہے اُس کے منتر یا باب ۱۴ اور ۴ دفعہ میں لکھا ہے کہ۔

"یہہ عالم پہلے فقط جیو (روح) تھا پرش کی شکل میں غور سے دیکھ کر اُس نے اپنے (جیو) سوا اور کچھ نہ دیکھا۔ پہلے اُس نے کہا کہ "میں ہوں" تب وہ میں کے نام والا ہو گیا۔ اِس لئے اب بھی آدمی جب پکارا جاتا تو پہلے کہتا ہے کہ "میں ہوں" وغیرہ +

پھر اُسی براہمن کی کتاب ۱۰-۱-۶ میں اور ہی کیفیت ہے۔ پرجاپتی پیدا ہوتا ہے +

"ابتدا میں یہہ عالم پانی تھا۔ اور کچھ نہیں فقط پانی پانیوں نے چاہا ہم کس طرح از سر نو پیدا ہوویں یہہ کہہ کے اُنہوں نے تپ کیا۔ اُنہوں نے زہد کیا۔ جب وے زہد کر رہے تھے ایک سنہلا انڈا ہستی میں آیا۔ وہ پیدا ہو کر ایک برس ہو گیا۔ اِس لئے یہہ سنہلا انڈا ایک برس تک تیرتا پھرا۔ اُس میں سے ایک سال کے بعد ایک نر (پرش) ہستی میں آیا جو پرجاپتی تھا۔ اِسی لئے عورت یا گائے یا گھوڑی ایک سال کے عرصہ میں جنتی ہے کیونکہ ایک برس میں پرجاپتی پیدا ہوا تھا۔ اُس نے اِس سنہلے انڈے کو دو حصہ کیا۔ تب اس کے لئے کوئی ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اِس لئے وہ ایک برس تک تیرتا پھرا۔ اُس سنہلے انڈے میں رہکر۔ وہ بولا بھہ۔ جو یہہ زمین ہو گئی۔ بھو واہ جو یہہ فضا ہو گیا۔ اور سورہ جو یہہ فلک ہو گیا" وغیرہ +

اِن بیانوں میں پرجاپتی اور جیو (روح) اور پانی (مادہ عالم) تینوں کا ذکر آیا ہے مگر ازلی یا ابتدائی اُن میں سے صرف ایک ہی ہے۔ یعنے یا تو خالق پرجاپتی میں سے دنیا کا مادہ نکلا اور یا دُنیا کے مادہ میں سے خالق پرجاپتی نکلا۔ ویدانت مت قائم ہے مگر دیانند کا خیال ندارد +

جو مقامات اپنے خیال کے ثبوت میں پنڈت دیانند نے اپنی شُدھ سے پیش کئے ہیں وہ آپ کے خیال کے عین برخلاف ہیں۔ اُن پر تو ویدانت مت کی بنیاد ڈالی ہے اور تین ازلی نہیں بلکہ اُن سے فقط ایک ہی ازلی ثابت ہے۔ اور یہہ دُنیا اُسی کا ظہور ہے +

اپنی شُدھ کا بیان یوں ہے +

چھندوگیہ اپنی شُدھ پرپاٹھک ۳۔ کھنڈ ۱۴۔ آیت ۱ +

"سروم کھلو یدم برہما" یہہ سب کچھ برہما ہی۔ آدمی اس (دنیا) پر یوں دھیان کرے کہ اس (برہم) میں شروع ہوتی۔ ختم اور لے ہو جاتی ہی +

چھندوگیا اپنشد ۶۔ کھانڈ ۲ اور ۳ +

۱۔ اے میرے پیارے۔ ابتدا میں فقط وہی تھا جو ہی اکیلا بلاکسی دوسرے کے "ایکم ایوا دوتیم" بعضے کہتے ہیں کہ ابتدا میں فقط وہی تھا جو نہیں ہی اکیلا بلاکسی دوسرے کے۔ اور اُس سے جو نہیں ہی پیدا ہوا جو کچھ ہی +

۲۔ باپ نے کہا میرے پیارے یہہ کیونکر ہوسکتا ہی؟ اس طرح وجود ہی پیدا ہوسکتا ہی اُس سے جو نہیں ہی؟ نہیں میرے پیارے فقط وہی جو ہی ابتدا میں تھا۔ اکیلا بلاکسی دوسرے کے" +

۳۔ اُس نے سوچا (یا دیکھا) کہ میں بہت ہو جاؤں میں اُگیت ہووں۔ اُس نے آگ اُپجی۔ (تیجو) وغیرہ

چھندوگیا اپنشد ۷۔ کھانڈ ۲۵ میں ہی کہ

وہ بے حد درحقیقت نیچے اور پیچھے آگے۔ دائیں بائیں ہی۔ دراصل وہی یہہ سب کچھ ہی +

Sacred Books of the East. Vol. I. Upnishad.

اس کے یہی معنے ہیں اور یہی کئے جاتے ہیں کہ جو کچھ ہی وہ برہما ہی ہی۔ دیگر کوئی شئی نہیں۔ وہی ایک اصل ہستی ہی اور کوئی چیز ہست نہیں ہی۔ یہہ سب کچھ برہما کا اُپجا ہی اور اُسی میں لے ہو جائیگا +

وید اور اپنشد سے پنڈت دیانند کا خیال تین جدا ازلیوں کا ثابت نہیں ہوتا ہی بلکہ برعکس اس کے ویدانت مت جس کے آپ مخالف تھے وہی ثابت ہی اور جو دلیل آپ نے ویدانتیوں کی تردید میں پیش کی ہی وہ ویدانت کے کیا برخلاف ہوسکتی ہی وہ تو وید کی تعلیم کو رد کرتی ہی آپ نے یہہ دلیل دی ہی (سوال ۱۱ کے تحت میں) کہ اگر تمہارے کہنے کے مطابق دُنیا کی علت مادی برہم ہووے تو وہ برہم زوال و تغیر و تبدل کے تابع ہو جاویگا۔ علاوہ ازیں

علت مادی کی صنعت - فعل اور عادت معلول میں بھی آتے ہیں اگر یہہ کوئی دلیل ہے تو صرف ویدانتیوں کے خیال کے برخلاف نہیں بلکہ دراصل ویدوں کے برخلاف ہے جو ویدانت کی تعلیم سے پُر ہیں - اور ازلی علت مادی ثابت نہیں ہے +

باقی ازلی جیو (روح) کی بابت بھی پنڈت صاحب نے من گھڑت ڈھکوسلے چلائے ہیں کیونکہ اپنشد اور منوسمرتی اور بھگوت گیتا میں آپ یا یہ جیو برہما کا انگ اور برہما ہی بتلایا گیا ہے اور وہ برہما سے کوئی آزاد اور جدا ازلی ہستی نہیں ہے (دیکھو راقم کا رسالہ آواگون یا ابدی زندگی صفحہ ۲۱ - ۲۶)

دوم - عقلی دلائل سے تین ازلیوں کی تردید

(۱) پنڈت جی کی تین ازلیوں کی تردید میں میں پنڈت جی ہی کی دلیل کو پیش کرتا ہوں - چنانچہ ازلی ایشور اور ازلی مادہ اور ازلی جیو کے اختلاط سے جو نتیجہ ہو سکتا یا ہونا چاہئے تھا وہ ضرور حد اور زوال اور تبدیلی سے آزاد ہوتا مگر یہہ باتیں تو دنیا میں ہیں اِس لئے تین ازلیوں کا اجتماع غلط ہے فضول ہے اور عالم میں حد - زوال اور تبدیلی کے ہونے کا وہ احوال صحیح ہے جو بائبل بتلاتی ہے کہ یہہ سب چیزیں پیدا کی گئی ہیں اور اس لئے ازلی خود ہست خالق کی مانند بے حد - لازوال اور بے تبدیل نہیں ہو سکتیں بلکہ مخلوق ہونے کے سبب ان کا محدود اور زوال اور تبدیل پذیر ہونا لازمی ہے +

(۲) جیو (روح یا روحوں) کو ازلی بتلانا بھی خدائے واجب و خالق پر ایک تحکم اور اُس کی کسر شان ہے - روحوں کو ازلی کہنے کے یہہ معنے ہیں کہ وہ اپنی اپنی آزاد ہستی رکھتی ہیں اور ہر حال میں محتاج نہیں ہیں کہ خدا کو اپنا بانی یا آسمانی باپ کہیں اور وہ بالکل پابند نہیں ہیں کہ کسی وجود کو پرماتما اور عالم کا حاکم مانیں - وہ خود جُدا جُدا خدا ہیں - آتما ہیں - پرماتما یا سویم بھو

(خود ہست) کہلانے کا صرف کسی ایک آتما کا حق نہیں ہی اور پنڈت جی نے جتنی ہدائتیں ایشور کو ماننے کی ستیارتھ پرکاش میں کی ہیں اور جتنی تعریفیں کسی ایک ایشور کی کی ہیں جس کو آپ نے دنیا کا کہا تصور کیا ہی وہ سب رائیگاں اور بیجا ہیں اور پنڈت جی کا کوئی حق نہیں ہی کہ اور جیوں کو جو کہ ازلی ہیں ایسی ہدایتیں کریں۔ آپ کی بہومکا اور ستیارتھ پرکاش اور باقی تحریریں سب پھونک دیئے جانے کے لایق ہیں۔ یہہ آپ کی تین ازلیوں والی تعلیم کا نتیجہ ہی لیکن اگر بائبل کی تعلیم کے مطابق مانا جاوے کہ خدا نے یہہ دنیا اور سب کچھہ جو اس میں ہی پیدا کیا تو دینداری اور خداپرستی اور نیکوکاری کی ساری ہدائتیں کارآمد اور برمحل اور ضروری ہیں +

(۴۴) ازلی ایشور کے لئے ازلی مادہ گمان کرنے کی کیا ضرورت ہی؟ یہی کہ اگر ازلی مادہ نہ ہوتا تو ازلی ایشور نیستی سے کوئی چیز موجود نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہی کہ ہست میں سے ہست ہوتا ہی یا بنایا جاتا ہی۔ مگر ایشور کو ایسا محتاج اور کمزور خیال کرنا دہریہ کے خیال کی بہ نسبت بہت ہی ناقص خیال ہی جو اس عالم ہی کو ازلی علت فاعلی اور علت مادی کہتا ہی اور دو ازلی والے خیال کو خارج کرتا ہی کیونکہ دیکھنے میں یہی آتا ہی کہ نیچر اپنے سب کام آپ ہی کرتی ہی اور جڑ اور جیو اس سے باہر نہیں ہیں۔ دوسرے ازلی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اصل سوال تو یہہ ہی کہ مادہ کہاں سے آیا؟ اسپر ہم بھی یہہ سوال کر سکتے ہیں کہ خدا اپنے تئیں کہاں سے لایا؟ جبکہ خدا میں یہہ ذاتی جوہر تھا کہ اپ ازل سے ہست ہو تو کیا وہ مادہ کو نہیں لا سکتا تھا؟ اور اگر مادہ بھی ازلی تھا تو وہ دوسرے ازلی کے قابو میں کیونکر آ سکتا تھا؟ کیا وہ مادہ جو خود ہست ازلی تھا ترتیب دہی کے لئے دوسرے کا محتاج ہو سکتا تھا؟ اگر اپنی ترتیب دہی کے لئے دوسرے ازلی کا محتاج تھا تو اس سے زیادہ مشکل کام کیونکر کر سکا ہوگا کہ اپنے تئیں ازل سے موجود کرے؟ اُس کی یہہ محتاجی ثابت کرتی ہی کہ وہ اپنی ہستی کے لئے قادر مطلق یعنی مانا ہوئے عقل کل کا محتاج تھا۔ غرضیکہ دو ازلی ماننے سے یا تو خدا ازلیت اور خالقی سے خارج ہوتا ہی اور

یا مادہ ازلی علت مادی ہونے سے گرتا ہے۔ دونین ازلی والا خیال سراسر خام ہے +

(۴) اگر مادہ جس کو ازلی کہا جاتا ہے جو حالی صورت میں بدلا ہوا ہے اور اس سے جدا اور کہیں ہست نہیں ہے تو اس مادہ کی بابت تو ہم یہہ معلوم ومحسوس کرتے ہیں کہ اُس کی ذاتی صفات جسم حد اور حرکت ہیں اور زوال اور تبدیلی بھی مگر خدا کی ذاتی صفات یہہ مانی جاتی ہیں کہ خدا روح (آتما) ہے۔ بیحد محیط کل ہے اور قادر مطلق اور چیت بارادہ ہے۔ مادہ اور خدا میں یہہ فرق خود ہی ظاہر کرتا ہے کہ ایک طرف تو ایسا مادہ ذات الٰہی کا انگ نہیں ہو سکتا اور دوسری طرف یہہ کہ وہ مثل خدا کے خود ہست اور ازلی نہیں ہو سکتا۔ مادہ کی مذکورہ حالت* اس کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے نہ کہ خود ہست یا ازلی ہونے کی +

(۵) جیو یا روحوں کی خود ہستی اور ازلیت بھی ایسی ہی ناکارہ ہے کوئی روح اپنی ازلی خود ہستی کو محسوس نہیں کرتی۔ اُس کی عالم نہیں ہے۔ یہہ صرف عام ہندوؤں کی تقلیدی خیال ہے کیونکہ ہر جیو جو اس زمین پر ہے محدود شخصیت اور محدود علم و قوت والا ہے اور اپنی اپنی ازلیت کا ذرہ علم نہیں رکھتا ہے۔ اور اگر روحیں ازلی اور خود ہست اور خود مختار ہوتیں تو ایشور آتما یا جڑ مادہ کے گھیرے میں کس طرح آسکتی ہیں +

(۶) ویدانت مت بھی ایسا ہی ردی اور ناممکن خیال ہے جیسا تین ازلیوں والا ہے مادہ آتما کے وجود میں سے نہیں نکل سکتا تھا جیسا وید کہتے ہیں۔ کیونکہ ایشور روح اور باشعور ہستی

---

* نوٹ۔ مادہ کی بابت تمام سائنٹفک تحقیقاتوں سے جو کچھ ہم جانتے ہیں یہہ ہے کہ مادہ خواہ ازل سے ہو خواہ ازل کے ورے پرے سے مگر جب سے ہے ضرور ہے کہ متفرق تبدیلیوں کے ساتھ ہستی میں آیا ہو۔ مگر چونکہ تبدیلیوں کا سلسلہ زمانوں پر محدود ہے لہذا مادہ کی عمر بھی ضرور محدود ہے اور اس لئے وہ ازلی نہیں ہو سکتا۔ اور مادہ کی جو صورت بائبل میں بیان ہوئی ہے وہ بھی ایسی ہی ہے کہ اُس کا ہستی میں آنا متواتر متفرق تبدیلیوں کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ اُس ابتدا کو خواہ کئی لکھ خواہ چند ہزار برس گذرے ہوں +

ہی۔ اُس کی وجودی ماہیّت ہیں سے بے جان اور بے شعور مادہ نکل نہیں سکتا۔ اور یہہ کہنا کہ مادی موجودات جو محدود بھی ہیں بے حد اور روحانی ایشور میں سے نکلی ہیں تو اس سے خلقت پرماتما ایشور کے تنزل کا عمل اور اُس کے زوال کا موجب ٹھہرتی ہی۔

پھر انسان جیو کیونکر مان سکتا ہی کہ میں پرماتما کی ماہیّت میں سے ماہیت ہوں اور جڑ مادہ بھی اُسی ماہیّت میں سے ماہیت ہی جبکہ ہر ایک باشعور جیو اپنے آپ کو جُدا جُدا میں اور جڑ مادہ کو اپنے سے بھِن محسوس کرتا ہی۔ اور خلا کی مدد سے معلوم کرتا ہی کہ جڑ چیزیں بھی باہم جدا ہیں۔ یہہ سارا فرق ویدانت مت کا مخالف ہی۔

پرمیشور آنند ہی اور ادراک اور مرضی والا ہی سو اگر کائنات پرمیشور سے نکلی ہی۔ یہہ سب کچھ اور ایشور ایک ہی ہی تو ہر چیز میں یہہ اوصاف کیوں نہیں ہیں کیونکہ ایک ہی اصل سے نکلی ہیں ایشور اپنی ذات میں بیحد اور بے تبدیل ہی تو خلقت (یعنے اُس ذات کے ظہور) میں حد اور تبدیلی کیوں ہی؟

اپنی شدا اور منو اور گیتا کے مصنفوں نے تو مایا اور تم۔ رج۔ ست۔ سے دھوکھا کھایا مگر اے موجودہ ہندوستان تُو تو کچھ ہوش کر اور ان سب اوہام کو چھوڑ اپنے خالق کی طرف دل لگا جسکا بائبل پتہ دیتی ہی۔

سوم۔ بائبل سے تردید اس بات کی کہ نہ ویدانت ہی نہ تین ازلی ہیں

بائبل کی پہلی آیت سے ویدوں کی ساری الٰہی فلاسفی رد ہوتی ہی۔ "ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا" نہیں کہا کہ اپنے میں سے نکالا یا دوسرے ازلی مادہ میں سے بنایا بلکہ یہہ کہ پیدا کیا۔ پیدایش سے پہلے ماسوا اللہ ہستی میں نہ تھا لیکن خدا نے کہا اور وہ ہوگیا اُس نے فرمایا اور وہ برپا ہوا" (زبور ۳۳: ۹) ایمان ہی کے سبب ہم معلوم کرتے ہیں کہ عالم خدا کے

کہنے سے بنے ہیں۔ یہہ نہیں کہ جو کچھہ نظر آتا ہی ظاہری چیزوں سے بنا ہو (عبرانیوں ۱۱: ۳) اس سے صاف ظاہر ہی کہ کپیلا اور پنڈت دیانند مثل اُن صدوقیوں کے تھے جن کو خداوند یسوع نے فرمایا تھا کہ "تم گمراہ ہوا اسلئے کہ نہ کتاب مقدس کو جانتے اور نہ خدا کی قدرت کو" (متی ۲۲: ۲۹) خدا کی ازلیت اور قدرت کے بارے میں اِنسانی محدود قیاسوں سے فائدہ نہیں بلکہ خدا کے کلام پر ایمان لانے سے ازلیت کے بھید منکشف ہوتے ہیں یاد رہے کہ بائبل کا بیان دُنیا کے عدم سے موجود کیئے جانے کا بالکل نرالا ہی۔ دُنیا کے فلاسفروں نے اور بہت کچھہ سوچا مگر خدا کی اِس قدرت مطلق کا گمان کسی کو نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ جو کچھہ نظر آتا ہی اُس کے پرے کچھہ سوچ نہ سکتے تھے۔ اِس لیئے لکھا ہی کہ "دُنیا نے اپنی حکمت سے خدا کو نہ پہچانا" (۱ قرنتیوں ۱: ۲۱)+

(محقق) اگر آدم کی اندرونی صورت روح کی ہی اور بیرونی انسان کی تو کیا ویسی ہی شکل خدا کی ہی؟ کیونکہ آدم خدا کی مانند بنایا گیا تو خدا آدم کی مانند ضرور ہونا چاہیئے+

(رہبر) یہہ بائبل کا بیان ہی کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا لہٰذا اُس صورت کے معنے بھی بائبل سے معلوم کرنے چاہیئیں۔ اُس میں آدم کی پیدایش کی یہہ کیفیت مندرج ہی کہ آدم کا جسم مٹی سے بنایا تھا اور پھر اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم یا روح پھونکا اور وہ خاکی قالب بھی جی پڑا۔ پھر ان دونوں چیزوں کی بھی تفصیل کی ہی جن سے آدمی مرکب ہوا۔ یعنے مٹی کو خدا نے پیدا کیا تھا اِس لیئے وہ خدا کی صورت پر نہیں ہو سکتی تھی۔ روح زندگی بھی اُس کی پیدایش ہی اِس لیئے وہ بھی اُس کی مانند نہیں ہو سکتی۔ اِس روح کی بابت یہہ بھی خبر ہی کہ وہ ہلاک ہو سکتی ہی (متی ۱۰: ۲۸) مگر کسی عنصری عمل سے نہیں فقط خدا اُسے ہلاک کر سکتا ہی کیونکہ کسی عنصر میں سے نہیں بنائی گئی تھی۔ اب اس بات کا خیال کرو کہ انسان روح اور جسم سے جیسا عدن میں مرکب تھا ویسا ہی عدن سے خارج ہو کر رہا مگر وہ خدا کی صورت لکھا ہی

کہ کھوئی گئی تھی تو معلوم ہوا کہ وہ الہی صورت کچھ اور چیز تھی جو گناہ کرنے سے پہلے تھی اور گناہ کرنے کے بعد جاتی رہی عقل اور فہم اور آزاد مرضی خدا کی صفات ہیں اور وہ انسان میں بھی حدِ امکان تک موضوع کی گئیں اور خدا میں اخلاقی صفات بھی ہیں اور وہ انسان میں موضوع کی گئی ہیں جیسا رسول کہتا کہ نئی انسانیت کو جو خدا کے موافق راستبازی اور حقیقی پاکیزگی میں پیدا ہوئی پہنو (افسیوں ۴: ۲۴) نئی انسانیت کو جو معرفت میں اپنے پیدا کرنے والے کی صورت کے موافق نئی بن رہی ہے پہنا ہے (کلسیوں ۳: ۱۰) اس سے سمجھا دیا گیا ہے کہ انسان عقل اور ادراک اور آزاد مرضی میں خدا کی صورت پر بنایا گیا تھا۔ یہہ روحی قوتیں جب خدا نے بنائیں بہت اچھی تھیں اور عرفان اور راستبازی اور پاکیزگی سے ملبس و مزین تھیں۔ مگر آدم نے گناہ کرکے اُس الہی صورت کو بگاڑ لیا اور نافہمی اور ناراستی نے جگہ لے لی مگر خداوند کریم اپنی روح قدس کے ذریعہ اس بگڑی ہوئی صورت کو ہر جگہ بحال کر رہا ہے۔ پنڈت جی یہہ بائبل کا اظہار اور منشا ہے اور انسان کی حالت وقعی ایسی ہی مگر آپ کا سوال بائبل کے منشا اور واقعات کے خلاف ہے اس لئے ردی ہے +

ہمارا یہہ جواب پنڈت جی کے سوال ۵ پر بھی حاوی ہے جس میں آپ نے اسی سوال کے مطالب کو مکرر پیش کیا ہے +

سوال (۶) اور خداوند خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی کہ وہ سو گیا اور اُس نے اُسکی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی اور اُس کے بدلے گوشت بھر دیا۔ اور خداوند خدا نے اُس پسلی سے جو اُس نے آدم سے نکالی تھی ایک عورت بنا کے آدم کے پاس لایا (پیدایش ۲: ۲۱ و ۲۲) +

(محقق) اگر خدا نے آدم کو خاک سے بنایا تو اُس کی عورت کو خاک سے کیوں نہیں بنایا؟ اور اگر عورت کو ہڈی سے بنایا تو آدم کو ہڈی سے کیوں نہیں بنایا؟ اور جیسے زمین سے نکلنے

کی وجہ سے عورت کا نام ناری رکھا گیا تو ناری سے ہی نر کا نام بھی ہو سکتا ہے اور اُن میں باہمی محبّت بھی رہے۔ صاحبان علم دیکھیئے! خدا کی کیسی فلاسفی جھلکتی ہے!

(رہبر) فلاسفی تو وہ خوب جھلکی تھی جب بیوی پرکرتی (ابتدائی مادہ یا پانی) نے انڈا دیا اور اُس میں سے بچہ پرجاپتی نکل آیا اور اُس نے یوگ ابھیاس کرکے یہہ دنیا بنائی +

پنڈت جی آپ نے ایسے فضول سوال کیوں کئے ہیں۔ کیوں یاد نہیں رکھا کہ جب آدم کو خاک سے بنایا تھا تو اُس کی ہڈی پسلی بھی خاک ہی سے بنی تھی اور اس لیئے عورت کے قالب کا اصل مادہ بھی مٹی ہی تھا۔ چنانچہ دونوں کو یہہ جتایا بھی گیا تھا۔ اور فی الواقعی اب تک ایسا ہی ہے کہ گو ہمارے اور پنڈت جی کے باپ دادے آدم و حوّا سے بہت پشتوں کے بعد نکلے تھے تو بھی مٹی میں مل گئے۔ آیا سمجھ میں؟ اب سُنئے کہ عورت کو مرد کی پسلی سے کیوں بنایا تھا۔ حوّا کی بابت کہا گیا تھا کہ آدم کے لئے ساتھی بنائی جائے اور خداوند تعالیٰ نے ایسے ساتھی کے لئے آدم کی ایک طرف کی پسلی سے بنانا پسند کیا تاکہ اس سے مرد اور عورت کو اپنی ایک ذات اور ایک آغاز یاد رہے کہ اپنی یگانگت اور باہمی محبّت کو دیگر نر و مادہ جانوروں کی بہ نسبت زیادہ اعلیٰ اور نزدیکی جانیں اور منوسمرتی والے یا دیگر وحشی قوموں والے قانون اور رواج نہ بنالیں اور عورت کو مثل مویشی یا غلام نہ سمجھیں۔ لیکن مرد اُس پسلی کو اپنے بازو کی پناہ میں رکھے اور دل کے نزدیک رکھے اور عورت بھی دل کے ساتھ لگی رہے۔ اس کی سردار نہ بنے اور بغیر اس پیدائشی قانون کے مرد اور عورت ویسا ہی جوڑا ہوا کرتے جیسے جانوروں کے ہیں۔ پس حوا کا آدم کی پسلی سے بنایا جانا اور اُس کی جورو کیا جانا یہہ معقول فلاسفی رکھتا ہے مگر خدا تعالیٰ اور طرح بھی بنا سکتا تھا لیکن ہر ایک چیز جس طرح بنائی گئی وہ اِس لئے اُس طرح بنائی گئی کہ جو کچھ خداوند نے چاہا اُس نے آسمان اور زمین اور دریا اور سارے گہراؤں میں کیا" (زبور ١٣٥: ٦) اور ہر ایک چیز اپنی فلاسفی رکھتی ہے۔ لہذا پنڈت جی کا سوال ایک نامعقول حجّت ہے +

(محقق) کیا جن مصالح سے اُس نے تمام دنیا کو بنایا اُسی سے عورت کا جسم نہیں بن سکتا تھا؟

(رہبر) اُسی مصالح سے تو بنا تھا۔ پہلے تو آپ نے آدم کی ہڈی کو مٹی سے جُدا سمجھہ اُس پر سوال کیا اور وہی نافہمی پھر اور لفظوں میں جتائی ہے۔ آپ نے بائبل کے بیان سے خوب دیکھہ لیا ہے کہ سب چیزوں کے لئے پہلے ایک علت مادی بنائی گئی اور پھر اس سے ہر ایک چیز درجہ بدرجہ بنی گئی اور یہہ صورت ہوتی گئی کہ ایک چیز جو پہلا نتیجہ تھا پھر دوسرے نتیجہ کا سبب ہوگیا اور یہی حقیقت ابتک قانون قدرت کا اصول ہے آپ غلطی سے اس بات کا حسد نہ کرنا کہ آدم کو تو مٹی سے بنایا مگر آپ کو کیوں ایک بابوجی کے نطفے سے بنایا؟ حوا کو آدم کی پسلی سے بنانے میں کوئی نقص تو نہ تھا۔ آدم کے مناسب عورت بنائی گئی اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ خدا ئے قادر کئی طرح سے پیدا کر سکتا ہے +

سوال (۷) اور سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدا نے بنایا تھا ہوشیار تھا اور اُس نے عورت سے کہا کیا یہہ سچ ہے کہ خدا نے کہا کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا۔ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل ہم تو کھاتے ہیں مگر اُس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہے خدا نے کہا کہ تم اس سے نہ کھانا اور نہ اُسے چھونا ایسا نہ ہو کہ مر جاؤ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن اُس سے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائینگی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے ہوؤ گے اور عورت نے جوں دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے تو اُس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا اور اُس نے کھایا تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اُنہیں معلوم ہوا کہ ہم ننگے ہیں اور اُنہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں ... اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا اِسواسطے

کہ تو نے یہہ کیا ہی تو سب مواشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہوا تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا اور عمر بھر خاک کھائیگا۔ اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اُس کی ایڑی کو کاٹیگا۔ اُس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤنگا اور درد سے تو لڑکے جنیگی اور اپنے خصم کی طرف تیرا اشوق ہوگا اور وہ تجھہ پر حکومت کریگا۔ اور آدم سے کہا اسواسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سُنی اور اُس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا تھا کہ اس سے مت کھانا۔ زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھہ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائیگا۔ اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹکٹارے اگاویگی اور تو کھیت کے نباتات کھائیگا (پیدایش ۳: ۱-۷ اور ۱۴: ۱۸ آیت) +

(محقق) اگر عیسائیوں کا خدا علیم کل ہوتا تو اس شریر سانپ یعنے شیطان کو کیوں بناتا؟ اب چونکہ اُس نے پیدا کر دیا اس لئے خدا ہی قصوروار ہی۔ کیونکہ اگر وہ اُسکو موذی نہ بناتا تو وہ ایذا نہ پہنچاتا۔ اور وہ پچھلا جنم نہیں مانتا تھا پھر بلا قصور اُس کو گنہگار کیوں پیدا کیا؟

(رہبر) سب جو خدا کو علیم کل مانتے ہیں اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ گناہ ہی اور بدکار لوگ ہیں۔ بُت پرست اور عناصر پرست کثرت سے ہیں وہ سب پابند ہیں کہ جواب دیویں کہ دنیا میں اُس خدا نے بدی کا دخل کیوں ہونے دیا کیا پہلے اس سے آگاہ نہ تھا؟ شریر آدمی کیوں پیدا ہونے پاتے ہیں بقول ہمارے اس زندگی میں اور بقول اہل تناسخ کسی پہلے جنم میں؟ کیا وہ علیم کل اس شرارت کا عالم نہ تھا جو یہہ اُس کی خدائی میں آگئی اور خدا کو لوگوں کی ہدایت کرنی پڑی؟ ہم خدا کے کلام سے اس بات کا یہہ جواب پاتے ہیں کہ خدا نے شیطان کو شریر نہیں بنایا تھا اور نہ آدم کو شریر بنایا تھا۔ جب خدا نے سب چیزیں بنائی تھیں تو ہر چیز کی بابت کہا تھا کہ اچھا ہی۔ اور پچھلا جنم کوئی چیز نہیں ہی۔ شیطان کے اپنے کام گناہ کے تھے یعنے

خدا کے حکم کے برخلاف تھے اور اِس لئے وہ شریر ہو گیا۔ جس جنم میں کوئی گناہ کرتا ہی اُسی میں گنہگار ہوتا ہی اور کسی آئندہ فرضی جنم میں گناہ کے بدلے گنہگار پیدا نہیں کیا جاتا۔ ہر انسان اور ہر شیطان کے لئے فقط ایک ہی جنم ہی اور اُس کے لئے جزا یا سزا ہی +

(محقق) جو آپ جھوٹھا ہو اور دوسرے کو جھوٹھ کی طرف راغب کرے اُسکو شیطان کہنا چاہئے لیکن یہاں شیطان راستباز تھا اور اسی وجہ سے اُس نے اس عورت کو نہیں بہکایا بلکہ سچ سچ کہدیا اور خدا نے آدم اور حوّا سے جھوٹھ کہا کہ اُس کے کھانے سے تم مرجاؤ گے جب وہ درخت عقل کے دینے اور حیات ابدی کے بخشنے والا تھا (یہہ پنڈت کی غلط بیانی ہی اس درخت کی بابت نہیں لکھا ہی کہ وہ حیات ابدی بخشنے والا تھا + رہبر) تو اُس کے پھل کھانے سے کیوں منع کیا اور اگر منع کیا تو وہ خدا جھوٹھا اور بہکانے والا ٹھہرا +

(رہبر) اول تو میں پنڈت دیانند اور اُس کے پیروؤں سے یہہ کہتا ہوں کہ پنڈت جی نے کتاب پیدایش کے مصنّف موسیٰ کے بیان کو دیدہ دانستہ خراب کیا ہی مصنّف کا یہہ مطلب ہرگز نہیں ہی کہ خدا کو جھوٹھا اور بہکانے والا بتلاوے۔ کیونکہ بہکانیوالے شیطان کا وہ صاف صاف ذکر کرتا ہی۔ ایسے ناشائستہ اور توہین آمیز کلمات دیدہ دانستہ دوسرے کو بدنام کرنے اور عیسائیوں کو رنج پہنچانے اور اشتعال دلانے کیواسطے شائع کرنا کیا قابل لائبل نہیں ہی ؟

دوم ۔ میں یہہ پوچھتا ہوں کہ کیا عیسائیوں کے خدا کو جھوٹھا اور بہکانیوالا اور شیطان کہنے کے لئے اُس خدا نے پنڈت جی کو حرکت دی تھی ؟ نہیں پنڈت جی نے اپنا باطن خود تاریک کر لیا اور خدا نے آپکا مغز خشک نہ کر دیا تھا بلکہ آپ کو اپنی مرضی کی آزادگی کے موافق بولنے دیا۔ غرضیکہ گناہ اور ایسی سب حرکتیں ذی عقل وجودوں کے اپنے فعل ہیں اور خداوند تعالےٰ تو نیک ہدایت کرتا رہتا ہی اور سزا بھی دیتا ہی۔ اپنے طور پر اور حاکموں کے ذریعہ بھی +

سوم - اب اصل معاملہ کی طرف دھیان دینا +

خدا نے بتاکید فرمایا تھا کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا کیونکہ جس دن تو اُس سے کھائیگا تو ضرور مریگا +

شیطان نے اُس کے برخلاف یہہ کہا کہ "تم ہرگز نہ مروگے"۔ مگر شیطان جانتا تھا کہ جھوٹھ کہہ رہا ہوں کیونکہ وہ خود اپنی نافرمانی کا نتیجہ بھوگ رہا تھا مگر اُس نے اپنے عذاب کا ذکر نہ کیا تاکہ اُن خوش حالوں کو بھی اُس میں کھینچ سکے +

پھر شیطان خدا کو گواہ پیش کرتا ہی کہ "خدا جانتا ہی کہ جس دن اُسے کھاؤگے تمہاری آنکھیں کھل جائینگی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے ہوگے"۔ مگر یہہ ایک اور فریب تھا کیونکہ خدا نے یہہ ممانعت اِسی لئے کی تھی کہ آدم وحوّا نیک و بد کی پہچان سے ناواقف رہیں یعنے نیکی کو کھو دینا نہ جانیں اور بدی کا تجربہ نہ کریں بلکہ زندگی کے درخت سے کھاویں اور ہمیشہ بیگناہی کی حالت میں جیتے رہیں۔ اور فقط فرمانبرداری کی نیکی قایم رکھ کے مرنے سے محفوظ رہیں مگر شیطان نیکی اور بدی کے اس عملی تجربہ کو چھپا کے فقط نیک و بد کے علم کی تخصیل کی خبر دیتا ہی جو علم کہ خدا بھی نیکی اور بدی کا رکھتا ہی مگر اپنی ذات سے بدی کا تجربہ نہیں کرسکتا اور نیکی کو چھوڑ نہیں سکتا۔ لہذا یہہ سخت بہکانے والی بات تھی جو شیطان نے پیش کی +

شیطان نے ان باتوں سے اُن کو قائل کرلیا کہ تمہاری موجودہ حالت خوش حالت نہیں ہی اور خدا نے تم سے حسد کے سبب دھوکھا کیا ہوا ہی گویا یہہ جتاتا ہی کہ خدا جرأت نہیں کرسکتا کہ تم کو اس درخت سے کھانے دے تاکہیں ایسا نہ ہو کہ تم زور اور علم میں خدا کے مقابل ہوجاؤ۔ مگر دراصل شیطان کو آدم وحوّا کی خوشحالی اور قرب الہی کا حسد تھا اور اپنا کینہ اور حسد خدا کے ذمہ لگاتا ہی۔ شیطان نے اُن کو ایسے طور سے بہکایا کہ اب ہزاروں برسوں کے بعد دیانند جیسے پنڈت بھی شیطان کی باتوں سے اسی طرح بہکتے ہیں اور خدا کو جھوٹھا اور حاسد

اور بہکا بنوالا اور شیطان کو سچّا اور خیر خواہ مان اُٹھے ہیں۔ حالانکہ خدا اپنے قول میں ہمیشہ صادق ہی مگر شیطان اپنی نا دیدنی تاثیروں اور اغواؤں سے اب تک لوگوں کو خدا کے کلام کے برخلاف رکھتا ہی +

(محقق) جب خدا نے پھل کھانے سے منع کیا تو اُس درخت کو پیدا کیوں کیا تھا ؟

(رہبر) اُس درخت کو اِس لئے پیدا کیا تھا کہ اُس کا پھل کھانے سے منع کرے۔ اور اُس کو پیدا نہ کرتا تو ممانعت کس طرح کرتا ؟ خالق ہو کر وہ حق رکھتا تھا کہ اُن کو اپنی حکومت اور فرمانبرداری میں رکھے اور اِس لئے ایک حکم امتناعی کی تجویز کی۔ یاد رہے کہ انسان کی فرمانبرداری کی آزمایش شرع اخلاقی کے دس احکام کی رو سے اُس وقت نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اُن کی اطاعت یا عدولی کا کوئی موقعہ موجود نہ تھا صرف خدا اور آدم و حوّا ہی تھے اِس لئے یہہ خاص امر مقرّر کیا گیا تاکہ آدم خدا کی فرمانبرداری کرنے میں اپنی روحانی کاملیت کا شائق رہے یا اپنے لئے آپ خوشی کی تجویز کرے۔ اُس فعل مختار کی روحانی خواہش اور جسمانی خواہش کا مقابلہ تھا مگر اُس نے شیطان کے بہکانے سے اپنے اوپر بھروسہ رکھنا اور خود ہی اپنی خوشی کرنا پسند کیا اور خدا کے حکم کی عدولی کی۔ خدا نے اس سے نیک سلوک کیا تھا اور بہت ہی آسان حکم دیا تھا کہ صرف ایک درخت کا پھل کھانا منع کیا۔ مگر دیکھئے پنڈت جی کہ اُس ممانعت سے فرمانبرداری کا کیسا فیصلہ ہو گیا۔ اور وہ خودی اور بغاوت کل بنی آدم میں چلی آتی ہی +

(محقق) جن تینوں کو لعنت دی وہ بلا قصور تھے تو پھر کیا وہ خدا غیر منصف نہ ہوا ؟ اور یہہ لعنت خدا پر ہونی چاہئے تھی کیونکہ اُس نے جھوٹھ بولا اور اُنکو بہکایا +

(رہبر) یہہ بات تو اب آپ کی سمجھہ میں آگئی ہوگی کہ خدا نے نہیں بہکایا بلکہ شیطان نے بہکایا تھا اور بہکنے اور بہکانے والوں کو خدا نے لعنت دی۔ اگر خدا بہکانے والا یا جھوٹا ہوتا تو اُس کی لعنت اُن تینوں پر غیر موثر ہوتی۔ اُسکا نتیجہ ظہور میں نہ آتا۔ لیکن ابتو اُس وقت سے دُنیا کی

واقعی حالت اُس لعنت کے اثر کی شاہد ہی۔ اور شیطان اور نافرمان آدم وحوّا کے لئے آپ کی حمایت بیکار ہی +

(محقق) یہہ فلاسفی تو دیکھو! کیا بغیر درد کے حمل ٹھہر سکتا اور بچہ تولد ہو سکتا تھا؟ اور بغیر محنت کے کوئی اپنی روزی کما سکتا تھا؟ کیا پہلے کانٹے دار درخت نہ تھے؟+

(رہبر) صاف مصرح ہی کہ حکم عدولی سے پہلے یہہ مصیبتیں نہیں تھیں (۳: ۱۵ و ۱۶-۱۷- اور ۱: ۲۸ و ۲۹) + اُس وقت کو آپ اپنے زمانہ کے ساتھہ کس طرح مقابلہ کرسکتے ہیں کہ چونکہ اب دردِ زہ اور پسینے کی روٹی اور اونٹ کٹارے ہیں اس لئے تب بھی ہونگے؟ اس وقت کی بابت صاف لکھا ہی کہ سب کچھہ اچھا تھا خالق کے جلال اور مخلوق کی خوشی اور آرام کے لئے +

اب اس حکم عدولی کے نتیجے سُنئیے جو اِس کے بعد ہی اُن کے وجود میں ظہور میں آئے پر نیک و بد کی وہ پہچان نہ آئی جس کا شیطان نے وعدہ کیا تھا بلکہ

(۱) اُن کی آنکھیں کُھل گئیں اور انہوں نے معلوم کیا کہ ہم ننگے ہیں" (۳: ۷) مگر وے دونوں پہلے بھی "ننگے تھے اور شرماتے نہ تھے" (۲: ۲۵) اب شرم کیسی اور کیوں؟ شرم ڈھانپنے کے اور حفاظت بدن کے لئے اب کپڑے کی ضرورت محسوس ہوئی اور تب سے اب تک اُن کی نسل میں یہی حال ہی +

(۲) خدا کی آواز سے ڈر گئے اور اپنے تئیں درختوں میں چھپایا (۳: ۸-۱۰) خدا سے دُوری میں سلامتی کا علم آیا۔ حکم عدولی نے سزا کا ڈر پیدا کر دیا۔ یہہ کیسی نئی معلومات اُنکو حاصل ہوئیں۔ خدا سے روپوش ہوتے ہیں۔ بنی آدم بھی اسی طرح خدا کی طرف پیٹھہ پھیرتے ہیں اور گُناہ کر کے سمجھتے ہیں کہ خدا کو دکھائی نہیں دیتا +

(۳) اب اُن کو یہہ علم حاصل ہوا کہ سانپ نے مجھہ کو بہکایا تو میں نے کھایا" (آیت ۱۳) پنڈت جی کے موکل خود اقبالی ہیں کہ شیطان نے ہمیں بہکایا لہذا پنڈت جی نے خدا پر جھوٹا الزام

لگایا ہی +

پھر حکم عدولی پر جو فتویٰ دئے گئے وہ بھی آجتک جاری چلے آتے ہیں +

شیطان سانپ پر۔ آیت ۱۴ و ۱۵۔ کیا سانپ کی یہہ حالت ہر زمانہ اور ہر ملک میں سچ ثابت نہیں ہوئی ہی؟ انسان اور سانپ میں خاص دشمنی موجود ہی۔ مگر خیال رہے کہ سانپ جسکو شیطان نے اپنے ظہور کا آلہ بنایا اگرچہ خدا کی طرف سے ایسا ذلیل قرار دیا گیا تاہم بنی آدم نے اسکو فریب دینے والا کرکے نہیں الٰہی عرفان بخشنے والا دیوتا کرکے مانا ہی۔ اور سانپ نے بھی اپنی تعلیم کا یہی نتیجہ بتلایا تھا۔ تمام روئے زمین پر بت پرست قدیم اور موجودہ قوموں میں سانپ کو ایسا دیوتا کرکے مانا گیا ہی۔ بابل۔ اسور۔ فارس۔ کشمیر۔ ہندوستان۔ چین۔ جاپان۔ جاوا لنکا۔ عرب۔ سریا۔ ایشیا کوچک۔ مصر۔ یونان اور اٹلی میں اور یوروپ اور امریکا میں سانپ کو افعی یا ایف یا اوب یا ناگ (عبرانی ناخش) دیوتا کرکے مانتے رہے ہیں۔ اور یوں ساری قومیں موسیٰ کے بیان کو ثابت کرتی ہیں کہ سانپ کا انسان کے معاملہ میں دخل ہوا تھا۔ اور خدا کو چھوڑکر لوگ سانپ پرستی اور دیگر بت پرستی میں پڑ گئے تھے ہندوستان کا ابتک یہہ حال ہی مگر جب سے عورت کی نسل دنیا میں ظاہر ہوئی انسان اور سانپ میں فتوے والی پیشگوئی بصورت ثابت ہی۔ نہ صرف سانپ ہلاک کئے جاتے ہیں بلکہ سانپ کا مقابلہ کیا جاتا ہی (مقابلہ کرو۔ ایوحنا ۳: ۸۔ اور افسیوں ۶: ۱۱ و ۱۲ و ۱۶) +

عورت پر فتویٰ۔ دردزہ۔ خصم کی تابعداری۔ پنڈت جی یہہ بھی ایک حقیقت ہی جسکا آپ محض تمسخر سے مقابلہ نہیں کرسکتے۔ واقعات سے انکار نہیں ہوسکتا جو ہمارے سامنے بھی گذر رہے ہیں اپنی اپنی جنس کو پیدایش سے بڑھانا تو قدرت کا عام قانون ہی لیکن کیا سبب ہی کہ فقط آدم زاد میں یہہ بڑھتی درد اور موت کے خطرے کے ساتھ ہوتی ہی؟ وہ ابتدائی لعنت ہی اسکا سبب ہی پہلی ماں کا گناہ اِس دُکھ کا سبب ہی۔ ولادت کے واسطے یہہ درد درکار نہ تھا اِسکے بغیر بھی ولادت

ہوسکتی مگر گناہ کے سبب بطور سزا کے یہہ دکھ لازمی کر دیا گیا تھا۔ تاکہ عورت یاد رکھے کہ پہلے اُس نے گُناہ کیا اور از حد خرابی کا باعث ہوئی تھی (۱تمط ۲: ۱۴) پھر مرد کی حکومت ظاہر ہی کہ ہر قوم میں مرد کی حکومت عورت پر رہی ہی۔ حتّٰی کہ عورت گھر کے اسباب یا مویشیوں کی طرح سمجھی گئی ہی اور نظر بند رکھی گئی ہی۔ اور یہہ صرف دین عیسوی کے طفیل ہی کہ انسان کی بگڑی ہوئی حالت بحال ہونے لگی ہی کیونکہ گناہ کا کفارہ ہو گیا ہی اور عورت کی بھی عزت ہونے لگی ہی +

آدم پر فتوی۔ یہہ فتوی در اصل آدم پر نہیں لیکن اس کے سبب زمین پر ہی۔ زمین اُس کے لیئے دُکھ اور مشقت کا باعث ہوگی۔ زمین بنجر ہوگی۔ کانٹے* وغیرہ اُگاویگی جو انسان کو ہٹانے پڑینگے۔ ہر قسم کی بیماریاں ہوا اور پانی کے بگاڑ یا گرمی کی شدت سے اُس کے جسم میں ہونگی روٹی محنت سے ملیگی۔ عدن میں بغیر محنت کے پھل کھاتا تھا اب محنت کرکے زمین کے نباتات کھائیگا دیکھو پرورش کے لیئے خوراک ہر جاندار کے لیئے قدرتی تقاضا ہی مگر فقط انسان پر یہہ حکم ہوا کہ تو اپنے پسینے کی روٹی کھائیگا حالانکہ "ہوا کے پرندوں کو دیکھو۔ وے نہ بوتے نہ لوتے نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو پالتا ہی" (متی ۶: ۲۶) "تو اپنی مُٹھی کھولتا ہی اور ہر ایک جاندار کا پیٹ بھرتا ہی" (زبور ۱۴۵: ۱۶) کیا یہہ حقیقتیں ہر روز ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں۔ اور پنڈت جی کی نری باتوں سے ٹل نہیں سکتی ہیں۔ اور بائبل کے بیان کا زندہ اور موجود ثبوت ہیں +

نوٹ * کانٹوں اور اونٹکٹاروں سے مراد ہر قسم کی کانٹے دار جھاڑی یا بوٹی ہی جو زمین کو روکتی اور انسان کی پرورش کے لیئے لازمی نہیں ہی اب بھی اکثر جگہوں میں دیکھا جاتا ہے کہ اس قسم کی بوٹیاں زمین پر کثرت سے خود بخود اُگتی ہیں اور اُن کے بیج بھی کثرت سے ہوتے ہیں۔ پنجاب میں بھی بعض قسم اُن کی کثرت سے پائی جاتی ہیں آباد اور غیر آباد زمینوں میں بھی مثلاً بھکڑا۔ مولیاں۔ جوان۔ خیال رہے کہ زمین انسان کی پرورش کے واسطے خود بخود گیہوں اور جو نہیں اُگاتی۔ اُن کے لیئے محنت کرنی پڑتی ہی۔ مگر کانٹے اور اونٹکٹارے اُس کی سزا کے لیئے خود بخود اُگاتی ہی۔ اور یہہ انسان کو اکھاڑنے پڑتے ہیں +

موت - یہہ سب سے بڑی اور لا علاج سزا تھی - البتہ شفقت کے دن گھٹانے والی ہی - ہر ایک بنی آدم کو اس ہیں سے گذرنا پڑتا ہی شیطان تو حکم عدولی کے عوض میں زندگی کی پکار دیکر علیحدہ ہوگیا مگر موت حاضر ہوگئی انسان فانی ہوگیا - ہزار برس سے پہلے ایک دن اُسکی زندگی لی بیجا دہوگئی شیطان جھوٹھا ٹھہرا - اور خدا کا حکم سچ ثابت ہوا (آیت ۱۹) اگر انسان موت سے بچا یا نہ جائے تو ہمیشہ تک موت میں رہیگا ۔

(محقق) جب آدم کا کچھہ بھی قصور ثابت نہیں ہوتا تو عیسائی لوگ کیوں کل نوع انسان کو آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے گنہگار ٹھہراتے ہیں؟

(رہبر) عیسائی لوگ کیا ٹھہراتے ہیں یہہ تو ٹھہری ٹھہرائی حقیقت ہی آپ کے ناں ناں کرنے سے کیا بن سکتا ہی - آدم کا قصور تو ثابت تھا - اُس نے خود اقبال کیا - اُس کی اُس وقت کی حالت نے ثابت کیا - موت کے فتویٰ سے ثابت ہوا - پنڈت جی کی وکالت چڑ گئی - اور جب نوع انسان کی اصل بگڑ گئی تو اولاد کیونکر گناہ آلودہ نہ ہوتی - اولاد اپنی ہر چیز ماں باپ سے پاتی ہی - یہہ قدرتی واقعہ اور قدرتی تقاضا ہی جو بائبل کے بیان کو ثابت کرتا ہی - اگر اولاد پر آدم کی گنہگاری کا اثر نہ پڑتا تو اولاد جیتی رہتی - کیونکہ جس طرح ایک آدمی کے وسیلہ گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب موت آئی - اسی طرح موت سب آدمیوں میں پھیلی اِس لئے کہ سب نے گناہ کیا" (روم ۵: ۱۲) یہہ حالت اُس صورت میں نہ ہوتی اگر انادی عورت جیو پرکرتی (مادہ) کی چیزوں مثل پانی یا ہوا یا مٹی سے اپنے رحموں کو بھر لیا کرتی اور بچے جنا کرتی - یا سب نوع انسان آدم اور حوا کے ساتھہ ہی بنا دئے جاتے - مگر موجودہ واقعی حالت میں تو ایسا نہیں ہی بلکہ انسان کی قدرتی حالت وہی ہی جو بائبل میں بیان ہوئی ہی اور ہر ایک کتاب جو اس کے برخلاف کہتی ہی جھوٹھی کتاب ہی ۔

سوال (۸) اور خداوند خدا نے کہا دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ اپنا ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیوے اور کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ چنانچہ اُس نے آدم کو نکال دیا اور باغ عدن کے پورب طرف کروبیوں اور چمکتی تلوار کو جو چاروں طرف پھرتی تھی مقرر کیا کہ درخت حیات کے راہ کی نگہبانی کریں (۳: ۲۲و۲۴)+

(محقق) بھلا خدا کو ایسا حسد کیوں ہوا اور ایسا شک کیوں گذرا کہ وہ علم میں ہمارے برابر ہو گیا؟ کیا یہہ بری بات ہوئی؟ یہہ شک ہی کیوں گذرا جبکہ خدا کے برابر کبھی کوئی نہیں ہو سکتا؟ مزید براں حیات ابدی کے درخت کے پھل کھانے پر (خدا نے) کتنا حسد کیا؟

(رہبر) جبکہ خدا کے برابر کوئی ہو نہیں سکتا تو وہ شیطان جس نے آدم و حوّا کو کہا تھا کہ تم خدا کے برابر یا مانند ہو جاؤ گے جھوٹھ بولا تھا (اور پنڈت جی اس کی حمایت کر چکے ہیں) اور آدم و حوّا جنہوں نے شیطان کی بات مانی اُنہوں نے خدا کی مانند بننے کی حرص کی تو خدا کو اُن کی اس جھوٹی حرص پر غیرت آئی اور خاصکر جب یہہ جھوٹی حرص خدا کے حکم کی نافرمانی کا موجب ہوئی تب شیطان کے فریبی کلام کو یاد دلا کے خدا نے آدم کی نافرمانی پر یہہ طعنہ یہہ ملامت فرمائی کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ یعنے نہیں ہوا بلکہ اپنے مرتبہ سے گر گیا کہ نیک و بد کی پہچان حاصل کی کیونکہ پہلے اس کو ان میں پہچان نہ تھی صرف نیکی ہی جانتا تھا لیکن بدی کے مقابلہ میں اُس کو ایک فرق چیز نہ جانتا تھا کیونکہ بدی تھی نہیں۔ لیکن اس حکم عدولی سے اُس کو علم ہوا کہ نیکی نیکی ہی اور بدی بدی ہی۔ اُس نیکی کو ضائع کر چکا اور بدی کمائی ہی جیسے اگر دنیا میں فقط ایک ہی رنگ ہوتا مثلاً سبز تو وہ سبز رنگ کر کے نہ جانا جاتا لیکن اور رنگوں کر کے سبز اور سرخ اور زرد اور نیلے اور کالے میں تمیز ہوتی ہی یا اگر دنیا میں فقط خوشبو ہی ہوتی تو وہ خوشبو کر کے نہ جانی جاتی لیکن بدبو وغیرہ ہونے کر کے خوشبو اور

بدیوکی پہچان ہوتی ہے سو جب انسان اس طرح نیکی اور بدی کی پہچان کیا چکا جس کی بابت
شیطان نے جھوٹھ سے کہا تھا کہ تم اس میں خدا کی مانند ہو جاؤ گے تو خدا نے اس نافرمانی
کے باعث (نہ کہ حسد سے) حیات ابدی کو ان پر روک دیا۔ اور حیات کے* درخت سے کھانے
کا موقعہ اُن سے لے لیا تاوقتیکہ اُس نافرمانی اور اُس کے لازمی نتیجہ (سزائے موت کا) پورا
عوضانہ ادا نہ ہو۔ اس میں حسد کا خیال صرف ایک بیہودہ خیال ہے تب سے نافرمانی کی سزا شروع
ہوئی تھی اور اب تک سارے بنی آدم خدا کے غضب کے ماتحت ہیں (افسیوں ۲: ۳) اور اگر
مسیح پر ایمان نہ لاویں تو اُسی حالت میں رہینگے +

(محقق) البتہ اس تحریر سے یہہ بھی ثابت ہوسکتا ہے کہ وہ خدا نہیں تھا بلکہ کوئی خاص آدمی تھا
بائبل میں جہاں کہیں خدا کا ذکر آتا ہے وہ انسان کے ذکر کی مانند پایا جاتا ہے +

(رہبر) باتیں کرنے اور انسان کے کاموں کو دیکھنے اور ملامت کرنے اور سزا دینے
سے بائبل کا خدا انسان نہیں ٹھہرتا۔ آپ کے خیالات اُن کے سے خیال ہیں جن کو
یوں ملامت کی گئی ہے کہ وے کہتے ہیں خداوند نہ دیکھیگا یعقوب کا خدا ہرگز سمجھ نہ لیگا۔ ای
قوم کے بیوقوفو سمجھو۔ ای جاہلو تم کب ہوشیار ہوگے؟ وہ جس نے کان لگایا کیا نہیں سُنتا؟
وہ جس نے آنکھہ بنائی کیا نہیں دیکھتا؟ وہ جو قوموں کو تنبیہہ دیتا ہے کیا وہ سزا نہ
کریگا؟ وہ جو اِنسان کو دانش سکھلاتا ہے کیا وہ واقفیت نہ رکھتا ہوگا؟ خداوند انسان کے

نوٹ * آیا نیک و بد کی پہچان کے درخت میں یہہ ذاتی خوبی ڈالی گئی تھی کہ اسکے کھانے سے یہہ تمیز حاصل
ہوسکتی تھی یا وہ اُس پہچان کے لئے صرف ایک علامت تھا اور اصل خوبی فرمانبرداری یا نافرمانی میں تھی ہردو
حالتوں میں اصل مدعا یعنے آزمایش فرمانبرداری قائم رہتی ہے۔ اسی طرح حیات کے درخت کی بابت بھی دو خیال ہوسکتے
ہیں یعنے وہ حیات کی علامت تھا یا اُس میں یہہ خوبی تھی کہ اُس کے کھانے سے حیات ابدی حاصل ہوتی ہے۔ ہردو
معنوں میں اصل بات ظاہر ہے کہ وے حیات ابدی سے محروم کئے گئے +

خیالات کو جانتا ہی کہ وہ باطل ہیں" (زبور ۹۴: ۷-۱۱) اور پھر اسی بحث میں آپ دیکھ چکے
ہیں کہ خدا وہ ہی جس نے انسان کو پیدا کیا اور اُس سے فرمانبرداری طلب کی۔ انسان
وہ ہی جس نے حکم عدولی کی اور شرمسار ہوا۔ خدا وہ ہی جس نے اُس کو سزا کے تحت میں کیا
یہہ بیان تو خدا اور انسان کو یکساں ہونے نہیں دیتا +

"کوئی خاص آدمی تھا" آدمی تو اس وقت آدم اور حوا ہی تھے یہہ خاص آدمی کون ہو سکتا
ہی؟ یہہ ضرور خداوند خدا کا خاص ظہور تھا مثل اُس ظہور کے جو ابراہام پر ظاہر ہوا (پیدایش
۱۸: ۱و۲و۱۳و۱۴و۱۷و۲۰و۲۱و۲۳) بصورت انسانی۔ اور ہاجرہ پر بصورت فرشتہ (پیدایش
۱۶: ۷) موسی پر اور خیمہ میں اور ہیکل میں بصورت نور یا آگ۔ غرضیکہ خدا نے اگلے زمانہ میں
... بار بار اور طرح بہ طرح کلام کیا" (عبرانیوں ۱: ۱) تو کسی ویسے ہی طریق سے آدم کے
ساتھہ ہمکلام ہوتا تھا۔ مگر پھر بھی خدا اور انسان میں فرق برابر قائم رکھا ہی۔ خداوند کہتا
ہی کہ "میں خدا ہوں اور انسان نہیں" (ہوسیع ۱۱: ۹) +

(محقق) اول ہی جب اس کو باغ میں رکھا تب کیا اُس کو آئندہ کا علم نہیں تھا کہ اُس کو پھر
نکالنا پڑیگا؟ اِس لیے عیسائیوں کا خدا علیم کل نہیں۔ اور جو چمکتی تلوار کا پہرہ مقرر کیا یہہ بھی
انسان کا کام ہی خدا کا نہیں +

(رہبر) ہاں خدا کو علم تھا لیکن یاد رہے کہ اُس علیم کل نے جب محدود اور تبدیل پذیر
انسان کو بنا کر محدود مکان و زمان میں رکھا اور اُس کی روش کے لئے بیرونی اور اندرونی
قانون مقرر کئے تو ضرور تھا کہ خدا کے سلوک اب اُن زمانی اور مکانی قاعدوں کے ساتھہ کئے
جاویں۔ مگر جس طرح کہ خدا اس محدود دنیا کو بنا کے خود محدود نہیں ہو گیا۔ ہو نہیں سکتا
تھا اور وہ کسی مخلوق کو لا محدود اور لا تبدیل مثل اپنے بنا بھی نہیں سکتا تھا۔ تو انسان کے
ساتھہ اُس کے زمانی اور مکانی برتاؤ یا دخل سے بھی خدا بے علم نہیں بن جاتا اپنی ذات

ہیں تو وہ عالم الغیب ہی مگر مخلوقوں کے درمیان دخل دینے سے اُس کے کاموں میں وہی طرز نظر آتی جیسے مخلوقوں کے اپنے طور پر کام یا کلام کرنے میں ہی یعنے خدا کو مخلوقوں کے ساتھہ اُنہیں کی طرز پر بولنا اور کرنا پڑتا ہی جس طرح کہ مخلوق اُس کے بولنے اور کرنے کو محسوس کرسکیں۔ کیونکہ خدا کے علم کل یا قدرت مطلق یا محیط کل ہونے کو انسان کیا محسوس کرسکتا ہی؟ لہذا جب آدم کو بنایا تو پاک بنایا پھر اُس کو شرع دی۔ اور اُس نے اپنی فعل مختاری سے اُس کی عدولی کی۔ یہہ باتیں زمانہ اور جگہ کی حد میں ہوئیں تو خدا کو بھی زمانہ اور جگہ کے مطابق برتاؤ کرنا پڑا تاکہ آدم اپنے اور خدا کے کئے کو محسوس کرے۔ یعنے خدا نے اُس کو باغ سے نکال دیا اور اُسپر پہر اچھلایا تاکہ انسان جانے کہ میں کہاں تھا اور اب کہاں ہوں۔ یہہ سب باتیں خدا کے علم میں پہلے تھیں اس پر اگر کوئی سوال مصیبت زدہ انسان کے دل میں واجبی طور سے اُٹھہ سکتا ہی تو وہ یہہ ہی کہ خدا نے ایسا کیوں ہونے دیا؟ مگر ※ ایسے سوال کہ جب خدا جانتا تھا کہ دنیا میں نیکی اور بدی دونوں ہونگی تو ایسی دنیا کیوں بنائی؟ کیا پہلے اُس کو اِس خرابی کا علم نہ تھا؟ یا بموجب خیال پنڈت صاحب خدا اس ازلی مادہ کا کمہار کیوں بنا تھا؟ ایسے سب سوال صرف خیال ہیں مگر بائبل واقعات کا بیان کرتی ہی جن سے انکار نہیں ہوسکتا۔ ابتک خدا کا دخل دنیا میں اسی طرح نظر آرہا ہی جس کی طرز پر دیانندجی اور اُن کے پیرو بھی خدا کو بے علم اور جوجی میں آوے کہہ دینگے۔ مثلاً ہندوستان میں

نوٹ ※ اس کے جواب میں بائبل سے ہم کو یہہ تسلی بخش جواب ملتا ہی کہ خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہی کہ جب ہم گنہگار تھے تو مسیح ہماری خاطر موا (رومیوں ۵: ۸) اور ا۔ یوحنا ۴: ۱۰ بھی دیکھو۔ اس سے حاصل ہی کہ اگر بدی نہ آنے پاتی تو خدا کی محبت اور انصاف کے ظہور کا موقعہ نہ ہوتا۔ بےشک بدی انسان کی فعل مختاری کے سبب آئی اور خدا نے اُس کی فعل مختاری میں دخل نہ دیا۔ پہ جب انسان گنہگار ہوگیا تو خالق نے اُس پر اپنے تئیں محبت ظاہر کیا۔ (رہبر)

ایک زمانہ آریہ قوم کو حکومت ملی تھی کیا خدا کو علم نہ تھا کہ وہ حکومت اُن سے چھینی جائیگی اور مسلمانوں کو اور پھر برٹش کو دیجائیگی؟ پھر اُن کے خیال کے بموجب وید انسان کی ہدایت کے واسطے ایشور کا سید کرکے دیئے گئے مگر کیا ایشور کو علم نہ تھا کہ وید بیکار ہوجائینگے اور ہندوستان میں پُران اور اسلام اور عیسویت جاری ہوجائینگے؛ غرضیکہ ایسے سوال تو بات بات میں خُدا کے علم پر ہو سکتے ہیں۔ مگر ان سے کیا فائدہ ہی؟ خدا اپنی ذات میں عالم الغیب اور ہمہ دان ہی اور یہہ بھی فی الواقعی امر ہی کہ دُنیا میں نیکی اور بدی دونوں ہیں۔ لہذا خدا کے علم کا علاج متصور نہیں ہی لیکن بدی کو دور کرنے کی فکر لاحق ہی +

سوال (۹) پیدائش کی کتاب ۴ باب آیت ۳-۵+

(محقق) اگر خدا گوشت خور نہ ہوتا تو بھیڑ کا ہدیہ نہ لیتا اور نہ ہابل کی عزت اور قائن اور اُس کے ہدیہ کی بے قدری کیوں کرتا؟ اور ایسا جھگڑا برپا کرنے کا موجب اور ہابل کی موت کا باعث خدا ہی ہوا +

(رہبر) اس میں خدا کے گوشت خور ہونے کی کوئی بات نہیں لیکن اصل بات جو اس واقعہ سے مصرح کی گئی ہی وہ جانور کی قربانی ہی۔ یا یوں کہیں کہ جانوروں کی قربانی کا آغاز اور اُس کی علت غائی کا بیان ہی جو قدیم الایام سے کل دنیا کی ہر ایک قوم میں مروج ہی اور گناہ کے عوض دیوتوں کو راضی کرنے کا ذریعہ مانا جاتا ہی۔ گو لوگ نہیں جانتے کہ گناہ اور جانوروں کے کفارہ میں کیوں نسبت ٹھہرائی گئی۔ پنڈت صاحب نے اس واقعہ میں اس عمیق اور مفید اور عالمگیر صداقت کی تہ کو معلوم کرنے کی فکر نہ کی اور اُس کو محض ایک یاوہ گوئی سے ٹال گئے ہیں +

پیدایش ۳: ۲۱ میں ذکر ہی کہ خدا نے آدم اور اُس کی جورو کے واسطے چمڑے کے کرتے بنا کے اُن کو پہنائے۔ غالباً خدا کے حکم سے آدم اور حوا نے ایسا کیا تھا مگر وہ چمڑا کہاں

سے آیا تھا؟ جانوروں کا گوشت کھانے کی تو ہدایت نہیں ہوئی تھی اِس لیئے وہ چمڑا قربانی کے جانوروں کا تھا جو آدم وحوّا کے سامنے قتل کئے گئے۔ تا کہ ایک طرف اُن کو علم ہو جائے کہ موت جو اُنہوں نے کمائی ہے کیا ہے (واعظ ۳: ۱۸ و ۱۹) اور دوسری طرف اُن جانوروں کے چمڑے آدم وحوّا کو پہنائے گئے تاکہ اُن کا ننگ ڈھانپا جائے جو گناہ کے سبب اُن کو محسوس ہوا تھا اس تجویز سے خدا نے اُن کو جتایا کہ باوجود اُن کی گنہگاری کے خدا اُن کا ننگ ڈھانپا چاہتا ہے مگر دوسرے کی موت کے ذریعہ جو اُن کے گناہ میں شریک نہیں تھا وجہ اس میں یہ تھی کہ سزا موت ٹھہرائی گئی تھی۔ مگر اُس کو دور کرنے کے لیئے بھی موت ہی ذریعہ قرار پائی لیکن چونکہ بیلوں اور بکروں کا لہو گناہوں کی صفائی کے لیئے کافی نہ تھا اِس لئے قربانی کے جانور صرف اُس بڑی قربانی کی علامت کر کے مقرّر ہوئے تھے جو دنیا کی پیدایش سے پیشتر مقرّر ہوا تھا"۔ اور جس کی موت کی آدم وحوّا اور شیطان کو بھی خبر دی گئی تھی کہ "مَیں تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا وہ تیرے سر کو کُچلیگی اور تو اُس کی ایڑی کو کاٹیگا"۔ (پیدائش ۳: ۱۵) یعنے وہ عورت کی نسل موت دیکھیگا۔ اِس کے مطابق ہابل نے بھی ایمان کے وسیلے سے بھیڑ کی قربانی نذر کی اور اِس لئے خدا نے اُس کی نذر قبول کی۔ مگر قائن جو گستاخی سے اپنی عقل کی چال چلا اُس کی نذر نامنظور رہوئی۔ اور اُس کی اپنی ہی عقل نے اُس سے خون کروایا۔ یہی حال اب بھی ہے کہ بہتیرے اُس اصل قربانی یعنے مسیح پر بھروسہ کر کے اپنے گناہوں کو ڈھانپنے کے لئے خدا کی خوشنودی چاہتے ہیں اور بچتے ہیں مگر بہتیرے اپنی عقل پرستی اور رسم پرستی پر بھروسہ رکھنے سے قائن کی طرح لعنتی رہتے ہیں پس ہابل کا ہدیہ کوئی ادنیٰ سی بات نہ تھی جسکو پنڈت صاحب یوں ہی ٹال گئے +

(محقق) اور جس طرح باہم آدمی ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں ویسے ہی عیسائیونکا خدا کرتا ہے باغ میں آنا جانا اور اُسکا بنانا بھی آدمیوں ہی کا کام ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ

بائبل انسان کی بنائی ہوئی ہے خدا کی نہیں *

(رہبر) پنڈت جی نے اپنے ایشور کو بمنزلہ ایک کمہار کے بتلایا تھا اور عیسائیوں کے خدا کو انسان بتلاتے ہیں اور وہ بھی اس لئے کہ وہ آدمیوں کی طرح باتیں کرتا ہے اور آدمیوں میں آتا جاتا ہے معلوم ہووے کہ انسان اپنے آپ میں یہ طاقت نہیں رکھتا نہ اس زندگی میں نہ آئندہ میں کہ خدا کے پاس جا سکے یا اُس سے باتیں کر سکے (تمطاؤس ۶ : ۱۶) مگر خدا میں یہہ طاقت ہے کہ ہر جگہ آ جا سکتا ہے اور انسانوں سے باتیں کر سکتا ہے اور بائبل کی یہہ تعلیم ہے کہ خدا انسان کے کاموں میں دخل دیتا ہے اور مختلف طریقوں یا ظہوروں سے آدمیوں کے ساتھ باتیں کرتا رہا اور یوں اپنی خدائی اور قدرت کا اُن کو یقین دلاتا رہا۔ اور اس لئے فقط بائبل ہی وہ کتاب ہے جس میں خدا کی ہستی اور قدرت کے ثبوت ملتے ہیں اور اس صورت میں بالضرور خدا نے بائبل انسان کے لئے بنائی ہے تاکہ اُس کے ذریعہ انسان سے باتیں کرے نہ کہ ویدوں کی طرح آگ اور آندھی اور سوما اور ہوا وغیرہ کی اُستت کے لئے جو انسان سے کبھی بولتے نہیں بلکہ جس جس دورے پر مقرر ہیں وہی دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اور آدمیوں کے منتروں کی کچھہ پرواہ نہیں کر سکتے *

علاوہ اس کے ظاہر ہے کہ خدا نے انسان کو عقل والا اور نطق والا بنایا تو کیا خدا اُن سے باتیں نہیں کر سکتا اور اپنی خاص حضوری کسی ظاہری سبیل سے اُن کے درمیان جتا نہیں سکتا۔ کوئی چیز مانع نہیں ہے اور نہ ایسا کرنے سے خدا انسان بن جاتا ہے۔ ہم بائبل میں یہہ دیکھتے ہیں کہ اگرچہ خدا اطرح بطرح لوگوں سے کلام کرتا رہا مگر پھر بھی وہ خدا خدا ہی رہا اور ضروری ہے کہ خدا انسان سے اُس کی ہدایت کے لئے باتیں کریں ورنہ الہام الٰہی کا خیال بالکل ردی خیال ہوگا۔ اگر پنڈت دیانند سے خدا نے کسی طریق سے باتیں نہ کیں تو یہہ کوئی حسد کی وجہ نہیں ہونی چاہئے اور اس سبب سے عیسائیوں کے خدا کو مطعون کرنا عقلمندی اور صلح

کی بات نہیں ہی اور اگر خدا برہما کی طرح نرگن ہوتا یا یہہ سب کچھہ خدا ہی ہوتا یا اپی قیورس اور ارسطو والے خدا کی طرح دنیا کے معاملات سے بے سروکار ہوتا تب تو اُس کا دنیا میں ایسا دخل دینا جیسا بائبل بیان کرتی ہی فضول ہوتا اور ایسے خدا کو ماننے یا نہ ماننے کی پروا مخلوق کو کیا ہوتی مگر دنیا کی فلاسفی کے مقابلہ میں معقول اور مفید بات یہی ہی جو بائبل سکھلاتی ہی کہ خدا دنیا پر حکمرانی کرتا ہی +

سوال (۱۰) تب خداوند نے قائن سے کہا کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہی؟ وہ بولا میں نہیں جانتا کیا میں اپنے بھائی کا نگہبان ہوں۔ پھر اُس نے کہا کہ تُو نے کیا کیا تیرے بھائی کا خُون زمین سے مجھہ کو پکارتا ہی۔ اور اب تو زمین سے لعنتی ہوا (۴: ۹-۱۱) +

(محقق) کیا خدا قائن سے دریافت کئے بغیر ہابل کا حال نہیں جانتا تھا؟ اور کیا کبھی خون زمین سے کسی کو پکار سکتا ہی؟ یہہ سب باتیں جاہلوں کی ہیں اس لئے یہہ کتاب نہ خدا نہ عالم کی بنائی ہوئی ہو سکتی ہی +

(رہبر) خدا کو کسی نے ہابل کے قتل ہونے کی رپورٹ نہیں دی تھی اور اگرچہ قائن نے علیحدہ لیجا کر اپنے بھائی کو قتل کیا تھا تو بھی خدا نے خود دیکھا تھا۔ اور قائن کو جتانے کے لئے کہ جو خُون تُو نے کیا ہی میں نے دیکھہ لیا اُس سے پوچھا کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہی تا کہ اُس کے منھہ سے اُسکے گناہ کا اقبال کراوے جسکی اُسنے پروا نہیں کی تھی۔ لہذا خدا نے قائن سے ہابل کا حال جاننے کے لئے دریافت نہیں کیا تھا لیکن اُس کو یہہ جتایا کہ جو کچھہ تو نے کیا اور چھپایا میں اُس کو جانتا ہوں۔ پنڈت جی! ایسے عالم پنڈت ہو کر ایسی صاف سادہ عبارت نہ سمجھے +

پھر اُس کے جرم سے آگاہ کر کے خدا اُسکو بتلاتا ہی کہ کس طرح تیرے گناہ کی فریاد مجھہ تک آئی ہی۔ تیرے بھائی کا خُون زمین سے مجھہ کو پکارتا ہی۔ گو اوروں سے پوشیدہ ہی مگر گویا اپنی زبان حال سے مجھہ کو انصاف کے لئے پکارتا ہی۔ یہہ کیسا سادہ اور فصیح محاورہ ہی اور ظاہر کرتا ہی کہ خدا

سے کوئی کام پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ (دیکھو زبور ۱۳۹) اس واقعہ سے بائبل نے یہ سکھلایا کہ خدا چھپے کاموں کو دیکھتا ہے اس لئے انسان ہوشیار ہو کے کام کرے پنڈت جی ایسا عرفان جاہلوں کی باتیں نہیں ہو سکتیں ؎

سوال (۱۱) اور متوسلح کی پیدائش کے بعد حنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ (پیدائش ۵: ۲۲) ؎

(محقق) بھلا اگر عیسائیوں کا خدا انسان نہ ہوتا تو حنوک کے ساتھ کیسے چلتا؟

(رہبر) خدا کے ساتھ چلنا ایک روحانی محاورہ ہے جو انسانی رفیقوں کی چال کی طرز پر استعمال کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ حنوک خدا کو پیار کرتا تھا اور اُس کی مرضی کے موافق چلتا تھا (مقابلہ کرو میکاہ ۶: ۸ اور ملاکی ۲: ۶) اور اُس کو کہا گیا کہ وہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اور یاد رہے کہ خدا تو سب جگہ حاضر ناظر ہے (اعمال ۱۷: ۲۷) مگر سب لوگ اُس کے ساتھ ساتھ نہیں چلتے الگ چلتے ہیں اور خدا بھی اگرچہ اُن کو جانتا ہے تو بھی اُن کے ساتھ نہیں چلتا بلکہ اُن کو اپنی اپنی راہوں پر چلنے دیتا ہے (اعمال ۱۴: ۱۶) پھر یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے ساتھ چلنا۔ خدا کے حضور میں چلنا (پیدائش ۲۴: ۴۰) خدا کے سامنے چلنا (پیدائش ۴۸: ۱۵) خدا کا لوگوں کے درمیان سیر کرنا یا رہنا (احبار ۲۶: ۱۲-۲-قرن ۶: ۱۶) خدا کے ساتھ فروتنی سے چلنا (میکاہ ۶: ۸) خدا کے ساتھ سلامتی اور راستی سے چلنا (ملاکی ۲: ۶) خدا کے لائق چلنا (اتھسلونیکیوں ۲: ۱۲) خدا نور ہے اور اُس نور میں چلنا (۱ یوحنا ۱: ۵ و ۷) خدا کے خوف میں چلنا (اعمال ۹: ۳۱) بائبل کے محاورے ہیں جو انسان کی روحانی فرمانبرداری اور سرفرازی کے لئے بولے جاتے ہیں اور خدا کو انسان جتانے کے لئے نہیں ہیں ؎

(محقق) اِس سے جو وید میں کہا گیا کہ ایشور بے شکل ہے اُسی کو عیسائی لوگ مانیں تو اُن کی بہتری ہے ؎

(رہبر) ویدمیں توکسی خدا کا پتا ہی نہیں ہے (جیسا ہم پہلے کئی طرح سے واضح کر چکے ہیں) عیسائی کس بےشکل ایشور کو مانیں؟ اور وہ کسی ایسے ایشور کو کیوں مانیں جبکہ بقول پنڈت صاحب سب کی آتما اور مادہ سرپر خود ہست اور ازلی ہیں اور جیو خود ہی اس دیہہ میں آبستا ہے (دیکھو ۴ سوال اور پھر وید میں ۳۳ اور ۳۳۳۹ شکلدار دیوتوں کی اُستت کی تاکید یا تکرار آئی ہے اور بڑے چھوٹے خدا بیان کئے گئے ہیں۔ ان سب کو عیسائی کہاں پھینکیں؟ دیکھو رگوید منڈل ۳ منتر ۶ آیت ۹ +

"اے اگنی۔ تین اور تیس دیوتوں کو اُن کی جوروؤں سمیت جو تیری الٰہی نیچر کے موافق ہیں لا اور خوش ہو" +

پھر منڈل پہلا منتر ۱۳۹۔ آخری آیت +

"اے تم گیارہ دیوتو جنکا گھر آسمان ہے۔ اے تم گیارہ جو زمین کو اپنا گھر بناتے ہو۔ اے گیارہ تم جو قدرت کے ساتھ پانیوں میں رہتے ہو یہ قربانی قبول کرو۔ اے دیوتو خوشی کے ساتھ" +

پھر منڈل ۳ منتر ۹۔ آیت ۹ +

"تین سو دیوتوں اور تین ہزار اور تیس اور نو نے اگنی کی پرستش کی ہے" +

پھر منڈل پہلا منتر ۲۷۔ آخری آیت +

"بڑے اور چھوٹے دیوتوں کو جلال۔ جوان اور بزرگ دیوتوں کو جلال" +

پنڈت جی نے بتا نہ دیا کہ خداؤں کے اس لشکر میں سے کونسا ایشور ہے کیونکہ عیسائی تو لشکروں کے خدا کو ماننے والے ہیں (یسعیاہ ۷، ۴ : ۴ اور ۱۵ : ۱۵) علاوہ ازیں رگوید میں کسی ایسے خدا کا ذکر نہیں جس نے کبھی لوگوں سے کہا ہو کہ تم مجھے مانو یا کہ فلاں بات میں تم سے کہتا ہوں بلکہ رگوید کے مصنفوں کے اپنے بنائے ہوئے یا اپنے بہلوں سے سُنے ہوئے گیت ہیں جو وے مختلف دیوتوں کی تعریف میں آپ ہی آپ کہہ گئے یا لکھ گئے مگر اُن کو عیسائی کیا کریں سُننے

والا کوئی نہیں +

سوال (۱۲) جب روئے زمین پر آدمی بہت ہونے لگے اور اُن سے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وے خوبصورت ہیں اور اُن سبھوں میں سے جسے جو پسند آئیں اپنے لئے جوروان لیں۔ تب خداوند نے کہا کہ میری روح انسان کے ساتھ اُس کی گمراہی میں ہمیشہ مزاحمت نہ کریگی وہ تو بشر ہی تو بھی اُس کے دن ایک سو بیس برس اور ہونگے۔ اُن دنوں میں زمین پر جبار تھے اور بعد اُس کے بھی کہ خدا کے بیٹے آدمیوں کی بیٹیوں کے پاس گئے تو اُن سے لڑکے پیدا ہوئے جے وے زبردست تھے جو قدیم سے نامور شخاص تھے + اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اُس کے دل کے تصوّر اور خیال روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین سے مٹا ڈالونگا انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک کیونکہ میں اُن کے بنانے سے پچھتاتا ہوں۔ مگر نوح پر خداوند نے مہربانی سے نظر کی۔ (پیدائش ۶: ۱-۷) +

(محقق) عیسائیوں سے پوچھنا چاہئے کہ خدا کے بیٹے۔ خدا کی جورو۔ ساس۔ سسر۔ سالا اور رشتہ دار کون ہیں؟ کیونکہ اب تو آدمیوں کی لڑکیوں کے ساتھ شادی ہونے سے خدا اُنکا رشتہ دار بن گیا اور جو اُن سے پیدا ہوئے وے بیٹے اور پوتے ہوئے۔ کیا ایسی بات خدا کی اور خدا کے کلام کی ہوسکتی ہی؟ بلکہ اس سے تو یہہ ثابت ہوتا ہی کہ ان جنگلی آدمیوں کی یہہ تصنیف ہی۔ خدا کی نہیں +

(رہبر) سنئے پنڈت جی عیسائی یہہ اُترہ دیتا ہی کہ بائبل میں خدا کی جورو کا کوئی ذکر نہیں ہی۔ اس لئے آپ کا سارا سوال صرف نادانی کی بکواس ہی۔ اور خدا کے بیٹوں سے بائبل میں عموماً مراد

اُن نائب دیندار وں سے ہی جو خدا کو اپنا خدا جانتے اور مانتے ہیں اور جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہی۔ اُس زمانہ میں جب قائن خدا کے حضور سے چلا گیا اور اُس کو ترک کر دیا (پیدائش ۴ : ۱۶) اور اُس کی اولاد بھی ویسی ہی ہو گئی تو اُن کے مقابل بنی سیت "یہوواہ کا نام لینے لگے"۔ یا خُداوند کے نام کے کہلانے لگے" (۴ : ۲۶) اِس لئے اِن لوگوں کو خدا کے بیٹے لکھا ہی۔ یہاں دیوس (فلک) پتا اور پرتھوی ماتا کے نکاہ والی بات نہیں ہی اور نہ اندرا اور اندرانی یا ورن اور ورونانی یا اگنی اور اگنئی والا قصہ ہی (دیکھو رگوید منڈل پہلا منتر ۲۲۔ آیت ۱۲ و ۱۳) بلکہ برگزیدہ لوگوں کو بلا کوئی جورو کئے اپنے بیٹے بیٹیاں کہا ہی (خروج ۴ : ۲۲۔ استثنا ۱۴ : ۱ یسعیاہ ۱ : ۱۰۔ یوحنا ۱ : ۱۲۔ رومیوں ۸ : ۱۴) اور بدکاروں کو شیطان کے فرزند کہا ہی (متی ۱۳ : ۳۸۔ یوحنا ۸ : ۴۴۔ ۱ یوحنا ۳ : ۸ و ۱۰) اور یاد رہے کہ باپ اور بیٹے کا رشتہ آدمیوں میں سب سے نزدیک رشتہ ہی اور پیار اور تعظیم کا حقیقی اور پائدار موجب ہی۔ اسی طرح اِنسان خدا سے خلق کئے جانے کی وجہ سے خدا کے فرزند ہیں مگر گناہ کر کے اُنہوں نے اس فرزندی کے حق کو ضائع کر دیا اور باغی ہو گئے لہٰذا اب جن کو خداوند اپنا فضل کر کے پیار کرتا ہی اُن کو اپنے بیٹے بناتا ہی تاکہ اِس نئے رشتہ میں ہو کر دلی محبت سے خدا کی تعظیم کریں۔ اور پنڈت جی دیچار کریں کہ اگر خدا گنہگار اِنسان کو اپنے کلام کے ذریعہ یقین نہ دلاوے یا نہ دلا سکے کہ وہ اُن کو ایسا پیار کرتا اور اپنے قرب میں لانا چاہتا ہی تو وہ کلام کس کام کا ہی؟ ایسا کلام خدا کا کلام نہیں ہو سکتا لیکن بائبل کی یہہ بڑی خوبی ہی کہ خدا اور اِنسان میں ملاپ کی صورت بتلاتی ہی۔

(محقق) کیا جب دُنیا پیدا کی تھی تب ایسا نہیں جانتا تھا کہ آئندہ آدمی بدکار ہونگے اور پچھتانا۔ دلگیر ہونا۔ بھول سے کام کر کے بعد ازاں پچھتانا اس قسم کی باتیں عیسائیوں کے خدا پر ہی عائد ہو سکتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ نہ وہ خدا ہی اور نہ یہہ خدا کا کلام ہو سکتا ہی۔

(رہبر) جب خدا نے دُنیا پیدا کی تھی تو اُس نے سب کچھ اچھا بنایا تھا اور اپنی بنائی ہوئی

خلقت کو پسند کیا تھا۔ وہ یہہ جانتا تھا کہ آدمی بدکار ہو جائینگے اور بھول سے کوئی کام نہیں کیا تھا بلکہ اپنی مرضی و مصلحت (افسیوں ۱:۱۱) سے انتظام کیا تھا کہ آدمی کو مرضی آزاد و فعل مختار رہنا یا اور بھلے بُرے کے نتیجے سے اُس کو آگاہ کر دیا تھا۔ ایسا کہ اگر وہ بدکار ہو جاوے تو اپنے کئے کا جوابدہ ہوگا اور خدا کو حق رہیگا کہ اُس کو سزا دیوے۔ اور اگر توبہ کرے تو اُسکو سزا دینے سے باز رہیگا۔ اُس وقت سے اب تک بھی انتظام جاری ہے (حزقیل ۱۸:۲۱-۲۳۔ اور یرمیاہ ۱۸:۸۔ لوقا ۱۳:۳) اِس مختاری کے لئے انسان کو مہلت دیتا ہے اور اس کے اختتام پر واجبی سلوک کرتا ہے۔ بائبل میں اور دنیا میں اور آخرت میں اسی اصول کی رو سے خدا انسان کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ اس صورت میں انسان کے بدکار ہو جانے اور سزا پانے سے یہہ خیال ثابت نہیں ہوتا کہ خدا کو اُس کے بدکار ہونے کا پہلے علم نہ تھا کیونکہ اُس نے اپنے ارادہ و علم کے مطابق پہلے ہی سے ایسا انتظام کیا تھا واقعی حال تو یہہ ہے مگر اُس پر ایسے دور کے سوال کرنا کہ جونکہ سب کچھ جانتا تھا تو کچھ پیدا ہی نہ کرتا۔ یا یہہ کہ جو پیدا کیا تو بھولے سے کیا پہلے علم نہ رکھتا تھا صرف خیالی سوال ہیں حقیقتاً یں موجود ہیں خدا کا علم ازلی۔ دنیا میں بدی۔ اور انسان کی فعل مختاری۔ موخر دونوں باتیں خدا کے علم میں تھیں۔ مگر یہہ بھی اُس علم میں تھا کہ بدی انسان کی فعل مختاری کے ذریعہ ہوگی اور یہہ بھی کہ اس طور سے بدی کمائی ہوئی کی اسکو سزا ہوگی۔ غرضیکہ بائبل خدا کو عالم الغیب بتلاتی ہے اور دنیا میں بدی کے آنیکا سبب انسان کی فعل مختاری بتلاتی ہے۔ دنیا کے فلاسفروں نے جو جو سبب بدی کے آنے کے بتلائے ہیں سب نامعقول ہیں۔ اور وید انت کی رو سے تو پاپ پُن کچھ چیز ہی نہیں ہو سکتے۔ برہما پاپ اور پاپ برہما +

باقی انسان کی بدکاری کے سبب خدا کے پچھتانے کا جو محاورہ استعمال ہوا ہے وہ دو معنوں میں آیا ہے۔ ایک یہہ کہ اُس سے انسان کے بد انجام پر افسوس کا اظہار ہے جیسا مقام زیر بحث میں ہے۔ اور یہہ ویسی ہی بات ہے جیسی خداوند یسوع نے ٹھوکر کھلانیوالوں کے حق میں کہی تھی

کہ "افسوس اُس شخص پر جس کے سبب ٹھوکر لگے" (متی ۱۸: ۶ و ۷) افسوس اُس شخص پر جس سے ابن آدم گرفتار کروایا جاتا ہی۔ اگر وہ شخص پیدا نہ ہوتا تو اُس کے لئے بہتر تھا" (متی ۲۶: ۲۴) یعنے ایسے شخص کا ہلاک ہونا ضروری ہی اِس لئے اُس کا پیدا نہ ہونا بہتر ہوتا۔ اسی طرح طوفانی لوگوں کی ہلاکت یقینی تھی اور خدا اُن کے گناہ سے رنجیدہ ہوا اور اُن کی ہلاکت پر افسوس ظاہر کیا کہ یہہ پیدا نہ کئے جاتے تو اُن کے لئے بہتر تھا۔ کیونکہ اب مقررہ اصول کے موافق اُن کی سزا کا وقت آگیا ہی اور خدا انسان نہیں کہ اپنے اصول سے پھر جاوے یا پچھتاوے کہ میں نے کیوں ایسا قانون مقرر کیا تھا (دیکھو گنتی ۲۳: ۱۹) +

دوسرے معنے یہہ ہیں کہ سزا دینے سے باز رہنا۔ سزا کے ارادہ کو چھوڑ دینا بشرطیکہ توبہ۔ یہہ معنے پچھتانے کے ہم کو یرمیاہ ۱۸: ۸ سے حاصل ہوتے ہیں "اگر وہ قوم جس کے حق میں میں نے یہہ کہا اپنی برائی سے باز آوے تو میں بھی اس بدی سے پچھتاؤنگا جو اُس کے ساتھ کرنا ٹھہرایا تھا" +

(محقق) وید میں بیان کیا گیا ہی کہ ایشور سب گنا ۔ رنج ۔ تکلیف ۔ غم وغیرہ سے مبرا اور ہست مطلق علم مطلق راحت مطلق ہی اُسکو اگر عیسائی لوگ مانتے یا اب بھی مانیں تو اپنی انسانی زندگی کا مقصد پورا کر سکیں +

(رہبر) وید میں تو ایشور اندر کی یہہ کیفیت بیان کی گئی ہی ۔ رگوید منڈل دس منتر ۱۱۹ ۔ آیت ۲ میں اندر کہتا ہی یا رشی اندر اُس کے منہہ میں یہہ شبد ڈالتا ہی کہ +

تیز آندھی کی مانند اُن گھونٹوں نے جو میں نے پیئے ہیں مجھے اُٹھا یا ہی ۔ کیا میں نے سوما رس نہیں پیا ہی؟ +

پھر منڈل پہلا ۔ منتر ۵۳ ۔ آیت ۶ ۔ ہماری اِن نذروں قوت بخشنے والے سوما کے گھونٹوں نے اے بہادر خدا وندوڑترا کے ساتھ لڑائی میں تجھے شادمان کیا +

کیوں پنڈت جی کیا یہی سوما شراب پینے والا اندر وہ ایشور ہی جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہی؟ خاصہ ایشور تھا جو اُس شراب کے بغیر لڑ نہ سکتا تھا +

پھر ایک اور ایشور پرجاپتی ہی جس کو ویدمیں دنیا کا خالق لکھا ہی تیتر یا براہمنہ منڈل پہلا۔۶۔۲ میں اُسکا یوں بیان کیا گیا ہی +

پرجاپتی نے دیوتوں کے آگے زندہ مخلوق بنائے تھے لیکن پیدا کیئے جا کر اُن کی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اگنی نے درخواست کی کہ مجھے اِن مخلوقوں کو تولد کرنے دے اُس نے پرجاپتی کو غم کا حصہ دیا۔ وہ غمزدہ ہوا اولاد کی خواہش میں۔ اِس لئے وہ جن کو اولاد کی برکت ہوتی ہی اور وہ جن کو برکت نہیں ہوتی دونوں ہی اولاد کی حرص میں غم کرتے ہیں۔ اُن میں اُس نے اگنی کو بھی پیدا کیا۔ اگنی نے اُن کی آرزو کی۔ سوما نے بیج ڈالا۔ سوتری نے اُنہیں جنا۔ سرسوتی نے اُن میں بولی ڈالی۔ پوشن نے اُن کی پرورش کی۔ یہہ دیوتے جو پرورش کے مالک ہیں برس میں تین دفعہ کام میں لگائے جاتے ہیں۔ پرجاپتی برس ہی برس ہی کے وسیلے سے اُس نے اپنے لئے اولاد پیدا کی۔ ماروت (آندھی) نے اُن مخلوقوں کو قتل کر ڈالا تھا جب وے پیدا ہوئے تھے یہہ کہکر کہ اُنہوں نے ہم کو کام میں نہیں لگایا۔ پرجاپتی نے اُس ماروتا نذرانہ کو سات تھالیوں میں دیکھا۔ اُس نے اُسے نذر چڑھایا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو گیا۔ پرجاپتی رونے لگا کہ ماروتوں نے پہلے زندہ وجودوں کو جنہیں میں نے پیدا کیا مار ڈالا ہی میں اور کس طرح پیدا کروں؟ اُس کی قوت انڈے کی شکل میں باہر نکل آئی۔ اُس نے اُسے اُٹھا لیا۔ اُس نے اُسے پالا اور مولد ہو گیا" +

پھر شت پتھ براہمنہ منڈل دس۔۴۔۴۔۱ میں ہی +

"مصیبت۔ موت نے پرجاپتی کو مارا جب وہ زندہ وجودوں کو پیدا کر رہا تھا۔ اُس نے ایکہزار

برس تک سخت زہد کیا تاکہ اس مصیبت کو دور کرے +

(The Brahmana of the Vedas, pg. 87, 89. Dr K. S. Macdonald)

پنڈت جی ایسے ایشور پرجاپتی کو عیسائی لوگ زندگی کی کس مقصد براری کے لئے مانیں۔ وید کے سادہ لوح رشیوں نے ایسے بیانوں سے تو ایشور کا ستیاناس کر دیا کہ اُس کو انسان سے بھی زیادہ نادان کمزور۔ غمزدہ۔ ڈرپوک۔ محتاج اور مصیبت زدہ بیان کیا ہے۔ اس میں وہ صفتیں تو نہیں جو آپ نے ویدوا لے کسی ایشور کی لکھی ہیں۔ عیسائی تو اس ایشور کو مانتے ہیں جس نے کہا اور ہوگیا۔ جانداروں کو حکم دیا کہ بڑھو اور پھیلو اور وہ بڑھنے لگے۔ یہہ اگنی اور ماروت سب اُس کے اختیار میں ہیں مگر یہہ پرجاپتی کو حیران کر رہے تھے اور رلا رہے تھے۔ لہذا ویدکا کوئی ایشور ہمارے کس کام ہے اور ہم نے اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ آپ کے لئے بھی بیکار ہیں۔ اُس میں تو کوئی ایشور ہی نہیں +

سوال (۱۳۱) اُس کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور اُس کی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اُسکی اونچائی تیس ہاتھ ہو۔ تو کشتی میں جائیگا اور تیرے بیٹے اور تیری جورو اور تیرے بیٹوں کی جوروان تیرے ساتھ۔ اور سب جانوروں میں سے ہر جنس کے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے کہ وے بچ رہیں چاہیے کہ وے نر و مادہ ہوں۔ اور پرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور چرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور زمین کے سارے رینگنے والوں میں سے ہر ایک جنس کے دو دو اُن سب میں سے تیرے پاس اپنی اپنی جان بچانے آویں۔ اور تو اپنے پاس ہر طرح کی خوراک کی چیزیں جو کھانے میں آتی ہیں لیکر اپنے پاس جمع کر اور وہ تیری اور اُن کی خوراک ہوگی اور نوح نے ایسا ہی کیا (پ: ۱۵و ۱۸-۲۲) +

(محقق) بھلا کوئی بھی عالم اپنے علم کے خلاف ناممکن باتوں کے کہنے والے کو خدا مان سکتا ہے؟ کیونکہ صرف اتنی لمبی چوڑی اونچی کشتی میں ہاتھی ہتھنی اونٹ اونٹنی وغیرہ کروڑہا جاندار اور

اُن کے کھانے پینے کی چیزیں بمعہ کُل خاندانوں کے سما سکتی ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہہ انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہے اور جس نے یہہ باتیں تحریر کی ہیں وہ عالم بھی نہ تھا +

(۲) اگر آپ کو کشتی کی گنجایش پر اعتراض ہے تو معلوم ہووے کہ انسانی آبادی طوفان کے زمانہ تک زمین کے ایک محدود حصہ میں تھی نہ کہ کُل کُرۂ زمین پر۔ ابتک کئی مُلک ویران پڑے تھے اور پڑے ہیں۔ اِس لئے طوفان بلحاظ وسعت کے ایک محدود قطعہ زمین پر واقعہ ہوا تھا اور بلحاظ انسانی آبادی کے کل آباد دُنیا پر آیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ اُس قطعۂ زمین کے جانور بھی ہلاک ہوئے اور وہاں کے پرندے بھی جو غیر علاقہ میں بھاگ کر جی نہ سکتے۔ اور اُس پانی سے ہلاک ہو جاتے۔ اور اِس لئے کُل زمین کے جانور جو انسانی حدود سے باہر تھے غرق نہیں ہو سکتے تھے۔ اس صورت میں بہتیرے بڑے چھوٹے جانوروں کی قسمیں کشتی میں لانے کی ضرورت نہ تھی۔ اور پھر یہہ بھی معلوم ہو کہ ابتک عالموں نے جو قسمیں دودھ پلانے والے جانوروں اور پرندوں اور رینگنے والے جانوروں کی دریافت کی ہیں وہ سب ملا کے ۸۵۶۶ ہیں تو پنڈت جی نے کروڑہا جانداروں کا حساب کہاں سے لگایا۔ واقعی حال یہہ ہے کہ ساڑھے آٹھ ہزار قسموں سے بھی بہت کم کشتی میں گئے تھے۔ لہذا کشتی ٹھیک اسی حساب سے بنائی گئی تھی کہ جتنوں کے لئے سال بھر میں ٹکنے اور چارہ کے لئے گنجایش ضروری سمجھی گئی تھی +

اور الفاظ زمین اور روئے زمین سے مراد کُل کُرۂ زمین نہیں لیکن حصہ زمین کو بھی اس طرح کہنے کا محاورہ بائبل میں آیا ہے۔ موقعہ استعمال کو نگاہ رکھنا چاہئے (مقابلہ کرو استثنا ۲: ۲۵۔ اول سلاطین ۱۰: ۲۴۔ یرمیاہ ۱۵: ۲۵۔ لوقا ۲۳: ۴۴) - پس موسیٰ کا بیان ناممکن نہیں آپکا اعتراض جاہلانہ ہے +

لیکن اگر پنڈت جی کو طوفان کے واقعہ کے سچ ہونے پر اعتراض ہے تو میں اُس کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ بیان کروں کہ خداوند یسوع مسیح نے اس واقعہ کی تصدیق کی (متی ۲۴: ۳۸) اور

باکلدی اور سریانی اور ارمنی اور فارسی روایتوں کو اس کی تائید میں پیش کروں یا چینی اور امریکا
کی قدیم قوموں ازٹیکس اور ٹلسکل ٹیکس وغیرہ یا یونانیوں کی روایتوں کو درمیان لاؤں مگر آپ کی
خاطر یہی کافی ہوگا کہ ہندو-آریوں کی روایت بیان کروں جنہوں نے مثل دیگر قوموں کے سفر
کے میدان میں اس عظیم واقعہ کا علم پایا تھا اور جب پنجاب میں اپنے بھائی ایرانیوں سے جدا ہو مشرق
کی طرف چلے تو یہ علم اور کئی اور بڑی باتیں بھی ساتھ لائے تھے مگر کچھ باتیں بھول گئے اور کچھ بڑھ
لی تھیں ستپتھ براہمن والے قصہ طوفان کا بھی مخرج ہے جس کی اصل سنسکرت اور انگریزی ترجمہ ڈاکٹر
میور صاحب نے لکھا ہے* اور وہ حسب ذیل ہے:۔

شروع میں وہ منو کے پاس دھونے کے لئے پانی لائے جیسا ہاتھ دھونے کے لئے لانا
آدمیوں کی عادت ہے جب وہ دھو رہا تھا ایک مچھلی اس کے ہاتھ میں آگئی (جسنے اسے کہا)
"مجھے بچائے میں تجھے بچاؤنگی" (منو نے پوچھا کس بات سے تو مجھے بچائیگی؟ (مچھلی نے جواب دیا) ایک
طوفان ان سارے مخلوقوں کو بہا لیجائیگا۔ میں تجھے اس سے بچاؤنگی (منو نے پوچھا) تیری حفاظت
کس طرح ہووے؟ (مچھلی نے کہا جب تک ہم چھوٹی ہیں ہم بڑے خطرے میں ہیں کیونکہ مچھلی مچھلی کو
نگل جاتی ہے۔ پہلے تو مجھے ایک گھڑے میں رکھ جب میں بڑھ کے گھڑے میں نہ رہ سکوں تو تب ایک
خندق کھودنا اور مجھے اس میں رکھنا جب میں بڑھ جاؤں اور اس خندق میں نہ رہ سکوں تو
مجھے سمندر میں لیجانا تب میں خطرے سے باہر ہو جاؤنگی۔ فوراً وہ ایک جھا مچھ ہوگیا کیونکہ وہ از حد
بڑھتا ہے۔ (اس نے کہا) اب فلاں سال میں طوفان آئیگا۔ اس لئے تو ایک ناؤ بنانا اور میرے پاس
آنا جب طوفان اٹھے تو تو ناؤ میں سوار ہو جانا اور میں تجھے اس سے رہائی دونگا مچھ کی اس
طرح حفاظت کر کے منو اسے سمندر کو لے گیا۔ تب اسی سال جس کی بابت مچھ نے حکم دیا تھا اس نے
ایک کشتی بنائی اور اس کے پاس گیا جب طوفان اٹھا منو کشتی میں گیا مچھ تیرتا ہوا اس کے پاس

---

* Muir's Sanscrit Texts. Vol. I. Page 183.

آیا۔ اُس نے کشتی کا رسّا مچھ کے سینگ سے باندھ دیا۔ اِس صورت سے وہ اِس شمالی پہاڑ کے پار چلا گیا۔ مچھ نے کہا میں نے تجھے بچا دیا ہے۔ جہاز کو کسی درخت سے باندھ دے لیکن تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو پہاڑ پر ہو اور پانی تجھے جدا کر دے سو جتنا پانی گھٹے اُتنا ہی تو بھی اُس کے پیچھے اُتر جا۔ اِس کے مطابق جتنا پانی گھٹتا گیا اُتنا وہ اُس کے پیچھے اُترتا گیا۔ اور اِس لئے یہ ہے منو کا اُتار اِس شمالی پہاڑ کا نام ہے۔ اور طوفان اِن سب مخلوقوں کو بہا لے گیا تھا سو منو اکیلا یہاں باقی رہا تھا۔ اولاد کی خواہش کر کے وہ عبادت کی زندگی بسر کرنے لگا اور دینی رسموں میں سخت زہد کرنے لگا۔ اِن میں اُس نے پاک پچھا دے کی قربانی کی۔ اُس نے مکھن۔ گاڑھا دودھ مٹھا اور دہی بطور نذر پانیوں میں ڈالے۔ اُس میں سے ایک سال میں ایک عورت پیدا ہوئی"۔

اس عورت کا نام اِڈا تھا۔ منو اور اِڈا سے آدمیوں کی قوم پیدا ہوئی تھی"۔

اب یہ بات کہ یہ ذکر نوح والے طوفان کا بگڑا ہوا قصہ ہے جو ویدک آریوں کو یاد تھا اور وہی اُنہوں نے لکھا ذیل کی باتوں سے صحیح ہوگا۔

ڈاکٹر کے۔ ایم۔ بینرجی صاحب مرحوم نے اپنی مشہور کتاب آرین وٹنس Aryan Witness کے صفحہ ۳۵ سے ۴۱ میں اس پر بہت تحقیق کے ساتھ بحث کی ہے اور لکھتے ہیں کہ

اِس قصہ کے مطابق طوفان کے بعد منو کل آدمیوں کا باپ تھا لیکن رگوید میں یہی کام ایک اور شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور وہ شخص انو (Anu) تھا جسکو شتپتھ پران پنچوں کا باپ کہتا ہے۔ الفاظ آنوا (Anava) اور انوا (Anava) مصدر انو سے۔ رگوید میں بموجب بیان اچیا اُسی معنے میں منتقل ہوئے جس میں مناوا (Manawa) اور مانوا (Mánawa) مصدر منو سے۔ مثلاً رگوید منڈل ۵ منتر ۳۱ آیت ۴ میں (Anavah) منش (آدمی) کے واسطے اسی طرح آیا ہے جس طرح منڈل ۱۰ کے منتر ۱۱ آیت ۳ اور ۴۳۔۴ و ۸ اور ۶۶۔۱۲ اور ۹۱۔۹ میں Manavah آیا ہے۔ پھر منڈل ۸۔۴۔۱ Anave صیغہ واحد میں انو Anu کے

بیٹے کے واسطے آیا ہی۔ اِس طور سے Anu اور Manu دونوں بادشاہ اور نوع اِنسان کے اجداد کر کے بیان کئے گئے ہیں اور اس سے یہہ نتیجہ حاصل ہوتا ہی کہ رگوید کے مطابق Anu اور Manu ایک ہی شخص کے مختلف نام ہیں لیکن معلوم ہو کہ Anu وہی نام ہی جو کہ Cuniform Inscriptions میں اسوریوں کے بڑے دیوتا کے لئے اکثر آیا ہی وہ ہمیشہ بیل (Bel) اشر (Assur) اور اسور کے دیگر نگاہبان الہوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہی* اور جس طرح اسوریوں میں Anu اُسی معنے میں انڈو آریوں میں Manu نوع اِنسان کا والد تھا۔ اسوری لوگ اسم معرفہ میں اکثر (a) زاید استعمال کرتے تھے لہذا Anu غالباً Nu یا Nuh کی مبدل صورت تھا۔ جو اسور کا دادا تھا اور الہ بنا لیا گیا تھا اور اسور اُن کی قوم کا بانی تھا جس سے انکا قومی نام اسوری نکلا تھا۔ اور اگر اِس طور سے Anu اسوریوں میں بجائے Nu یا Nuh کے تھا تو انڈو آریوں والے خیال کا منو Manu وہی نوح Noah تھا۔

منو اور نوح کا ایک ہی ہونا ایک اور بات سے قائم ہوتا ہی۔ طوفان کے ویدک بیان میں کشتی کی بابت ذکر ہی کہ شمالی پہاڑ‡ پر سے گذر گئی۔ وید کا مفسر جس نے ویدک زمانہ سے قریباً ڈیڑھ ہزار برس کے بعد لکھا شمالی پہاڑ کو ہماون (Himawan یا Himalaya)

---

* انہوں نے کئی غیر حاکموں کو اسکے پاؤں کے ماتحت کیا ہی۔ Anu, Assur, Bel, Istur اور Vul اور Anu, Bel, Hea, Zirü بڑے الہٰ وغیرہ۔ Smith's Assyrian Discoveries صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۵ - اور Norris's Assyrian Dictionary صفحہ ۱۴۷ - اور Rawlinson's Herodotus Vol I. Page 485. منہ

‡ وید میں ہماوت کے معنے پہاڑ کسی خاص پہاڑ کا نام نہیں ہی - منہ

بتلایا ہے۔ اس تفسیر کے زمانہ میں برہمنوں کا بھی خیال تھا۔ مگر انڈو آریوں کی وہ قدیم یادداشتیں اس ابتدائی واقعہ کی بابت اس وقت کی تھیں جب وے ہنوز اپنے اصلی وطن میں تھے اور ہم دکھلا چکے ہیں کہ وہ وطن میڈیا تھا۔ لہذا اُس شمالی پہاڑ سے اشارہ آراراٹ کے پہاڑوں کے سلسلہ کی طرف تھا (عبرانی میں ارارات اُس زمین کا بھی نام ہے جو آرمینیا کہلاتی ہے (۲ سلاطین ۱۹: ۳۷)۔

یہہ بات ایک اور امر سے زیادہ تر واضح ہوگی جس کا وید والے قصہ میں اشارہ ہوا ہے یعنے اُس کے مطابق جتنا پانی گھٹتا گیا اتنا وہ اُس کے پیچھے اُترتا گیا۔ اس لئے منو کا اُتار اُس شمالی پہاڑ کا نام ہے اب کوہ ہمالیہ میں کوئی چوٹی نہیں ہے جو منو کے اُتار کے نام سے کہلاتی ہے۔ اور طوفان کی دیگر ہندی روایتوں میں جو بعد میں مہابھارت۔ متسیہ پران یا سری بھگوت میں لکھی گئیں ایسے پہاڑ یا چوٹی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لیکن نوح کی پہلی منزل یا اُتار کا بیان ایک اور جگہ پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر مسمنفہ کہتا ہے کہ ایسے مرغوب واقعہ کا موقعہ اُس ابتدائی زمانہ میں اُس علاقہ کے سب سے اونچے پہاڑ کے متعلق ٹھہرایا گیا تھا جیسا کہ یوسیفس کے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ جگہ جہاں نوح نے کشتی چھوڑی اس کا ایسا نام پڑ گیا جو اُس واقعہ کی تشریح کرنے والا تھا۔ اور جس کو وہ مورخ Αποβατηριον لکھتا ہے کہ یہہ وہی نخد جیون معلوم ہوتا ہے جو اراکسیز کے کنارے پر واقعہ ہے۔* اس نواحی کو آرمنی massis کہتے ہیں ترک اُسے اگری دگہ یعنے ڈانو پہاڑ کہتے ہیں۔ اور فارسی کوہ نوح کہتے ہیں اور چونکہ ویدک قصہ میں کسی پہاڑ کا نام نہیں دیا ہے مگر ایک چوٹی یا جگہ کا خیال ظاہر کیا ہے جو منو کا اُتار تھا یعنے کشتی میں سے اترنا لہذا وید کے بیان سے بائبل کے اس بیان کی تائید ہوتی

---

* نخد جیون (Nakhdjevan) ارمنی لفظ ہے اور اس کے معنے فارسی محاورہ منزل اول کے مساوی ہیں۔ ویدک قصہ میں بھی پہلی منزل یا اُتار کا ذکر ہے یعنے جتنا پانی گھٹتا تھا وہاں تو کشتی سے باہر آیا اور ٹھہرا۔ منہ

ہی کہ نوح آرارات کے پہاڑوں پر اُترا تھا"+

اِس بیان سے پنڈت دیانند کا یہہ خیال کہ اُس کے پہلے اس ملک (آریہ ورت) کا نام کچھ بھی نہیں تھا اور نہ کوئی آریوں سے پہلے اِس ملک میں بستے تھے کیونکہ آریہ لوگ ابتدا عالم میں کچھ عرصہ کے بعد تبّت سے سیدھے اُسی ملک میں آکر بسے تھے" غلط ٹھہرا (دیکھو ستیارتھ پرکاش سملاس آٹھواں سوال ۸۴) تبت والا خیال وید کے مفسر کے خیال سے پیدا ہوا جو ویدک زمانہ سے ۵۱ سو برس بعد ہوا اور منو والے پہاڑ کو کوہ ہمالہ بتلایا۔ حالانکہ اِنڈو آریوں کا اصلی وطن افغانستان کے مغرب طرف پڑا تھا۔ ویدمیں آریہ ورت لفظ ہی نہیں آیا ہی اس نام کا بانی منو (منو شاسترو الا) ہی۔ اُس سے پہلے اِس نام سے کوئی واقف نہ تھا۔ اس منو سے ایک ہزار برس پہلے آریہ ہندوستان میں آکر بسے تھے+

سوال (۴۱) تب نوح نے خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا اور سارے پاک چرندوں اور پاک پرندوں میں سے لیکر اُس مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور خداوند نے خوشنودی کی بو سونگھی اور خداوند نے اپنے دل میں کہا کہ انسان کے لئے میں زمین کو پھر کبھی لعنت نہ کرونگا اِس لئے کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے بُرا ہی اور جیسا کہ میں نے کیا ہی سارے جانداروں کو نہ مارونگا (۸: ۲۰ و ۲۱) +

(تحقیق) مذبح (ویدی) کے بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے (ہوم کرنے) کا ذکر ہونے سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ یہہ باتیں ویدوں سے بائبل میں گئی ہیں +

(رہبر) (۱) پنڈت جی کی بات سے یہہ ظاہر ہوا کہ آپ ویدوں میں جانوروں کی قربانی کے قائل تھے +

(۲) پنڈت جی کا خیال فی النفس الامر غلط ہی کیونکہ نوح توریت میں اور منو (یا انو) ویدمیں طوفان کے بعد وہ شخص بیان کیا گیا ہی جس سے کُل انسانی قومیں پیدا ہوئی تھیں تو کیونکہ

ہوسکتا تھا کہ آریہ قوم جو نوح (یا منو) کی موت کے سینکڑوں برس بعد ہستی میں آئی اپنے بڑے پرداداکی معلم ہوتی؟

(۱۳) قربانی کی عبادت کی رسم نہ صرف عبرانیوں اور ہندو آریوں میں بلکہ ایرانیوں اور مسیح کے زمانہ سے پہلے قریباً ساری قوموں میں کم وبیش ادا کی جاتی تھی۔ جن میں سے بہتیری قوموں میں ہندو آریوں کا کبھی گذر نہیں ہوا اور نہ ویدوں میں اُن کا کوئی ذکر ہے۔ اِس طریق عبادت کے ایسا عالمگیر ہونے کی وجہ یہی ہے کہ تمام قوموں نے اپنے اپنے باپ سِم۔ حام۔ اور یافث بن نوح سے یہ طریق عبادت پایا تھا اور اُس نے اپنے طوفان کے پہلے اجداد سے اور اُنہوں نے ہابل سے اور ہابل نے خدا سے پایا تھا۔ اور طوفان کے بعد لوگ جدھر گئے یہ رسم عبادت اور اَور روایتیں باغ عدن کے واقعات کے متعلق اپنے ساتھ لے گئے۔ قربانی کی عادت بنی آدم میں ویسی ہی عام ہے جیسی گناہ کی عادت ہے۔ اور ابتک ہے۔ اصل میں پنڈت جی کو اس بات کا پتہ نہیں تھا اِسلئے ایسا کہدیا۔

(۱۴) موسیٰ کو حاجت نہ تھی کہ اُس علم کے لئے ہندو آریوں کے پاس پنجاب میں آتا یا چین اور تبّت یا دکھن میں تورانی قوموں کے پاس جاتا گو طوفان اور اُس قربانی کا واقعہ اُس کے اپنے ملک کی حدود سے باہر گذرا تھا بلکہ اُس کو طوفان کا اور نوح کا احوال براہ راست نوح سے آسکتا تھا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ چنانچہ آدم اور متوسلح ۲۴۳ برس تک ہمعصر تھے۔ اور آدم نے عدن کے سارے واقعات اس سے بیان کئے ہونگے۔ پھر متوسلح اور نوح قریباً دو سو برس ہمعصر تھے اور وہ ساکنان کشتی کو اُن واقعات سے آگاہ کر سکتا تھا پھر نوح کا برگزیدہ بیٹا سِم زندہ تھا جب اضحاق بن ابراہیم پچاس برس کی عمر کا ہوا تھا۔ اور اضحاق جیتا تھا جب اُس کا پوتا لیوی ۳۴ برس کا ہوا تھا اور لیوی کی اپنی پوتی یوکبد موسیٰ کی ماں تھی پس موسیٰ کو نوح کا سارا احوال اس سلسلہ روایت سے معلوم ہوسکتا تھا اور پنجاب جتنے

دور دراز ملک کی مسافت درکار نہ تھی۔ لہذا پنڈت جی کا خیال بہرصورت جاہلانہ خیال ہی آپ کو معلوم نہ ہوا کہ تمام اسورہ یا اگنی پرست اور آدمی پرست اور بت پرست لوگوں کا گورو بیل۔ اسور یعنے بابل کا پہلا بادشاہ۔ نمرود بن کش بن حام بن نوح تھا اور ہندو آریہ اس سے کئی سو برس بعد جب نیواہ یعنے اسور کی سلطنت عروج میں تھی تب دریا اٹک سے اس پار آئے تھے اور عدن اور نوح کی روایتوں کو غلط ملط صورت میں اپنے ساتھ لائے تھے +

(محقق) کیا خدا کا ناک بھی ہی کہ جس سے اس نے خوشبو سونگھی +

(رہبر) اگر خدا کی آنکھ کان۔ ناک منہہ نہیں ہی تو وہ ضرور اندھا۔ بہرا۔ بے مشام اور گونگا ہوگا آپکو اتنی سمجھ نہیں کہ خدا اندھا وغیرہ نہیں ہوسکتا۔ ورنہ وہ کل عالم کے انتظام کو کیونکر دیکھ سکتا ہی اور بندوں کی دعائیں جو روئے زمین پر کی جاتی ہیں کس طرح سن سکتا ہی اور قربانیوں سے کیونکر خوشنود ہو سکتا ہی۔ خدا سب جگہ حاضر ناظر ہی لیکن اگر وہ اندھا یا بہرا ہی تو اُس کے حاضر ناظر ہونیکا کیا فایدہ ہی؟ اگر گونگا ہی تو الہام کرنے سے رہا۔ اور انسان کے تمام عبادتی کام فضول ہیں۔ سو پنڈت جی ایسے سوال کرنے سے یہہ نہ سمجھئے کہ آپ نے بائبل میں ایک بڑا نقص پکڑا!! نہیں۔ خدا کو عاجز ٹھہرادیا۔ اور بندے کی عبادت فضول۔ اِس لیئے میں کہتا ہوں کہ اگرچہ خدا کی آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہماری تمہاری طرح نہیں ہیں تو بھی وہ کسی طرح دیکھتا اور سُنتا اور سونگھتا ہی۔ البتہ عنصری دیوتے ایسی طاقتوں کی ناداری کے سبب لوگوں کی عبادت کو محسوس نہیں کرسکتے لیکن خدا تعالیٰ جو زندہ خالق ہی وہ جب عبادت کا حکم دیتا ہی تو اُسکو قبول کرسکنے کی طاقت بھی رکھتا ہی۔ پس قربانی کی خوشبو سونگھنا صرف یہہ معنے رکھتا ہی کہ وہ خدا کو پسند آئی اور اس نے اُسے قبول کیا۔ خداوند یسوع مسیح کے قربان ہونے کی بابت بھی یہی محاورہ استعمال ہوا ہی (افسیوں ۵: ۲) +

ایسا خدا کے قبول کرنے پر پنڈت جی بول اُٹھتے کہ کیا خدا میں دل بھی ہی؟ خدا میں عقل

بھی ہی؟ تو ہم بھی یہہ کہتے کہ بائبل کا خدا بے عقل یا زُگن نہیں ہی +

(محقق) کیا عیسائیوں کا خدا انسان کی طرح کم عقل نہیں ہی کہ کبھی لعنت کرتا ہی اور کبھی پچھتاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ لعنت نہ کرونگا۔ جب پہلے لعنت کی تھی تو پھر بھی کریگا پہلے سب کو مار ڈالا اور اب کہتا ہی کہ کبھی نہ مارونگا۔ یہہ باتیں سب لڑکوں کی سی ہیں۔ خدا کی نہیں اور نہ کسی عالم کی +

(رہبر) پچھتانے کی بابت ہم نے ۲ سوال کے جواب میں خوب سمجھا دیا ہی اُس کو دیکھو۔ باقی لعنت کرنے اور لعنت کرنے سے باز رہنے کا ارادہ یا وعدہ بجائے خود کوئی بُری بات یا قباحت کی بات نہیں ہی۔ اور جیسا اُس نے کہا ویسا ہی کریگا۔ پنڈت جی والی بات نہیں کہ جب پہلے لعنت کی تھی پھر بھی کریگا۔ دیکھئے ایک دفعہ آدم کے گناہ کرنے کے سبب کل زمین کو لعنت کی تھی (پیدایش ۳: ۱۰) جسکا اثر آجتک آتا ہی۔ اور پھر آدم کی اولاد میں گناہ بڑھ جانے کے سبب طوفان سے تباہ کر دیا۔ جیسا پہلے فرما دیا تھا۔ لیکن بعد ازاں وعدہ کیا کہ اس طرح کل جانداروں کو نہ مارونگا کیونکہ ایسی عالمگیر متواتر سزاؤں سے انسان نابود ہو جائیگا اور تربیب اور عبرت نہ پائیگا۔* اور انسان کی بدی سے طرح دیکے اُسکی ہستی کی میعاد بڑھا دی اور یہہ کام انسان کو جتا کے کیا اپنے علم غیب ہی میں مگن اور چُپ چپ نہ رہا اور ویسی عالمگیر سزا کے لئے دُنیا کا آخری دن مقرر کر دیا (اعمال ۱۷: ۳۰ و ۳۱) اور اس عرصہ میں لوگوں کی تربیت اور عبرت کیلئے رحم کی منادی کروا رہا ہی۔ مگر پنڈت جی کو خداوند کا یہہ وعدہ کچھ پسند خاطر نہ ہوا۔ سزا ہی سے خدا سے خوش ہوتے +

---

* نوٹ۔ خیال رہے کہ جس سبب سے طوفان وارد کیا گیا تھا یعنے انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اُس کے دل کے تصور اور خیال روز بروز بدہی ہوتے ہیں (پیدایش ۶: ۵) تو بھی سبب ایسی لعنت کو آئندہ موقوف رکھنے کا سبب قرار دیا ہی یعنے اُس لئے کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے بُرا ہی (پیدایش ۸: ۲۱) اس لئے خدا نے قہر کے بجائے انسان پر رحم کی نگاہ کی +

مگر اِس وعدہ یا التویٔ لعنت سے یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کسی خاص شخص یا قوم کو بدکاری کی سزا نہ دیگا اور اُس کو اَوروں کے لئے عبرت خیز واقعہ نہ کریگا۔ کیونکہ اگرچہ اُس وقت سے ابتک دنیا ویسی عالمگیر سزا کے بس میں نہیں کی گئی گو بابل کے برج کیوقت پھر ایسا موقعہ موجود ہو گیا تھا۔ تاہم خدا کسی خاص شخص یا شخصوں اور ایک یا زیادہ قوموں کو سزا دیتا رہا ہے۔ مثلاً ایک کو دوسرے سے قتل کروانا یا وبا اور کال سے مارنا جیسا کہ ابتک بھی ہوتا ہے کہ کہیں کال کہیں طاعون کہیں آتشزدگی نمایاں ہوتے ہیں۔ کہیں زلزلوں سے جانیں برباد ہوتی ہیں۔ کیوں پنڈت جی یہہ لڑکوں کی سی باتیں ہیں یا خدائی انتظام کی باتیں ہیں۔ بائبل کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ بائبل کا اور نیچر کا خدا ایک ہی ہے۔ کارخانہ نیچر میں بھلا بُرا عمل ہو رہا ہے اور بائبل اُس کی فلاسفی بیان کرتی ہے۔ تاکہ انسان کو خدا کی طرف رجوع کراوے +

سوال (۱۵) پیدایش ۹ باب۔ ا۔ اور خدا نے نوح اور اُس کے بیٹوں کو برکت دی اور اُنہیں کہا سب جیتے چلتے جانور تمہارے کھانے کیواسطے ہیں میں نے ان سب کو نباتات کی مانند تمہیں دیا مگر تم گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اُس کی جان ہے مت کھانا (۹: ۱) +

(محقق) کیا ایک کی جان کو تکلیف دیکر دوسروں کو آرام پہنچانے سے عیسائیوں کا خدا بیرحم ثابت نہیں ہوتا اگر والدین ایک لڑکیکو مروا کر دوسرے کو کھلا دویں تو کیا وے گناہ عظیم کے مرتکب نہیں ہونگے؟ اسی طرح کی یہہ بات ہے کیونکہ خدا کے نزدیک سب جاندار اسکے بیٹوں کی مانند ہیں۔ ایسا نہ ہونے سے عیسائیوں کا خدا مثل قصاب کے کام کرتا ہے +

(رہبر) جو مثال آپ نے والدین اور لڑکے کی دی ہے وہ رائیگاں ہے کیونکہ خدا نے انسان کی جان اور حیوان کی جان میں فرق بتلا دیا تھا مقابلہ کرو آیت ۵ و ۶۔ اور اگر آپ نیچر کے جانداروں کا حال صرف کسی ماہی گیر یا ملاح یا شکاری یا پہاڑی آدمی سے یا کسی انگریز زوالوجسٹ سے دریافت کرتے تو وہ آپ کو بتلا دیتے کہ ایک قسم جاندار دوسری قسم کے جانداروں کے نہ

صرف آرام بلکہ پرورش کے لئے پائے جاتے ہیں۔ اور آپ گوتم بدھ یا آواگون کے پھیر میں آکر ایسا سوال نہ کرتے۔ اور ویدک آریوں کا حال بھول نہ جاتے جو خاصے گوشت خور تھے اور اپنے دیوتوں کو بھی چڑھاتے تھے لیکن وسیوس کو یعنے انسان جان کو مارنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ مگر ہم تم سب نیچر میں یہی دیکھتے ہیں کہ ایک قسم کے جانور دوسری قسم کے جانوروں کی خوراک ہیں اور اُن سب کا بنانے والا وہی خدا ہے لہذا سب جاندار خدا کے یکساں بیٹے بیٹیاں نہیں ٹھہرتے۔ اور انسان کو خدا نے سب سے اُتم بنایا اس جا بھی بائبل اور نیچر کا خدا ایک ہی ثابت ہوتا ہے +

علاوہ اس کے آپ کے انادی جیوؤں کے اصول کی رو سے بھی آپ کا خیال باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ انادی کو مرن کا کوئی اثر نہیں ہے تو پھر اس کے دیہہ کو کھا لینے میں کیا ہرج ہے؟ اور نیز آپ کے اصول میں یہہ بھی ہے کہ خدا نے جیوں کو پیدا نہیں کیا وہ خود ہست اور ازلی ہیں تو خدا اُن کا باپ کس طرح ہو سکتا ہے؟

لہذا بائبل پر آپ کے سوال صرف بھکی ہوئی باتیں ہیں +

سوال (۱۶) اور تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی ۔۔۔ اور اُنہوں نے کہا کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بناویں اور ایک بُرج جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے اور یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند اُس شہر اور بُرج کو جسے بنی آدم بناتے تھے دیکھنے اُترا اور خداوند نے کہا دیکھو لوگ ایک ہی اور اُن سب کی ایک ہی بولی ہے اب وے یہہ کرنے لگے سو وے جس کام کا ارادہ رکھیں گے اُس سے نہ رُک سکیں گے آؤ ہم اُتریں اور اُن کی بولی میں اختلاف ڈالیں۔ تاکہ وے ایک دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب خداوند نے اُن کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا سو وے اُس شہر کے بنانے سے باز رہے (۱۱: ۱-۴-۸) +

(محقق) جب تمام روئے زمین پر ایک ہی زبان بولی جاتی ہوگی تب تمام لوگوں کو باہم نہایت خوشی حاصل ہوتی ہوگی۔ لیکن کیا کیا جائے کہ عیسائیوں کے حاسد خدا نے سب کی زبان خلط ملط کرکے سب کا ستیاناس کر دیا (بیچارے ستیارتھ پرکاش والے خداؤں کی بھی کچھ پیش نہ چلی۔ رہبر) اس نے یہہ بڑا گناہ کیا۔ کیا یہہ شیطان کے کام سے بھی بڑا کام نہیں ہے؟

(رہبر) بیشک جس حالت میں خُدا نے اِنسان کو بنایا تھا وہ خوش وخرم کی حالت تھی لیکن جب اِنسان خدا کی مرضی کے برخلاف شیطانی کام کرتا ہے تو خدا اُس کی مزاحمت کرتا ہے اور خوشی کے بجائے اُسکے لئے تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ خدا کا حکم تھا کہ زمین کو معمور کرو۔ (پیدائش ۹: ۱) لیکن آدمیوں نے اِس کے برخلاف شیطانی منصوبہ باندھا۔ (آیت ۴) اور خدا نے اس کو توڑا کہ ایک ہی جگہ نہ رہیں اور اُن کی بولی میں فرق ڈال دیا اور اُن کو پراگندہ کر دیا۔ اگر لوگ ایسا منصوبہ نہ باندھتے تو ایک ہی بولی ہوتی اور زمین کو بھی معمور کر سکتے جیسے زمانہ حال میں اینگلوسیکسن قوم کر رہی ہے۔ اور اِس بات سے خدا کو حاسد وغیرہ کہنا پنڈت جی کی پریشانی عقل کو ظاہر کرتی ہے۔ قومی پاسداری آپ سے ایسے کلمے نکلواتی ہے۔

اِس لئے میں یہہ بھی جتاتا ہوں کہ عیسائیوں کے خدا کے حق میں ذرا سنبھل کے بات کرنی چاہیئے آپ خود مانتے ہیں اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ سب قومیں گذشتہ اور موجودہ اِس بات کی شاہد ہیں کہ آدمیوں کی بولی میں ایسا اختلاف ڈالا ہوا ہے کہ ایک دوسرے کی بات سمجھ نہیں سکتا۔ کیا یہہ واقعی حقیقت بائبل کے بیان کو سچا ثابت نہیں کرتی؟ اور ہندو آریہ خاص کرکے عیسائیوں کے خدا کا ڈر مانیں کیونکہ اُن کا خُدا ایرانیوں اور ہندو آریوں پر بھی قادر تھا کہ اُن کی زبان میں بھی گڑبڑی ڈال دی اور اُنکے دیوتا اسور اور اندرا اور اگنی اُف نہ کر سکے۔ پنڈت جی لاچار تھے کیونکہ صرف سنسکرت جانتے تھے اور وہ بھی اپنے مطلب

کی مگر مسیحی عالموں نے جو غیر زبانوں سے بھی خوب واقف ہیں ثابت کیا ہی کہ آریہ زبان کی شاخیں یہہ ہیں یعنی زیند (ایران کی بولی) کُروش (کردستان) اوسٹیک (صوبہ کاکس) آرمنی (آرمینیا) پرکرت (ہندوستان) پالی (لنکا وغیرہ) اور ہندوستان کی جدید بڑی بولیاں ہندی۔ مرہٹی۔ اور بنگالی ہیں۔ پھر یہہ آریا زبان خود انڈو۔ یورپی خاندان کی ایک شاخ ہی۔ اور اِس خاندان میں سات زبانیں قرار دیجاتی ہیں یعنی ہندی۔ ایرانی۔ یونانی اِٹالک۔ سیلٹک۔ سلاوونک اور جرمن۔ Whitney's Life & Growth of Language ch. 10 اِس حالت کی بابت بھی ہم یہی کہتے ہیں کہ انڈو۔ یورپی۔ اریوں کے بزرگوں نے خدا کی مرضی کے برخلاف شیطانی افترا اُٹھایا تھا اور اپنی نسل کے لئے یہہ کمائی کر گئے لہذا عیسائیوں کے خدا کے کام ایسے عبرت خیز ہیں کہ دوست اور دشمن سبھی انکو محسوس کرتے ہیں۔ جنوں کرنے سے کیا حاصل ہی +

(محقق) اس سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ عیسائیوں کا خدا کوہِ سینا وغیرہ پر رہتا تھا جاہل مطلق کے سوائے بھلا ایسی باتیں کون کرسکتا ہی؟

(رہبر) عیسائیوں کا خدا خواہ کوہ سینا پر یا آسمانوں کے آسمان پر ہو۔ (زبور ۱۵: ۳۔ عبرانیوں ۸: ۱) مگر خبر دور دور کی رکھتا ہی۔ جاہل آدمی سوچتا ہی کہ بابل کے برج کی طرف گیا ہوا ہی یا کوہ سینا پر جلوہ گر ہی یا ابراہام سے باتیں کررہا ہی اور کسی اور جگہ نہیں ہی۔ اور ایسا احمق بھول جاتا ہی کہ "خداوند آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کرتا ہی" (زبور ۱۴: ۲) ہاں۔ ایسا شریر گھمنڈی کہتا ہی کہ خدا علیم کُل نہیں۔ وہ کہتا ہی۔ خدا کیونکر جانتا؟ حق تعالیٰ کو کیا آگاہی ہی؟ (زبور ۷۳: ۱۱) اور یاد نہیں رکھتا ہی کہ خدا سب جگہ حاضر و ناظر ہی (زبور ۱۳۹: ۷-۱۲) +

سوال (۱۷) پیدایش ۱۲ باب۔ اُس نے اپنی جورو سری کو کہا کہ دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہی اور یوں ہوگا کہ مصری تجھے دیکھ کے کہیں گے کہ یہہ اُسکی جورو

ہی سو مجھ کو مار ڈالینگے اور تجھے جیتا رکھینگے۔ تو کہیو کہ میں بہن ہوں تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو اور میری جان تیرے وسیلے سلامت رہے۔ (۱۲: ۱۱-۱۳)+

(محقق)۔ دیکھئے۔ ابراہیم عیسائیوں اور مسلمانوں کا بڑا مشہور پیغمبر ہی۔ کیا اسکے اعمال دروغگوئی وغیرہ بُرے ہیں؟ بھلا جنکے ایسے پیغمبر ہوں ان کو علم اور بہبودی کا راستہ کیونکر مل سکتا ہی؟

(رہبر) وہ آدمی جنکو خدا نے اپنے پیغمبر بنایا تو اُن کی خوبیوں کے سبب سے نہیں لیکن اپنی مہربانی کی وجہ سے۔ خدا کے سامنے سب آدمی گنہگار ہیں اور گنہگاروں ہی میں سے اس نے بعضوں کو رسول اور بعضوں کو نبی مقرر کیا تاکہ دوسروں کو ہدایت دیویں اور ہدایت وہ جو خدا اُن کو فرماوے۔ اور بائبل میں جو اُن کے گناہ بیان کئے گئے ہیں تو یہہ صرف اس لئے ہی کہ لوگ پیغمبر پرستی میں نہ پڑجاویں اور پیغمبروں کو خدا کے خاص خادم جانیں نہ گناہ سے پاک۔ کیونکہ کسی بشر کو گناہ سے پاک خیال کرنا فریب کھانا ہی اور اگرچہ انسانی تصنیفات میں بزرگوں اور بہادروں اور مشہور آدمیوں کے عیب چھپائے جاتے ہیں لیکن خدا کے کلام میں ایسی جھوٹی کارروائی نہیں ہوسکتی+

یاد رہے کہ جب کہا جاتا ہی یا کسی آسمانی کتاب میں بیان کیا جاتا ہی کہ فلاں شخص کو خدا نے ہدایت دی اور وہ خدا پر ایمان لایا تو یہہ تبدیلی اس بات کا ثبوت ہی کہ وہ آدمی گنہگار تھا۔ ورنہ ہدایت پانے کی ضرورت نہ تھی۔ یہہ جدید خوبیاں اُسکی پہلی بے ایمانی اور گمراہی کی دلیل ہیں لہذا اگر کسی شخص کا گناہ مذکور نہ ہوا ہو اور صرف یہہ کہا گیا ہو کہ فلاں شخص کو خدا نے ہدایت دی اور وہ ایمان لایا تو یہی امر بجائے خود اُس کی گنہگاری کی دلیل ہی+

غرضکہ ابراہام کی دروغگوئی بُری بات تھی لیکن یہہ دروغ گوئی نہ تو اُسکی اور نہ اُس کے لوگوں کی بہبودی کا باعث تھی۔ بلکہ اس سے اس کو بازگشت کرنی پڑی تھی۔ اور راہِ راست

آیا اور اُس سے بائبل نے یہہ سکھلایا کہ آدمی کسی حالت میں جھوٹ نہ بولے +

سوال (۱۸) پیدایش ۱۷ باب - پھر خدا نے ابراہام سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں - اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے - اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو اور یہہ اِس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے - تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھہ روز کا ہو ختنہ کیا جائیگا کیا گھر کا پیدا کیا پردیسی سے خرید ا ہو جو تیری نسل کا نہیں - لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا - اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ (پیدایش ۱۷: ۹-۱۴) +

(محقق) دیکھئے! خدا کا اُلٹا حکم - اگر ختنہ کرنا خدا کو منظور ہوتا تو ابتدائے آفرینش میں اُس چمڑے کو پیدا ہی نہ کرتا - اور اب عیسائی لوگ اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے - یہہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے +

(رہبر) اِس حال میں مختون کوئی بات ہی نہ ہوتی کیونکہ آفرینش ہی ویسی ہوتی - اور اگر آپ اس حکم کی غرض کو ذرا دھیان سے پڑھتے تو بہکتے کم - اُس حکم کی بابت صاف لکھا ہے کہ

(۱) "میرا عہد میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو" - اِس سے ظاہر ہے کہ یہہ عہدی نشان ختنہ ابراہام کی نسل کے واسطے تھا نہ کل بنی آدم کیواسطے اور کہ کیوں خدا نے پہلے سے سب آدمیوں کو مختون نہیں بنایا تھا ختنہ ایک نسلی یا قومی نشان تھا جو ابراہام کی نسل پر واجب ٹھہرایا گیا تاکہ اس کے ذریعہ سے وے اپنے تئیں اور قوموں سے جُدا رکھیں +

(۲) چونکہ یہہ نسلی نشان تھا اور عیسائیوں میں کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کل قومیں شامل ہیں

اِس لیئے یہہ خاص نسلی نشان ان پر واجب نہیں۔ (دیکھو اعمال ۱۵ باب) اِسکے بجائے سب کے لیئے جو مسیحی ہونا چاہیں بپتسمہ رسم بیعت مقرر کیا گیا +

سوال (۱۹) اور جب ابراہام باتیں کر چکا تب خدا وند اس کے پاس سے اوپر گیا۔ (۱۷: ۲۲) +

(محقق) اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا مثل اِنسان یا پرند کے تھا کہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر آتا جاتا تھا۔ یا وہ کسی شعبدہ باز آدمی کی مانند ہوگا +

(رہبر) خدا کے نظر آنے سے یہہ مفہوم ہی کہ کسی ظاہری صورت میں نظر آیا تھا اور ابراہام سے باتیں کی تھیں۔ (دیکھو پہلی آیت) اور وہ ظہور بذریعہ فرشتہ یا بصورت اِنسانی ہوگی جیسا کہ ۱۸: ۱-۲ میں مذکور ہی چونکہ خدا کو کوئی دیکھہ نہیں سکتا۔ اِسلیئے اپنے بندہ کو یقین دلانے کے لیئے وہ ایسے ظہوروں کے ساتھہ نظر آتا اور کلام کرتا تھا۔ اور ایسے ظہوروں کا آنا جانا دیکھہ کر ویسا ہی بیان کرنا صحیح محاورہ ہی +

مکرر یہہ کہ ہر ایک جو خدا کو اور اُس کی طرف سے کسی الہام یا مکاشفہ کو ماننے والا ہی اِس بات پر غور کریگا کہ جب خدا جو بیحد اور بے مثل ہی کسی محدود الحواس آدمی سے بات کریگا تو کسی خاص جگہ اور خاص وقت کی اور طرز گفتگو کی قید ضرور لگیگی کہ کب اور کہاں اور کس طرح خدا نے ایسی حالت میں آکر کسی آدمی سے باتیں کیں یا کر سکا۔ اور یا اُس پر کوئی اثر کیا بغیر ایسے حالت کے الہام الٰہی کا خیال محال اور باطل ہوگا۔ پس بابل کے برج کے موقع پر اور کوہ سینا پر اترنا یا ابراہام کے پاس آنا اور اوپر جانا سب اسی طور پر مرضی الٰہی کے موقعے تھے اور ان ظہوروں کے باعث خدا کو انسان یا پرندہ کہنا بے لگام زبان کا کفر ہی +

سوال (۲۰) پھر خدا وند ممرے کے بلوطوں میں اُسے نظر آیا۔ اور وہ دن کو گرمی کے وقت اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا اور اُس نے اپنی آنکھیں اُٹھا کے نظر کی اور کیا دیکھا

تین مرد اُس کے پاس کھڑے ہیں وہ اُنہیں دیکھ کے خیمے کے دروازے سے اُن کے ملنے
کو دوڑا اور زمین تک اُن کے آگے جُھکا - اور بولا کہ اے خداوند اگر مجھ پر تیری مہربانی ہے تو اپنے بندے
کے پاس سے چلے نہ جائیے - کہ تھوڑا سا پانی لایا جاوے اور آپ اپنے پاؤں دھو کر اُس درخت
کے نیچے آرام کیجئے - میں تھوڑی روٹی لاتا ہوں تازہ دم ہوجئے بعد اُس کے آگے جائیگا
کیونکہ اسی لیئے اپنے بندے کے یہاں آئے تب اُنہوں نے کہا یونہیں کر جیسا تو نے کہا -
اور ابرہام تنبیہ میں سرہ کے پاس دوڑا گیا اور کہا کہ تین پیمانہ آٹا لیکے جلد گوندھ کے پھلکے پکا - اور
ابراہام گلّے کی طرف دوڑا اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لاکر ایک جوان کو دیا اور اُس نے جلد اُسے
تیار کیا - پھر اُس نے گھی اور دودھ اور اُس بچھڑے کو جو اُس نے پکوایا تھا لیکے اُن کے
سامنے رکھا اور آپ اُن کے پاس درخت کے نیچے کھڑا رہا اور اُنہوں نے کھایا (۱۸: ۱-۸)+

(محقق) صاحبان دیکھئے - جن کا خدا بچھڑے کا گوشت کھائے تو وہ خود اُس کی پرستش
کرنیوالے گائے بچھڑے وغیرہ جانوروں کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں؟ جسکو کچھ رحم نہ ہو اور گوشت
کھانے کے لیئے بے چین رہے وہ بجز قصاب کے خدا کبھی ہوسکتا ہے +

(رہبر) یہہ سوال کرتے وقت اگر پنڈت جی پرش میدھا یک اور گومیدھا اور اسوامیدھا کے
مجموں پر نظر کر لیتے تو اوروں کے حق میں ایسی دلی جلن نہ دکھاتے اور اگر گوتم بدھ جیسا جوگی
اور آواگونی تخیل کا مارا ہوا کوئی عیسائیوں میں بھی اُٹھ کھڑا ہوا تو شاید عیسائی بھی جانوروں کا
گوشت کھانا چھوڑ دیویں - مگر خیر اِس کو جانے دو بچھڑے کے گوشت سے جو پرانے ہندو آریوں
اور اُن کے دیوتوں کی خوراک تھی - پنڈت جی چڑتے ہیں - تو لیجئے پنڈت جی اُن تین آدمیوں
نے نئے ہندو آریوں والی خوراک بھی کھائی تھی یعنے روٹی گھی اور دودھ - اس خوراک سے
تو پنڈت جی خوش ہوگئے - مگر یہہ تو سب فضول جھگڑا ہے کہ کوئی گوشت کھائے یا نہ کھائے اور
گائے کھائے یا سور کھائے یا کُتا کھائے اِس جھگڑے کو تو یہاں طے کرو کہ جسکا جی چاہے

کھائیے مگر زمانہ کی کمزوری کے لحاظ سے موقعہ اور بے موقعہ کھانے کا خیال رکھے (روم ۱۴:

۱۴-۱ اور ۱۔ قرن ۶: ۱۲) +

اب پنڈت جی کے سوال میں دوسری بات یہہ ہی کہ خدا نے بچھڑے کا گوشت کھایا اس کے جواب میں میں یہہ کہتا ہوں کہ یہہ بالکل جھوٹ بات ہی۔ کیونکہ آیت ۲ میں لکھا ہی کہ تین آدمی ابرہام کے پاس آئے تھے۔ اب خواہ وہ تین فرشتے تھے جو آدمیوں کی شکل میں آئے اور یا خدا کے ظہور کے لئے تین آدمی پیدا کر کے بھیجے گئے تھے اِس سے کچھہ مطلب نہیں وہ تین شخص حقیقی آدمی کی صورت میں تھے اور اگر اُنہوں نے گوشت یا اور کھانا کھا لیا تو کیا اشچرج ہوا۔ آدمی کھانا کھاتے ہیں۔ لہذا وہ جو خدا کے خاص ظہور کو ادا کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے اگر اُنہوں نے کھانا کھایا تو وہ خدا نے تو نہیں کھایا +

پھر ۱۸: ۲۔ اور ۱۹: ۱ کو ملانے سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ تین آدمی تین فرشتے تھے۔ جن کا ابرہام کو نظر آنا اور اوپر جانا اور سدوم کو جانا خداوند کا آنا جانا لکھا ہی اُن میں سے ایک جو ابراہام کے ساتھہ مخاطب تھا ابراہام اُس کو خداوند کہتا ہی (۱۸: ۱۶ و ۱۷ و ۲۰ و ۳۳) اور دو سدوم کو گئے اُن کو لوط خداوند کہتا تھا (۱۹: ۱ و ۲ و ۱۸ و ۲۴) ان تین فرشتوں کے ماسوا ایک اور ہی جسکو خداوند کہا ہی جو ابراہام کو اس طریق سے نظر آیا (۱۸: ۱) اور جسکا حکم بجالانے کے لئے وہ فرشتے آدمی کی شکل میں بھیجے گئے تھے (۱۸: ۱۹۔ اور ۱۹: ۲۴) لہذا خدا بذات خود اُن انسانی حرکات سے الگ تھا۔ اور جو فوق العادت کام اُنہوں نے کئے وہ خدا کی طرف سے اور خدا کے واسطے کئے تھے +

(محقق) اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جنگلی آدمیوں کا ایک گروہ ہوگا اور جو اُن کا سردار تھا اُسکا نام بائبل نے خدا رکھا ہی۔ انہیں باتوں کی وجہ سے عقلمند لوگ اُن کی کتاب کو خدا کی بنائی کتاب نہیں مان سکتے اور نہ ایسے کو سچا خدا سمجھتے ہیں +

(رہبر) پنڈت جی تو ایسی باتیں کرتے ہیں کہ آپ بھی کہیں سدوم کی دیواروں کے پاس کھڑے دیکھ رہے تھے کہ تین ڈاکوؤں نے ابراہام کو جا گھیرا تھا مگر بعد میں موسیٰ نے اُن میں سے ایک کو خدا کہدیا۔ دیکھئے اگر وہ تین آدمی ڈاکو ہوتے تو اُن کو ڈاکو کہنے میں کیا حرج تھا؟ اور اُس کے ساتھ یہہ بیان کیا جاتا کہ خدا نے ڈاکوؤں سے ابراہام کو فلاں طریق سے بچایا تھا۔ مگر ایسا کوئی بیان بائبل نے نہیں کیا لہذا یہہ بیہودہ خیال پنڈت جی کی سرگردانی کا نتیجہ ہی۔ اُن تین آدمیوں نے ابراہام کے ساتھ بڑا نیک سلوک کیا۔ کہ اسکے لئے بیٹے کی بکر خبر دی۔ سرہ کا شک اور کم اعتقادی دُور کئے۔ سدوم اور عمورہ کے بدمعاشوں کی تباہی کی خبر دی۔ اور ابراہام کے بھتیجے لوط کو بچایا اور سدوم اور عمورہ کو آسمانی آگ سے بھسم کردیا کیا ایسے آدمی ڈاکو ہو سکتے تھے؟ وہ ضرور آسمانی ایلچی تھے۔ اور سوائے بیوقوف آدمی کے کون بائبل کے خدا کو آدمیوں کے کاموں سے بے سروکار کہہ سکتا ہی اور کون ناوان ہی مگر وہ جو باوجود خدا کی قدرت اور رحم کے ثبوتوں کے جو بائبل میں دئے گئے ہیں بائبل کو اُس خدا کا کلام نہ مانے۔ دنیا کی عقلمند اور شائستہ قومیں اسی لئے بائبل کو خدا کا کلام مانتی چلی آئی ہیں۔ اور اب بھی ایسا ہی ہی +

سوال (۲۱) پھر خداوند نے ابراہام سے کہا کہ سرہ کیوں ہنسکر بولی کہ کیا میں جو ایسی بڑھیا ہو گئی ہوں سچ مچ جنونگی۔ کیا خدا کے نزدیک کوئی بات مشکل ہی (۱۸: ۱۳ و ۱۴) +

(محقق) اب دیکھئے! عیسائیوں کے خدا کا تماشہ کہ لڑکوں یا عورتوں کی مانند چڑتا اور طعن دیتا ہی +

(رہبر) اصل میں پنڈت جی آپ بڑے چڑے ہوئے معلوم دیتے ہیں جو ایسے بیہودہ بے ٹھکانہ سوال کرتے ہیں۔ دیکھئے کہ جب خدا کی طرف سے اُس مایوس بڑھیا کو بیٹے کی بشارت دی گئی تو وہ اپنی قدرتی حالت کے سبب یقین نہ لائی بلکہ اُس بات کو ہنسی میں ٹالا۔ اور جب

خداوند نے اُس کی دبی ہنسی کی گرفت کی تو وہ جھوٹھ بول گئی تو بھی خدا نے اُسکو اُس کی بے ایمانی پر ملامت کیا اور پھر یقین دلایا کہ خدا کے نزدیک کوئی بات مشکل نہیں ہو خدا نے تو اُس کو خدا لگتی بات کہی کہ خدا کی قدرت پر یقین کر اور بے ایمان مت ہو۔ نامعلوم اس سے پنڈت جی کو کیا تکلیف ہوئی جو خدا کو بُرا بھلا کہدیا ؟

سوال (۲۲) تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی اور اُس نے اُن شہروں کو اور اُس سارے میدان کو اور اُن شہروں کے سب رہنے والوں اور سب کچھہ جو زمین سے اُگتا تھا نیست کیا (۱۹: ۲۴ و ۲۵) ۔

(محقق) اب یہہ بھی تماشا بائبل کے خدا کا دیکھئے ! کہ جسکو بچوں وغیرہ پر بھی رحم نہ آیا۔ کیا وے سب ہی گنہگار تھے کہ اُنہیں زمین پر اُلٹا کر دبا مارا ؟ یہہ بات انصاف اور دانائی اور رحم سے بعید ہو جن کا خدا ایسے کام کرتا ہو اُس کے عابد کیوں نہ کرینگے +

(رہبر) دیکھئے۔ تماشا یہہ ہو۔ خدا بے سبب سزا نہیں دیتا۔ لکھا ہو کہ سدوم اور عمورہ کا چلانا بلند ہوا اور اُنکا جرم نہایت سنگین ہوگیا (پیدایش ۱۸: ۲۰) حتّیٰ کہ اُن میں دس صادق بھی نہ تھے (آیت ۳۲) اور صرف لوط کے خاندان پر خداوند کی مہربانی ہوئی (۱۹: ۱۶) اور باقی سب بھسم کر دئے گئے اور آجتک اُس جگہ کی برباد شدہ حالت موجود ہو جس سے ثابت ہو کہ بائبل کے بیان کیسے صادق ہیں کہ اتنی صدیوں کے بعد اُنکا ثبوت موجود ہو اور خدا کے انصاف کو ثابت کرتا ہو +

دوسری سبب یہہ ہو۔ میں پوچھتا ہوں اور آپ بتلائیے کہ وہ کس کا خدا ہو جس نے جزیرہ مارٹینگ (غرب الہند) کو آتش چینر پہاڑ سے تباہ کر دیا۔ ہزارہا جوان بوڑھے اور بچّے ضائع کر دیئے ؟ وہ کس کا خدا ہو جس نے اِن چند گذرے سالوں میں ہندوستان میں ہزارہا جانوں کو بھوکھ سے مار ڈالا اور کال کو دور نہ کیا۔ اور ابتک بس نہیں کرتا ؟ اس بات کا بھی خیال

رہے کہ کال اور مری اور بھونچال کوئی نئی آفتیں نہیں ہیں قدیم زمانہ میں یہی حال رہا ہے۔ وہ کس کا خدا ہے جس نے کال پر اکتفا نہ کیا اور چھ برس سے لگاتار لاکھوں جانیں ہندوستان بھر میں طاعون سے ہلاک کر دیں اور ہنوز ہلاکت جاری ہے؟ اے ناظرین کوئی بولو۔ یہ کس کا خدا ہے؟ اب اُس خدا کی نادانی اور بے انصافی پر چوں نہیں نکلتی؟ لیکن جب بائبل خدا کے ایسے ہی انصافوں کا بیان کرتی ہے تو لوگوں کی پسلی چلنے لگتی ہے*

تیسری سیر یہ دیکھئے کہ جن کا خدا گناہ سے نفرت کرتا اور سزا دیتا ہے وہ وہی ہے جس نے انسانوں کے درمیان بادشاہ اور حاکم مقرر کروائے ہیں تاکہ وہ عدالت کر کے بدکار کو سزا دیں (رومیوں ۱۳: ۴)*

پس خوب دیکھا کہ بائبل اور دنیوی انتظام الٰہی کیسے دوش بدوش ہیں*

سوال (۳۴) آؤ ہم اپنے باپ کو شراب پلاویں اور اُس سے ہمبستر ہوویں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں وغیرہ ... سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں (پیدائش ۱۹: ۳۲-۳۶)*

(محقق) دیکھئے باپ بیٹی بھی جب شراب نوشی کے نشہ میں بدفعلی کرنے سے نہ بچ سکے اُس شراب خانہ خراب کو جو عیسائی وغیرہ پیتے ہیں تو اُن کی خرابی کا کیا ٹھکانہ ہے؟

(رہبر) بے شک لوط نے بُرا کیا۔ بیٹیوں کی شرارت کے لئے کوئی عذر نہیں جو عذر بیٹیوں نے بنایا تھا بالکل بیجا تھا اور صرف اُن کی نفسانیت کا جوش۔ شرابیوں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ بائبل نے بیان کیا ہے اور آگاہ کیا ہے کہ شراب کے نشے میں آدمی ایسے کام کرتے ہیں جو ہوش میں اُن کو بُرے معلوم ہیں۔ لوط کی اولاد موابی اور عمونی ہمیشہ طعن اور ملامت کی یادگار رہے ہیں*

تعجب ہے کہ پنڈت جی عیسائیوں سے بڑے بگڑے ہوئے ہیں اور ہندو آریوں کی اور اُن کے

دیوتوں کی شراب نوشی معیوب نہ سوجھی۔ غالباً اِس لئے کہ وہ عبادت میں داخل تھی۔ اور کیا آجکل ہندو شراب نوشی میں کچھ کسر باقی رکھتے ہیں۔ ہر شہر میں شراب کے ٹھیکیدار کون ہیں؟ بندہ پنجاب کے کئی شہروں میں رہ چکا ہی۔ سیالکوٹ۔ پسرور۔ گجرانوالہ۔ جھنگ۔ بھیرہ۔ پٹیالہ فیروزپور۔ لدھیانہ اور لاہور میں اور اکثر یہی حال دیکھا ہی۔ بلکہ جب کوئی ہجوم کا دن آتا ہی تو ہندو شراب پیتے متوالے ہوتے اور فحش بکتے اور عورتوں کو دیکھہ کر بیجا حرکتیں کرتے دیکھا اور چند ایک موقعوں پر ایسوں کو پولیس کے حوالے بھی کروایا۔ اپنے بھائی بندوں کی یہہ کارروائیاں تو پنڈت جی کے نزدیک سعادت میں داخل ہیں۔ اور عیسائیوں پر جھٹ طعن شروع کر دیتے ہیں۔ جن کو اُن کے خداوند کی یہہ ہدایت ہی کہ خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل خمار اور نشے بازی اور دنیوی فکروں سے سُست ہو جائیں اور وہ دن تم پر پھندے کی طرح ناگہاں آپڑے (لوقا ۲۱: ۳۴) شرابی خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے" (اقرن ۶: ۱۰) اگر عیسائی اِس حکم کے پابند نہ رہیں تو اُنکے ذمہ ہی۔ تاہم خوشی کی خبر ہی کہ عیسائی بائبل کی آگاہی کی پروا کرنے لگے ہیں اور سائنس سے بھی اُن کو شراب کی خرابیاں معلوم ہوئی ہیں اور قریباً ہر مُلک میں اس کے برخلاف کارروائی جاری ہی اور بڑی کامیابی کے ساتھہ مگر ویدوں کی رو سے تو شراب پینا دھرم ہی ✣

سوال (۴۲) اور خداوند نے جیسا کہ اُس نے فرمایا تھا سرہ پر نظر کی اور خداوند نے جیسا کہ کہا تھا سرہ کے لئے کیا چنانچہ سرہ حاملہ ہوئی (پیدایش ۲۱: ۱ و ۲) ✣

(محقق) غور کیجئے کہ سرہ ملاقات ہوتے ہی کیسے حاملہ ہو گئی اس میں کچھہ راز ہی۔ کیا سوائے خدا اور سرہ کے تیسرا کوئی حمل ٹھہرنے کا ذریعہ موجود ہی۔ ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ سرہ خدا کی عنایت سے حاملہ ہوئی ✣

(رہبر) آپ کے اس بیہودہ خیال کا جواب اُسی آیت میں موجود ہی۔ اگر نہ سوجھے تو کوئی

کیا کرے" خداوند نے جیسا کہا تھا . . . سرہ حاملہ ہوئی"۔ کیونکہ خدا کے نزدیک کوئی بات مشکل نہیں ہے" اس معجزہ سے خدا نے اُن دونوں پر اپنے تئیں صادق القول اور قادر ثابت کیا۔ پنڈت جی کو وید والے پرجاپتی اور اُس کی بیٹی والا قصہ یاد آ یا ہوگا اور اُس کو آڑ کرنے کے لئے خدا پر یہہ کفر بول دیا۔ پنڈت جی یہہ آپ کی فتنہ باز روح کی بناوٹ ہے۔ مصنف کتاب کا یہہ منشا ہرگز نہیں ہے کیونکہ وہ ہمیشہ خدا کی بات میں قدرت ثابت کرتا ہے +

سوال (۴۵) تب ابراہام نے صبح سویرے اُٹھکر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اُس کے کاندھے پر دھر کر دی اور اُس لڑکے کو بھی اور اُسے رخصت کیا وہ روانہ ہوئی . . . تب اُس نے اُس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور آپ اُس کے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دُور جا بیٹھی اور چلاّ چلاّ کر روئی تب خداوند نے اُس لڑکے کی آواز سُنی (۲۱: ۱۴-۱۷) +

(محقق) اب دیکھیے! عیسائیوں کے خدا کا تماشا کہ پہلے تو سرہ کی طرفداری کرکے ہاجرہ کو وہاں سے نکلوا دیا۔ اور وہ چلاّ چلاّ روئی اور پھر ہاجرہ اور اُس کے لڑکے کی آواز سُنی یہہ کیسی انوکھی باتیں ہیں؟ خدا کو شک گذرا ہوگا کہ یہہ بچہ ہی روتا ہے۔ سوائے ایک معمولی آدمی کی باتوں کے کیا یہہ خدا اور خدا کا کلام کبھی ہو سکتا ہے؟ اس کتاب میں چند ایک سچی باتوں کے سوا باقی تمام خرافات بھرا ہوا ہے +

(رہبر) کیوں عقل نے دھوکہ دیا آپ غور کیجئے۔ اِس بیان سے بائبل نے اپنے حسب معمول پھر خدا کے خاص انتظام اور پروردگاری کا ثبوت دیا ہے نہ کہ معمولی آدمی کی سی باتیں بنائی ہیں۔ خدا نے جو ہاجرہ کو نکلوا دیا تو اُس کے دو سبب بیان کئے گئے ہیں۔ ایک یہہ کہ تیری نسل اضحاق سے کہلائیگی" (آیت ۱۲) نہ کہ اسمٰعیل سے (گو سرہ اس بات کو نہ جانتی تھی) اس لئے اُس کا تیرے گھر سے جانا ضرور ہے۔ دوسرے یہہ کہ اسمٰعیل کا نکالا جانا اُسکی بربادی کا باعث

نہ ہوگا کیونکہ اُس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کرونگا اِس لئے کہ وہ بھی تیری نسل ہے (آیت ۱۳) کیا ایسا انتظام اور اُس کی ایسی پیش بینی معمولی آدمی کی سی باتیں ہیں؟

پھر خدا نے اُس لڑکے کی بابت ہاجرہ کو پہلے کہدیا تھا کہ وہ لڑکا عمر دراز ہوگا اور اُس کی اولاد کثرت سے ہوگی (پیدایش ۱۶: ۹-۱۲) مگر ہاجرہ اُس جنگل میں پانی کے نہ ہونے کے سبب لڑکے کو لب جان دیکھکر وہ سب وعدے بھول گئی یا یقین نہ جانا اور سمجھا کہ لڑکا مر رہا ہے اور اُس کے لئے رونے لگی مگر خدا اپنا وعدہ پورا کرنا جانتا ہے اور اِس لئے اُس مصیبت میں خدا نے اُس کی سُنی اور مدد کی۔ کیا ایسی اعلیٰ اور خاص پروردگاری معمولی آدمی کی سی بات ہے؟

پھر خدا کو شک نہیں گذرا تھا کہ یہ بچہ ہی روتا ہے حالانکہ روتی تھی ما۔ کیونکہ اِس بیان سے کہ خداوند نے اُس لڑکے کی آواز سُنی ظاہر ہے کہ وہ لڑکا بھی پیاس کے مارے رونا یا سسکتا تھا اور اگر ماں کی طرح زور سے چلا نہ سکتا ہوگا مگر اُس کی قریب المرگ حالت خداوند کو پکار رہی تھی اور اِس لئے لکھا ہے کہ خداوند نے لڑکے کی آواز سُنی جس کے لئے ہاجرہ رو رہی تھی اور لڑکے سے ایک تیر کے ٹپے پر دُور بیٹھی تھی تاکہ اُس کا مرنا نہ دیکھے اور اُتنی دُور سے اپنے سسکتے لڑکے کی آواز بھی نہ سُنتی ہوگی مگر خداوند نے اُس کی آواز سُنی جسکو ہاجرہ اپنی طرف سے مارچکی تھی۔ خدا کی حاضر ناظری اور غیب دانی اور وعدہ وفائی کی یہ کیسی زبردست نظیر دی گئی ہے۔ پنڈت جی بہت ہی بہک گئے جو اِس واقعہ کو معمولی آدمیوں کی سی باتیں کہدیا اور اِس میں خدا کا ہاتھ نہ دیکھا۔ آئندہ یاد رکھئے کہ بائبل کی ایک بات بھی بیکار نہیں ہے +

سوال (۴۶)۔ پیدایش ۲۲ باب۔ اِن باتوں کے بعد یوں ہوا کہ خدا نے ابراہام کو آزمایا اور اُسے کہا کہ اے ابراہام وہ بولا کہ دیکھہ میں حاضر ہوں تب اُس نے کہا کہ تو اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے کو جسے تو پیار کرتا ہے اضحاق کو لے اور زمین موریاہ میں جا اور اُسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤنگا سوختنی قربانی کے لئے چڑھا +

اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور اُسے قربانگاہ میں لکڑی کے اوپر دھر دیا۔ اور ابراہام نے اپنا ہاتھ بڑھا کے چھُری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ دوہیں خداوند کے فرشتے نے اُسے آسمان سے پکارا کہ ای ابراہام ای ابراہام وہ بولا میں حاضر ہوں۔ پھر اُس نے کہا کہ تو اپنے ہاتھ لڑکے پر مت بڑھا اور اُسے کچھ مت کر کہ اب میں نے جانا کہ تو خدا سے ڈرتا ہی (پیدایش ۲۲: ۱ و ۲ و ۹ تا ۱۲) +

(محقق) اب یہہ صاف ظاہر ہوگیا کہ بائبل کا خدا محدود العقل ہی علیم کل نہیں۔ اور ابراہام بھی ایک سادہ لوح آدمی تھا نہیں تو ایسی حرکت کیوں کرتا؟ اور اگر بائبل کا خدا علیم کل ہوتا تو اُس کے آئندہ اعتقاد کو بھی ہمہ دانی سے جان لیتا +

(رہبر) پنڈت جی ابراہام جیسے ایماندار اور فرمانبردار آدمی کو سادہ لوح کہتے ہیں۔ نہ معلوم پھر ایماندار کس قسم کا آدمی ہوگا؟ کیا وے جو خدا سے بگڑ پڑیں اور جو کچھ خدا کہے اُس کی پروا نہ کریں وہ بہادر دوراندیش ایماندار اور فرمانبردار ٹھہرینگے؟ ایسے رنگین دل والے سدوم اور عمورہ کے لوگوں اور لوط کی جورو کا حال خدا نے دکھا دیا تھا۔ مگر ابراہام جیسے سادہ لوح کو جو سادگی اور فروتنی سے خدا پر ایمان لایا خدا نے اقبالمند کیا اور دنیا کی سب قوموں کے لئے برکت کا باعث کیا جسکا دُنیا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتی رہی ہی اور آجکل کر رہی ہی۔ کاشکہ سارے آدمی ابراہام کی طرح سادہ لوح بنیں۔ اور ابراہام کی طرح سورج پرستی اور چاند اور ستارہ پرستی کو چھوڑ کر سچّے اور زندہ خدا کو مانیں۔ پس پنڈت جی ابراہام ایسا سادہ لوح آدمی نہیں تھا جیسا آپ گمان کرتے ہیں بلکہ اُس نے خوب سمجھ لیا تھا کہ خدائے قادر کی بات ماننے میں سلامتی ہی اور نہ ماننے میں نقصان ہی! ور اس خاص امر میں وہ جانتا تھا کہ خدا کے فضل سے اُس کو بیٹا ملا ہی۔ اُس کو مارنا اور جِلانا بھی اُسی قادر کے اختیار ہی۔ اس لئے بلاچون وچرا خدا کے حکم بموجب اُس کو قربانی کرنے پر آمادہ ہوا (دیکھو آیت ۸) +

باقی یہہ بات کہ اگر خدا ہمہ دان ہوتا تو ہمہ دانی سے اُس کے آیندہ اعتقاد کو بھی جان سکتا تھا مگر اُس کی آزمایش کرنے سے وہ ہمہ دان نہیں ٹھہرتا اُس کو آپ یوں دیکھیں کہ خدا اُسکے آیندہ اعتقاد کو جانتا تھا کہ وہ حکم برداری میں قایم رہیگا۔ لیکن اس ہمہ دانی سے ایک تو ابراہام سے اُس کے اپنے اعتقاد کی پختگی کا تجربہ غائب رہتا اور دوسرے وہ اوروں کے واسطے ایمان کا نمونہ نہ ٹھہر سکتا جو جو سلوک ابتک خدا نے اُس کے ساتھہ کیئے تھے اُن میں ظاہراً وہی باتیں ہوتی گئیں جن سے ابراہام کا فائدہ ہوتا اُس کے نقصان کا کوئی سلوک نہ ہوا تھا۔ اِس لیئے یہہ آزمایش اگرچہ سخت تھی لیکن درکار تھی۔ لہذا جب اس غرض سے خدا نے اُس کی آزمایش کی تو اُس وقت اُس کی خاطرجمعی کے لیئے اپنی طرف سے بھی کہا کہ اب میں نے جانا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے۔ اور اس آزمایش اور اپنے قول کو اپنے علیم کل ہونے کے محیط میں گم ہی نہ رکھا تھا *

سوال (۲۷) (مُردوں کو دفن کرنا یا جلانا چاہیئے) ہماری قبرگاہوں میں سے سب سے اچھے قبرگاہ میں اپنے مُردے کو گاڑ۔ (باب ۲۳۔ آیت ۶) *

اس آیت کی بنا پر پنڈت جی نے مُردوں کو دفن کرنے کے برخلاف بحث کی ہے اور مُردہ کا جلانا سب سے بہتر بتلایا ہے۔ اگرچہ اس مقام میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ مُردے گاڑنے کی بابت خدا نے حکم دیا تھا بلکہ یہہ بنی حت اور ابراہام میں قبرگاہ کی خرید فروخت کا بیان ہے۔ تاہم چونکہ مُردوں کو دفن کرنے کا رواج بنی اسرائیل اور عیسائیوں میں ایک سنت ہوگیا ہے اس لیئے ہم پنڈت جی کی بحث کو اپنی توجہ کے تحت میں لاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے انسان کے گناہ کے بدلے میں یہہ قانون مقرر کیا گیا تھا کہ "تو خاک ہے اور پھر خاک میں جایگا"۔ (پیدایش ۳: ۱۹) اور لاش کے ساتھہ خواہ کوئی سلوک کیا جاوے آخر خاک میں مل جاتی ہے۔ خواہ براہ راست خواہ پھر کر۔ مُردے دفن کرنے کے برخلاف اور جلانے کی تائید میں تین خیال پیش کیئے ہیں۔ پنڈت

جی کا پہلا خیال یہہ ہی کہ مُردے دفن کرنے سے دُنیا کی صحت کو نقصان پہنچتا ہی +

(محقق) مُردے دفن کرنے سے دُنیا کو بہت نقصان پہنچتا ہی - وہ سڑکر ہوا کو بدبودار کردیتے ہیں اور اس بدبو سے بیماری پھیلتی ہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مردہ کو پانی میں بہا دینا اس کی نسبت کچھہ کم بُرا ہی کیونکہ اُسے دریائی جانور اُسی وقت چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں مگر استخواں یا فضلہ پانی میں رہ جاتا ہی وہ سڑکر جہان کو ضرر پہنچاتا ہی - مُردہ کا جنگل میں چھوڑ آنا اُس کی نسبت کچھہ کم خراب ہی کیونکہ اس کو گوشت خور حیوان و پرند نوچکر کھا جائیں گے تاہم اس کی ہڈیوں کی رطوبت اور غلاظت سڑکر جس قدر بدبو پھیلائیگی اُسی قدر دنیا کو نقصان پہنچیگا - اور مُردہ کا جلادینا تو سب سے بہتر ہی کیونکہ جلانے سے سب اشیا ذرّہ ذرّہ ہوکر ہوا میں منتشر ہو جاتی ہیں +

(رہبر) اس سے یہہ حاصل ہوا کہ جتنے مُردے جلائے جاتے ہیں اُن کی بدبو سے ہوا خراب نہیں ہوتی اور بیماری نہیں پھیلتی - مگر دریاؤں اور سمندر میں اور خشکی پر جو فضلات بغیر جلائے رہ جاتے ہیں وہ بیماری پیدا کرتے ہیں - اور ہمیں امید ہی کہ پنڈت جی کی اس ہمدردی کی پیروی میں اُن کے پیرو آیندہ انتظام کرینگے کہ خشکی پر جو جانور خود مرجاتے یا درندے جانوروں سے مارے جاتے اور اُن کی ہڈیاں جنگلوں وغیرہ میں پڑی سڑتی ہیں اور اس خوراک کو کھاکر جو میلا وہ جانور کرتے ہیں یہہ سب جلائی جایا کریں - اور ایسا ہی سمندر کے جانوروں کے فضلات کو سمندر میں جلانے کا انتظام کرینگے ایسے انتظام سے دُنیا کا بہت بھلا ہوگا اور جو عفونت پانیوں اور زمین پر سے ہوا کو خراب کرتی ہی وہ بند ہو جائیگی - کیونکہ مُردے دفن کرنے سے ہوا کے بدبودار ہونے کا ایسا اندیشہ نہیں ہی جیسا کہ خشکی اور تری کی ان کھلی لاشوں اور فضلات سے ہی - کیوں صاحب کب تک اس انتظام کی انتظاری کریں ؟ اور یا کہ مردے جلانے کے

لئے یہہ صرف زبانی جمع خرچ ہی +

پھر اس سے آپ انکار نہیں کرسکتے کہ مُردے جلانے سے بھی ہوا کثیف ہوجاتی ہی کیونکہ کسی چیز کے جلنے سے آکسی جن صرف ہوتی ہی اور اُس کے جلنے سے وہ فاسد گیس پیدا ہوجاتی جس کو کاربانک ایسڈ گیس کہتے ہیں اور یہہ ہوا کا جزو ہوجاتی ہی۔ حالانکہ لاش دفن کرنے اور صندوق میں رکھہ کر دفن کرنے اور اس پر پختہ عمارت کر دینے سے لاش کی عفونت منتشر نہیں ہوتی بلکہ دب جاتی ہی اور خاک کے ذرّوں میں مِلکر مرجاتی ہی۔ اور اگر احتمال ہو کہ زمین کے مساموں میں سے دبی لاشوں کی بدبو کسی قدر نکلتی اور ہوا کو خراب کرتی ہی تو یہہ خرابی نیچر کے اپنے قدرتی عمل سے وہیں ہی دور ہوجاتی ہی جیسے جلتی ہوئی لاش کی بدبو کے لئے پنڈت جی نے عذر کیا ہی۔ لہذا حفظ صحت کی رو سے مُردے جلانے پر پنڈت جی کی بحث کچھہ کچّی سی نکلی +

(محقق) باقاعدہ جیسا کہ وید میں لکھا ہی مُردہ جلائیں تو کچھہ نقصان نہیں ہوتا +

مُردہ کے لئے تین ہاتھہ گہری ساڑھے تین ہاتھہ چوڑی پانچ ہاتھہ لمبی ویدی جسکی سطح ڈیڑھ بالشت ڈھلوان ہو کھودنی چاہئے۔ جسم کے وزن کے برابر گھی لینا چاہئے اور فی سیر گھی میں ایک رتی کستوری اور ایک ماشہ کیسر ڈالنی چاہئے کم از کم آدھہ من صندل ڈالے زیادہ چاہے مقدور ہو اگر تگر۔ کافور۔ وغیرہ اور پلاس (ڈھاک) وغیرہ کی لکڑیاں ویدی میں جمانی چاہئیں اور اس پر مردہ رکھہ کر پھر چاروں طرف ویدی کے اوپر منہہ کی طرف سے ایک ایک بالشت تک بھر کر (مردہ کو) جلایا جاوے تو بالکل بدبو نہ پھیلیگی +

اِسی (عمل) کا نام انتشٹی۔ نرمیدہ۔ اور پُرش میدہ یگ ہی +

(رہبر) پنڈت جی نے پھر اپنی یہہ ایک معمولی گپ چلائی ہی۔ آپ اُن شوقین آدمیوں میں سے معلوم ہوتے ہیں جو پہلے کسی قسم کا بھلا یا بُرا خیال جما لیتے ہیں اور پھر اپنی مقدس کتابوں کو اُس کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہہ نہیں کہ اپنے خیالوں کو مقدس کتابوں کے مطابق

کریں۔ ہم خدا اور دنیا کی پیدایش کی بابت پنڈت جی کا یہہ حال دکھا چکے ہیں۔ اب یہہ ایک اور مثال ہی اور اس کے جواب میں یہہ کہتا ہوں کہ:۔

اوّل ویدمیں مُردہ جلانے کا حکم یا دستور نہیں تھا بلکہ دفن کرنے کا تھا۔ دیکھو رگوید منڈل ۱۔ منتر ۱۸۔۱۰+

آیت ۱۰۔۱۲ میں بیان ہی کہ لاش اور دھرتی ماتا کو دفن کے وقت کس طرح مخاطب کیا جاتا تھا+

۱۰۔ اپنے تئیں دھرتی ماتا کی۔ وسیع دھرتی کی گود کی طرف پھر رجوع کرا۔ جو مہربان اور حلیم ہی+

۱۱۔ اے دھرتی۔ اپنے تئیں اُبھار (یا کھول دے) اپنے تئیں زور سے نیچے کو نہ دبا۔ اسے آرام سے اپنے پاس آنے دے۔ نرمی سے اسکی خبر رکھ+

اے دھرتی جس طرح ماں اپنی چادر اپنے بچے کے گرد لپیٹتی ہی اُسی طرح تو اُسے ڈھانپ لے

۱۲۔ اب اُبھری ہوئی زمین حرکت سے آزاد ہو۔ ہاں ایک ہزار مٹی کے ڈھیلے اس پر (مُردہ پر) بنے رہیں۔ (رگوید گرفتھ صاحب) +

اِس بیان سے لاش کو دفن کرنا اور اس پر استھون بنانا صاف ظاہر ہی۔ یہہ کر کے پتروں اور یم سے عرض کی جاتی تھی کہ اس استھون کو قایم رکھیں۔ (آیت ۱۳) +

سر مانیر ولیمس صاحب لکھتے ہیں کہ ویدک زمانہ کے بعد جب آسوالا نیہ اور گریہا سوتروں کا زمانہ آیا۔ غالباً ۵ یا ۶ سو برس مسیح سے پہلے مُردوں کو جلا دینے کا رواج عام ہونے لگا تھا سوائے بچوں* اور بڑے بڑے سنتوں کے۔ اور مُردہ کو جلانے کی جب اور سب رسمیں ہوچکیں

*(نوٹ) ستیارتھ پرکاش کا مترجم لوٹ کرتا ہی کہ بعض لوگ اکثر مُردہ بچوں کو مسلمانوں کی طرح دفن کر دیتے ہیں یہہ بُری رسم ہی چھوٹے مرے ہوئے بچوں کو بھی باقاعدہ جلانا ہی چاہئے۔ مگر یاد رہے کہ یہہ بُری رسم مسلمانوں کی تقلید پر نہیں ہی

ہیں۔ جیسے چتا والی جگہ پر شمی درخت کی ڈالی سے پونر جل چھڑکنا۔ اُس جگہ کے گرد اگر دپونر اگ کا رکھا جانا اور پھر ویدی پر لکڑیاں چُننا اور پھر اُس چتا پر کُوشا گھاس بچھانا اور اس کے ساتھ کالی بکری کی کھال بھی اور اُس پر لاش کا رکھنا۔ تب گائے یا کالی بکری کے گوشت کے ٹکڑے مُردہ کے دونوں ہاتھوں میں اور بدن کے مختلف حصوں پر رکھے جاتے تھے اور تین اگن لگا دی جاتی تھی +

پنڈت جی نے جو خوشبودار مصالحہ کی فہرست دی ہی اُس میں گائے یا کالی بکری کے گوشت کا ذکر نہیں کیا صرف اسی لئے نہ کیا ہوگا کہ اب اُس کا رواج بند ہی +

جنازہ اور سراُدہ کی موجودہ رسم کے لئے گرُوڑ پران بڑی سند ہی مگر یہہ غالباً ننشہ یا ننشا کی تصنیف ہی۔ اُس میں مُردہ کو جلانے کے متعلق یہہ رسمیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ چتا کے لئے جگہ چُنی جاتی ہی۔ پونر جل سے اُس کو پاک کیا جاتا ہی۔ مٹی سے اُس پر ایک ویدی بنائی جاتی ہی۔ اور آگ میں دانے ڈالنے سے ہوم کی رسم ادا کی جاتی ہی۔ پھر تلسی اور پلاس اور صندل کی لکڑیوں سے چتا چنی جاتی ہی۔ چاول کے پانچ پنڈ مُردہ کے بدن پر رکھے جاتے ہیں اور سب سے بڑا بیٹا باپ کو آگ لگاتا ہی اور رگوید منڈل ۱۰ منتر ۷۱ کی آیت ۳ بولی جاتی ہی۔ آگ میں گھی بھی ڈالا جاتا ہی اور اگنی دیوتا سے دعا کی جاتی ہی کہ مُردہ کو آسمان پر لیجاوے

Religious Thought and Life in India. Chapter. XI.

پنڈت جی کی فہرست کی چند ایک باتیں گرُوڑ پران والی رسم کے ساتھ ملتی ہیں مثلاً گھی صندل۔ پلاس مگر وید میں آپ کی فہرست کا کوئی ذکر نہیں۔ دیگر بات یہہ ہی کہ وہ لوگ مُردہ کو گھی وغیرہ کے ساتھ اِس لئے نہیں جلاتے تھے کہ ہوا صاف ہو جائے یا کہ مُردہ کی بدبو نہ پھیلے مگر اِس لئے کہ وہ مُردہ آسمان میں پہنچایا جاوے۔ مردہ کی بدبو دُور کرنے کے واسطے ویدوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۔ بلکہ اِس وقت سے جاری ہی جب مردہ جلانے کی رسم جاری کی گئی تھی۔ (رہبر)

اور یونانیوں میں رواج تھا کہ پھول وغیرہ کے ساتھ مُردہ کو دفن کرتے تھے۔ اور مصریوں میں تو قسم قسم کے خوشبودار مصالحہ مردہ کے اندر بھرنے اور باہر لگانے کا دستور تھا۔ اس عمل کے اُن میں تین طریقے تھے جو امیر اور غریب اپنی اپنی حیثیت کے موافق عمل لاتے تھے۔ اُن خوشبودار چیزوں میں سے بعض یہہ ہیں۔ مُر۔ لُبان۔ دارچینی۔ بلسان۔ نمک۔ دیودار کا تیل کھجور کی شراب اِس میں مُردہ کو بہت دنوں تک تر رکھتے تھے +

یہودیوں کے دستور کے لئے دیکھو یوحنا ۱۹: ۳۹ و ۴۰ اور پیدائش ۵۰: ۲ و ۳۔ اور ۲ تواریخ ۱۶: ۱۴ +

دوم۔ مُردہ کو جلانے کے عمل کا نام پرش میدہ یگ نہیں ہے۔ پُرش میدہ یگ مُردونکو جلانے کی رسم نہیں تھی بلکہ زندہ آدمیوں کو بلدان کرنے کی رسم تھی۔ پنڈت جی اس بیان سے بھی دھوکہ دے گئے ہیں۔ پرش میدہ کا ذکر کالے یجر وید کے تیتریہ براہمنہ میں مفصل پایا جاتا ہے لیکن ڈاکٹر میکڈونلڈ صاحب کہتے ہیں کہ اِس براہمنہ سے قریباً تین یا چار سو برس بعد ست پتھ براہمنہ میں یہہ رسم قربانی بطور نقلی نمونہ کے ہوگئی تھی اور بلدان ہونے والے جاندار چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ دیکھو۔ Brahmanas of the Vedas by Dr. R. S. Mcdonald. Chap. 6. جس میں یجر وید کے براہمنہ اور ست پتھ براہمنہ سے پرش میدہ کی بابت پورا پورا اقتباس کیا گیا ہے۔ یہہ کتاب ہندوؤں کے پڑھنے کے قابل ہے +

پنڈت جی کا دوسرا خیال۔

(محقق) مُردہ کے لئے کم از کم چھہ ہاتھہ لمبی اور چار ہاتھہ چوڑی زمین درکار ہے۔ اس حساب سے سو ہزار لاکھہ یا کروڑ آدمیوں کے لئے کس قدر زمین بیفائدہ رُک جاتی ہے*۔ نہ وہ کھیت

* غالباً اسی خیال سے ویدک آریہ گھوسیوں یا کچھی واسوں کی طرح رہتے تھے۔ اور سڑکیں نہ بناتے تھے نہ مکانات

نہ باغیچہ نہ آبادی کے کام میں آسکتی ہے۔ اس لئے مُردہ کو دفن کرنا سب سے بڑا ہے۔۔۔۔ دفن کرنے کی حالت میں جتنی زمین خراب ہو جاتی ہے اتنی جلانے کی حالت میں نہیں ہوتی+

(رہبر) اس خیال کی تردید میں دو حقیقتیں موجود ہیں:-

ایک یہہ کہ باوجود کروڑہا آدمیوں کے دفن کئے جانے کے ابتک باغوں اور بستیوں کے لئے کافی سے زیادہ زمین موجود ہے بلکہ بہت غیر آباد پڑی ہے۔ اور قبرستان بھی ہر شہر اور گاؤں میں ہیں۔ ہزار ہا برس گذر گئے مگر باغوں اور مکانوں کے لئے زمین کی کمی نہیں بلکہ اس زمانہ میں تو بہت زمین سڑکوں اور ریل کی سڑکوں اور عجائب خانوں اور تالابوں اور قلعوں اور چھاؤنیوں سے رک گئی ہیں اور پھر بھی قبرستانوں کے لئے زمین کی کمی نہیں ہے۔ یہہ اُن تمام ملکوں میں حال ہے جہاں قدیم زمانہ سے مردے دفن کئے جاتے رہے ہیں یعنی یونان اور اٹلی اور مصر اور مغربی ایشیا اور یوروپ میں اور ہندوستان میں بھی پنڈت جی زمین کے لئے کیوں ایسے فکرمند ہو گئے؟ صرف مُردہ جلانے کے لئے دلیل گھڑنے کی خاطر اگر اس دلیل کے لئے زمین پر تو کوئی جگہ نہیں ہے کسی سمادھ میں ٹانگ چھوڑ دیئے+

دوسری حقیقت یہہ ہے کہ مسٹر روزن ملر صاحب لکھتے ہیں کہ "پلسٹائن کے جنوبی پہاڑ اطراف میں چٹانوں میں قدرتی غار بنے ہوئے ہیں جو آسانی سے قبروں کا کام دیسکتے ہیں اور سرہا پلسٹائن۔ مصر۔ سسلی۔ اٹلی۔ مالٹا۔ جزائر بلیارک وغیرہ میں ایسے غار ابتک پائے جاتے ہیں"۔ اس سے میدان کاشتکاری کے لئے بچے رہتے تھے۔ اور ابراہام نے بھی ایک غار قبرگاہ کے لئے خریدا تھا۔ لہذا پنڈت جی نے بیفائدہ اپنا خیال پریشان کیا۔ بنی آدم کے ہر کام کے لئے زمین کافی ہے+

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۔ کے لئے زمین سے اینٹ اور گارے کے لئے مٹی نہ کھودتے ہونگے کہ کہیں بڑے گڈھے پڑ کر زمین خراب نہ ہو جائے اور ریا سڑکوں وغیرہ کے فائدہ سے بیخبر رہے۔ (رہبر)

پنڈت جی کا تیسرا خیال +

(محقق) قبر کے دیکھنے سے خوف بھی پیدا ہوتا ہے اس لئے دفن کرنا وغیرہ بالکل ممنوع ہے +

(رہبر) پنڈت جی بوڑھے آدمی ہو کر ڈرپوک لڑکوں کی سی باتیں کرتے ہیں۔ قبرستان میں جانے سے اگر ڈر لگتا ہے تو کیوں لگتا ہے؟ اس خوف کے بانی ہندو ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ بعض قسم کے آدمیوں اور عورتوں کی روحیں بھوت یا پریت بن جاتی ہیں اور نقصان کرتی ہیں۔ اس خیال سے لوگ اور لڑکے نہ صرف قبروں سے بلکہ مسانوں میں جانے سے بھی ڈرا کرتے ہیں۔ باوجود اسکے سب لوگ نہیں ڈرتے۔ اور اگر اس خیال کے بغیر بھی لوگ قبروں سے ڈرتے ہوں تو اس کا سبب وہی ہو سکتا ہے جو کسی جنگل میں جانے یا اندھیرے میں کسی سنسان جگہ یا اجاڑ بستی میں جانے سے ہے یعنی ان جگہوں میں آدمیوں کی آمدورفت کم ہوتی ہے اگر زیادہ یا ہمیشہ آمدورفت رہے تو کسی جگہ سے ڈر نہیں آتا۔ میں نے یہہ باتیں اس لئے لکھی ہیں تاکہ ڈرپوک آدمیوں اور لڑکوں کو معلوم ہو جائے کہ قبروں سے ڈرنا صرف ایک خیال ہے۔ اور پنڈت صاحب جیسے لوگوں کو معلوم ہووے کہ مُردے دفن کرنے کے برخلاف یہہ محض بالکوں والی سوچ ہے +

پنڈت جی نے ایک اور خیال بھی پیش کیا جسکا محبّت سے کچھ تعلق ہے۔ چنانچہ

(محقق) اگر (مُردہ سے) محبّت کرتے ہو تو زمین میں کیوں دفن کرتے ہو؟ کیونکہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ تجھے زمین میں گاڑ دیویں تو وہ سنکر خوشی ہرگز نہ ہوگا +

(رہبر) اگر کوئی کسی دوسرے سے کہے کہ تیرے پیوتوں اگ لاواں" یا تیرے بچے بھناں"۔ تو کیا کچھ کم نادانی ہوگی؟ اگر مُردہ کی لاش پر مٹی ڈالنا یا اینٹ پتھر اور چونے سے قبر بنانا آپ کے خیال میں محبّت کی بات نہیں ہے تو کیا یہہ محبّت کے آثار ہیں کہ جیتے آدمی کے ساتھ تو کچھ پیش نہ چلی اور جب اُس کی روح کوئی لے گیا تو رشتہ دار لکڑیاں اور

آگ اور گھی لیکر اُس کے گرد ہو جاویں گو یا جتا ویں کہ اہنو کہاں جاتا ہے۔ تیری کھوپری پھوڑ ڈالینگے تیری ہڈیاں اور گوشت بھون ڈالینگے۔ تجھے جلا کے راکھ کر دینگے۔ کیا یہہ محبت کی حرکتیں ہیں؟ حالانکہ دفن کرنے میں نرمی اور ادب ظاہر ہوتے ہیں +

سوال (۲۸) خداوند میرے خاوند ابراہام کا خدا مبارک ہے جس نے میرے خاوند کو اپنی رحمت اور اپنی راستی سے خالی نہ چھوڑا۔ خداوند نے مجھے میرے خاوند کے بھائیوں کے گھر کی طرف راہ دکھائی (۲۴: ۲۷) +

(محقق) کیا وہ ابراہام ہی کا خدا تھا؟ اور جس طرح آجکل ہرکاری یار رہبر رہنمائی کرتے ہیں ویسا ہی خدا نے بھی کیا ہو گا +

(رہبر) خدا ابراہام کا خدا تھا۔ کیونکہ (۱) جب بابل کے برج کے بعد حامی اور یافتی اور سامی قومیں تتر بتر ہو گئی تھیں اور اُس بابل کے پہلے بادشاہ بیل۔ اسور یعنے نمرود کی ایجاد کی ہوئی بت پرستی اپنے ساتھ لے گئیں اور ایرانی اور ہندو آریہ بھی اُسی بیل۔ اُسور کو پوجتے ہوئے اپنے اصل وطن میڈیا سے نکلے تھے تو خدا نے اپنے تئیں ابراہام پر ظاہر کیا اور اُسے کہا کہ تو میرے حضور چل اور کامل ہو۔ اور (۲) ابراہام نے خدا کو اپنا خدا قبول کیا اور اُس کے حکم کے مطابق چلتا رہا تو کیا وجہ ہے کہ خدا کو ابراہام ہی کا خدا نہ کہا جاتا۔ اور وے سب جو ایمان کے وسیلے ابراہام کے عقیدہ میں شامل ہوتے ہیں وے سب خدا کو اسی طرح اپنا خدا جانتے ہیں اور خدا فقط اُنہیں کو اپنے لوگ جانتا ہے اور باقی سب بے خدا کہے گئے ہیں (دیکھو افسیوں ۲: ۱۲ و ۱۳۔ اور عبرانیوں ۸: ۱۰ بمقابلہ یرمیاہ ۳۱: ۳۱-۳۴) +

پھر ہرکاری رہبر کی بہ نسبت خدا کہیں بہتر رہبر ہے کیونکہ چھپے حالات سے واقف ہے۔ اور ہر مشکل کو دور کرنے پر قادر ہے اور یہہ آجکل کی بات نہیں ہے خدا دنیا کے شروع سے اپنے ایمانداروں کی رہبری کرتا رہا ہے۔ اور اب بھی کرتا ہے۔ ابراہام کے نوکر کی خدا نے رہنمائی کی تھی۔ جس طرح اُس نے

خدا سے دعا کی تھی (آیت ۱۲-۱۴) خدا اسکے مطابق حالات وقوع میں لایا اور نوکر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ تو نے مجھے راہ دکھائی (آیت ۲۷) خدا پر ہر انسان کا بھروسہ قائم کرنے کے لئے کلام اللہ میں ایسے اور اس سے بڑھکر زبردست واقعات قلمبند کئے گئے ہیں۔ اور خدا کے کلام میں انسان کی رہنمائی کے لئے ایسے واقعات نہ ہوں تو وہ کلام کس کام کا ہوگا ؟ (اقرنت ۱۰: ۱۱) +

(محقق) لیکن آجکل راستہ کیوں نہیں دکھاتا ؟ اور آدمیوں سے باتیں کیوں نہیں کرتا؟ ایسی باتیں خدا یا خدا کی کتاب کی کبھی نہیں ہوسکتیں بلکہ جنگلی آدمیوں کی ہیں +

(رہبر) یہہ دونوں کام آجکل بھی خدا کرتا ہی اور یہہ تین طرح سے۔ ایک تو اپنی روح پاک کے ذریعہ سے۔ دوسرے اپنے پاک کلام بائبل کے ذریعہ سے۔ تیسرے اپنے انتظام کے کاموں سے اور اس کا بیرونی ثبوت یہودیوں کی پراگندگی دین عیسوی کی روئے زمین پر ترقی اور قیام اور بت پرستی کا زوال اور دنیا میں اخلاقی اصلاح ہی۔ پنڈت جی یہہ کوئی باتوں کا کھیل نہیں واقعات کا معاملہ ہی۔ اور تعجب ہی کہ جنگلی آدمیوں نے ایسے محسن انقلاب دنیا میں جاری کر دیئے اور ایسی کامیابی کے ساتھہ۔ نہیں پنڈت جی مجبوراً ماننا پڑتا ہی کہ بائبل ضرور خدا ہی کا کلام ہی۔ اور آپ جانتے کہ اگنی اور ہوا۔ اور پرتھوی اور پانی کا استعمال تو سارے جنگلی اور پالو آدمی کم وبیش جانتے ہیں البتہ انگریز لوگ بہت زیادہ جانتے ہیں مگر یہہ چیزیں آدمی کی قسمت کی رہنما نہیں ہیں +

سوال (۲۹) یہہ اسمٰعیل کے بیٹوں کے نام ہیں۔ اسمٰعیل کا پلوٹھا نبیت اور قیدار اور ادبیل اور مبسام اور مشماع اور دومہ اور مسّا اور حدر اور تیمہ اور اطور اور نفیس اور قدمہ (۲۵: ۱۳-۱۵) +

(محقق) یہہ اسمٰعیل ابراہام کا بیٹا اُس کی لونڈی ہاجرہ کے بطن سے تھا +

(رہبر) اسپر محقق نے کوئی سوال نہیں کیا صرف اسمٰعیل کے بیٹوں کے نام لکھہ دیئے ہیں اِس لئے میں بھی اس کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں۔ صرف اتنا جتاتا ہوں کہ اسمٰعیل اور اُس کے بیٹوں کی بابت جو کچھہ پیدایش ۱۶: ۱۲ میں کہا گیا تھا وہ آجتک ثابت ہے اور یوں بنی اسمٰعیل یعنے عربی لوگ بائبل کی سچائی کا زندہ ثبوت موجود ہیں +

سوال (۳۰) میں تیرے باپ کے لئے اِن سے لذیذ کھانا جیسا کہ وہ چاہتا ہے پکواونگی اور تو اُسے اپنے باپ کے آگے لائیو تا کہ وہ کھاوے اور اپنے مرنے سے پہلیر تجھے برکت بخشے اور ربقہ نے اپنے بڑے لڑکے عیسو کی نفیس پوشاکیں جو گھر میں اُس پاس تھیں لیں اور اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب کو پہنائیں اور بکری کے بچّوں کی کھال اُس کے ہاتھوں اور اُس کی گردن پر جہاں بال نہ تھے لپیٹی۔ یعقوب اپنے باپ سے بولا کہ میں عیسو ہوں تیرا پلوٹھا۔ جیسا تو نے مجھ سے کہا میں نے ویسا ہی کیا۔ اُٹھہ بیٹھیئے اور میرے شکار میں سے کچھہ کھائیے تا کہ تو جی سے مجھے برکت بخشے (۲۷: ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹) +

(محقق) تعجب ہے کہ کس جھوٹھہ اور مکر و فریب کی برکت سے اولیا اور پیغمبر بن جاتے ہیں جب ایسے عیسائیوں کے ہادی دین ہوں تو اُن کے مذہب میں کیوں نہ گڑبڑ مچے +

(۱) (رہبر) بزرگوں کے گناہ آلودہ حالات بیان کرنے سے بائبل نے اُن کی نسلوں اور پیرووں کو یہہ جتایا ہے کہ اُن کے بزرگ اگرچہ مثل یعقوب کے نیک مرد کہے گئے ہیں (پیدایش ۲۵: ۲۷) اور وے بڑی بڑی عزت کو پہنچے معصوم نہ تھے اور اِس لئے اُن پر بھروسہ نہ رکھیں (یرمیاہ ۱۷: ۵) اور کہ جو اعزاز اُنہوں نے پایا تھا وہ خدا کی بخشش تھی +

(۲) عیسو اور یعقوب کے پیدا ہونے سے پہلے خداوند نے دونوں بھائیوں کی بابت ان کی ماں کو جتا دیا تھا کہ تیرے رحم سے دو اُمتیں نکلینگی اور ایک اُمت دوسری اُمت سے زورآور ہوگی اور بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا (پیدایش ۲۵: ۲۳) اس کے مطابق ضرور تھا کہ چھوٹا

یعنے یعقوب برکت پاوے اور ماں اسباب سے اضحاق کو آگاہ کر سکتی تھی اور اس حال میں یعقوب اور اُس کی ماں کے جھوٹھ اور فریب کی حاجت نہ تھی۔ تو بھی اُنہوں نے اپنی عقل کی چترائی کے مطابق اپنی تدبیر کی مگر خدا نے اپنا ارادہ اور وعدہ اُس کے باپ کی زبانی پورا کیا۔ اب بھی ایسا ہوتا ہی کہ انسان کچھہ سوچتا ہی اور خدا کچھہ کرتا ہی +

(۳) تسپر بھی یعقوب اپنی اُس فریب بازی کے سبب انتظام الٰہی سے ایسی حالت میں ڈالا گیا کہ اُس کو اپنے بھائی کے سامنے عاجزی کر کے معافی مانگنی پڑی (۳۳: ۳ و ۷ و ۱۰ و ۵) اور اپنے جیتے جی اُس برکت کے مطابق بڑے بھائی کا مخدوم نہ بننے پایا بلکہ اپنے تئیں اسکا خادم جتانا پڑا (۳۳: ۵ و ۷) اور خدا سے مدد کا طلبگار رہا (۳۲: ۳ و ۴) لہذا یہہ کہنا غلط ہی کہ جھوٹھ و فریب کی برکت سے اولیا و پیغمبر بن جاتے تھے۔ یعقوب کا عیسو سے پلوٹھے ہونیکا حق مول لے لینا اور پھر فریب کا کام کرنا اُس کے برکت پانے کا موجب نہ تھے۔ بلکہ کم اعتقادی کی بیجا کوشش تھی +

سوال (۱۳) اور یعقوب صبح سویرے اُٹھا اور اُس پتھر کو جسے اُس نے اپنا تکیہ کیا تھا لیکر ستون کھڑا کیا اور اُس کے سرے پر تیل ڈھالا۔ اِس مقام کا نام بیت ایل رکھا ... اور یہہ پتھر جو میں نے ستون کھڑا کیا خدا کا گھر ہوگا۔ (۲۸: ۱۸ و ۱۹ و ۲۲) +

(محقق) دیکھئے! جنگلیوں کے کام۔ اُنہوں نے پتھر پوجے اور پجوائے۔ اُسی مقام کو مسلمان لوگ بیت المقدس کہتے ہیں۔ کیا یہی پتھر خدا کا گھر ہی اور صرف اسی پتھر میں خدا رہتا تھا؟ واہ جی واہ! کیا کہنا؟ عیسائی لوگو سب سے بڑے بُت پرست تو تم ہی ہو +

(رہبر) واہ پنڈت جی کیا کہنے! اس جھوٹھ میں کیا سچ ہی! سچائی کی باچیاں بھی خوب کھلتی ہونگی۔ یہہ سراسر جھوٹھ ہی کہ یعقوب نے وہ پتھر پوجا تھا یا اوروں کے لئے معبود بنایا تھا۔ اور یہہ بھی غلط ہی کہ اُسی کو مسلمان لوگ بیت المقدس کہتے ہیں کیونکہ وہ تو مسیح سے بھی

پہلے برباد اور ویران ہوگیا تھا۔ البتہ وہ اپنے کعبہ کو بیت اللہ (بیت ایل) کہتے ہیں۔ صاف ذکر تو یہہ ہی کہ یعقوب نے اُس آسمانی رویا کی یادگار میں ایک پتھر کا ستون کھڑا کیا تھا۔ اور اُسپر جو تیل ڈالا تو یہہ اُس پتھر کو بطور مذبح کے عبادتگاہ مخصوص کیا اور منّت مانی کہ اگر خدا مجھے سفر سے صحیح سلامت واپس لایا تو اس جگہ مذبح بناؤنگا اور اُس نے ایسا ہی کیا (۳۵: ۱۰ و ۱۴) اور اُس الٰہی نظارہ کے سبب اُسکا نام بیت ایل رکھا تھا۔ مگر اُس پتھر کو کوئی فوقیت منسوب نہیں کی تھی۔ خیال رہے کہ خدا تو سب جگہ ہی مگر آدمی ہر جگہ نہیں ہو سکتا اِس لئے اسکو عبادت کیواسطے کسی ایک جگہ سامان کرنا پڑتا ہی مگر اُس پر یوں مغز مارنا کہ عیسائی فقط اُسی جگہ کو خدا کا گھر سمجھتے ہیں اور اُس جگہ کو پوجتے ہیں یا خدا کو اُس سے باہر معدوم سمجھتے ہیں صرف پنڈت جی کی دانستہ زیادتی ہی۔ بائبل ایسے معبود بنانے پر لعنت کرتی ہی +

پیدایش ۳۵: ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ سے ظاہر ہی کہ خدا نے مکرر یعقوب کو یہہ جتایا کہ مَیں خدائے قادر مطلق ہوں"۔ اور پھر یہہ لکھا ہی کہ "خدا اس جگہ سے اُٹھ گیا" یعنے وہ عارضی ظہور الٰہی اُس کی نظروں کے سامنے سے اُٹھ گیا پس یہہ دونوں حقیقتیں اُس پتھر اور اُس مذبح سے جُدا تھیں۔ اور پتھر یا مذبح جیسے کا تیسا پتھر یا مذبح ہی تھا۔ مگر یعقوب نے اُس ہمکلامی کی یادگار میں پتھر کا ستون کھڑا کیا تھا اور شکرگذاری کے لئے اُسپر نذر ادا کی تھی۔ اور بس۔ مگر جب لوگوں نے یربعام بادشاہ کے عہد میں وہاں بت پرستی یا مذبح پرستی جاری کردی تو خدا کے نبیوں نے سخت ملامت کی (۱۔ سلاطین ۱۳: ۲۸-۲۹) اور آخر خدا نے وہ جگہ ویران کروادی تھی (عموس ۳: ۱۴ و ۱۵) +

سوال (۳۲) اور خدا نے راخل کو یاد کیا اور خدا نے اُسکی سُن کے رحم کو کھولا اور وہ حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور بولی کہ خدا نے مجھ سے عار کو دُور کیا (۳۰: ۲۲ و ۲۳) +

(محقق) واہ! عیسائیوں کے خدا تو تو عجیب ڈاکٹر ہی۔ عورتوں کے رحم کھولنے کو کونسے

اوزار اور دوایاں رکھتا تھا کہ جن سے کھولا۔ یہہ تمام باتیں اندھا دھند ہیں +

(رہبر) انسانوں میں ایک دوسرے کے علاج کرنے کے واسطے تو ایک قسم کے اوزار اور دوایاں عیسائیوں کے خدا نے عیسائی ڈاکٹروں کو معلوم کروا دیئے ہیں جن سے وہ اب آریہ ورت کی عورتوں کے رحم بھی کھولا کرتے ہیں۔ سرکاری اور مشن کے ہسپتالوں میں اُن کا ملاحظہ ہو سکتا ہی کہ کیسے اوزار اور کیسی ادویات ہیں +

مزید براں پنڈت جی ذرہ دھند میں سے نکل کر صفائی سے پڑھیں کہ مقام پیش کردہ میں اوزار و اور دوایوں کا کوئی ذکر نہیں ہی۔ اِس لیئے دوسری قسم اوزاروں وغیرہ کی کوئی از غیبی بات تھی اور وہ امر ربی تھا۔ اور بائبل اس سے یہہ ثابت کرتی ہی کہ خدا کی قدرت کا کوئی انت نہیں وہ انیک طرح سے اپنی مخلوق چیزوں پر اثر کر سکتا ہی۔ اور کہ انسان کی پیداواری بھی اُس کے اختیار میں ہی۔ اور اگر آپ ذرہ ہوش کے ساتھہ سوچتے تو بائبل کے بیان پر ایسی بناوٹ نہ گھڑتے اور صاف دیکھتے کہ ڈاکٹر لوگ تو بنے ہوئے بچہ کو اوزاروں وغیرہ سے صرف باہر نکال سکتے ہیں مگر اُس خداوند قادر نے صرف حکم کے زور سے بانجھہ کے رحم میں بچہ بنا دیا تھا۔ پنڈت جی۔ آپکی واہ تو چڑ گئی۔ اور بائبل کا خدا خدائے قادر ثابت ہی +

سوال (۳۳۴) پھر خدا لابن ارامی کے خواب میں رات کو آیا اور اُسے کہا کہ خبردار تو یعقوب کو بھلا بُرا مت کہیو۔ کیونکہ تو اپنے باپ کے گھر کا بہت مشتاق ہی۔ لیکن کس واسطے تو میرے معبودوں کو چرا لایا ہی (۳۱: ۲۴-۳۰) +

(محقق) یہہ ہم نمونہ کے طور پر تحریر کرتے ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کو خواب میں آیا۔ اُن کے ساتھہ باتیں کیں۔ بیداری میں ہو بہو ملا۔ کھاتا پیتا۔ آتا جاتا رہا۔ اس قسم کی باتیں بائبل میں لکھی ہیں لیکن اب نہیں معلوم کہ وہ ہی یا نہیں ؟ کیونکہ اب کسی کو خواب میں یا بیداری میں بھی نہیں ملتا

(رہبر) جو جو نمونے آپ نے پیش کیئے ہم نے ہر ایک کا جُدا جُدا بیان کھول کے سمجھا دیا اور

کل کا اصل منشا بھی واضح کر دیا اور دکھلا دیا کہ جس جس صورت یا سبیل سے خدا اپنے بندوں کے ساتھ کلام کرتا اور اُن کے پاس آتا جاتا تھا۔ یعنے رویت یا خواب یا انسانی صورت میں اُس سب کی غرض یہہ تھی کہ خدا اپنی خدائی اور قدرت ابراہام اور اسکی نسل اپنی برگزیدہ قوم پر ثابت کرے (دیکھو استثنا ۴: ۳۲-۳۷) پھر ملاکی نبی سے مسیح کے زمانہ تک یہہ طریق بند رہا۔ لیکن مسیح کے زمانہ سے پھر شروع ہوا اور جس طرح عہد عتیق کے ذریعہ خدا نے اپنی خدائی اور مرضی ثابت کر دی تھی اسی طرح سے مسیح خداوند کے آنے سے کل دنیا کی نجات کے لئے خدا کا مُدعا اظہار و ثبوت محبت کا طی ہو گیا اور ثابت ہوا اور قرار پاگیا کہ خداوند یسوع مسیح دُنیا کا نجات دہندہ برحق ہی تو کلام اللہ بائبل بھی مکمل ہو گیا اور اب خدا سے باتیں کرنے کا ذریعہ وہی کلام ہی جو خدا کی روح پاک کی تلوار ہی (افسیوں ۶: ۱۷) اور سچائی ہی (یوحنا ۱۷: ۱۷) اور چراغ ہی (زبور ۱۱۹: ۱۰۵) اُس کے ذریعہ سے روح قدس نادیدنی طور پر ایمانداروں کے اور گنہگاروں کے دل پر بھی اثر کرتا ہی۔ قوت بخشتا ہی بدی کو ترک کرنے اور خدا کی طرف بڑھنے کی قوت اور ایماندار اپنی زندگی کی تبدیلی سے خدا کی حضوری کو مانتا ہی۔ اِس لئے اب وہ پہلے عارضی طریق بند ہیں۔ مگر خدا حی القیوم اور اسکا کلام بھی باقی ہی۔ پنڈت جی آپکے حال پہ افسوس ہی! جس طریق سے خدا نے بنی آدم کے ساتھ کلام کرنا اور اُن کی سُننا مقرر کیا ہوا ہی آپ اُسکو بگاڑنے کی کوشش کر گئے۔ مگر بگڑا کچھ نہیں آپ کی بناوٹی میل سب پھٹک دی گئی ہی۔ اور آپ کی قابلیت معلوم ہو گئی +

(محقق) عیسائیوں کا خدا بھی پتھر ہی کو معبود مانتا ہی۔ ورنہ معبودوں کا چرانا کیوں کہا

(رہبر) صرف اتنی گفرت گھڑنے کے واسطے پنڈت جی نے اقتباس کرنے میں ۲۴ اور ۳۰ آیت کو اکٹھا کر دیا ہی اور شاید دیدہ دانستہ بدنیتی سے ایسا کیا ہی کہ لابن کے سوال کو خدا کے ذمہ لگایا ہی۔ یعنے لابن آرامی نے یہہ سوال یعقوب سے کیا تھا کہ تو میرے معبودوں کو کس

واسطے چرالایا؟ نہ کہ خدا نے کیا تھا کیا اپنی اس جہالت کی شیخی پر اُن عبرانی بزرگوں کو جنگلی کہتے ہو جن کو خدا نے سورج اور چاند ستارے پرستوں میں سے الگ کیا اور اپنا عرفان بخشا تھا +

سوال (۳۴) اور یعقوب اپنی راہ چلا گیا اور خدا کے فرشتے اُسے آملے اور یعقوب نے اُنہیں دیکھ کر کہا کہ یہہ خدا کا لشکر ہی (۳۲: ۱ و ۲) +

(محقق) اب عیسائیوں کے خدا کے انسان ہونے میں کچھہ بھی شک نہیں رہا۔ کیونکہ لشکر بھی رکھتا ہی۔ جب لشکر ہوا تو ہتھیار بھی ہونگے اور اِدھر اُدھر چڑھائی کر کے جنگ بھی کرتا ہوگا۔ ورنہ لشکر کس مطلب کے لئے رکھتا ہی +

(رہبر) پنڈت جی کو چاہیئے تھا کہ خدا کے فرشتوں کا لشکر دیکھہ کر خدا کو انسان نہ سمجھتے بلکہ فرشتوں سے بڑا اور اُن کا بادشاہ مانتے جو انسان سے کہیں زور آور ہیں کیونکہ خدا انسان کو اپنی ایک سے ایک بڑھ کر توانائی اور حشمت دکھا دکھا کے ثابت کرتا رہا کہ وہ سب سے توانا خدا ہی اور نہ صرف انسان بلکہ فرشتے بھی اُسکے تابع ہیں +

یہہ بھی جانیئے کہ خدا کا ایک نہیں کئی قسم کے لشکر ہیں اور وہ مختلف خدمتیں بجالاتے ہیں چنانچہ ستارے اور سورج (سورج) اور چاند فضا (اکاس) وایو۔ ورن۔ اگنی۔ اندر پرتھوی سب اُس کے لشکر ہیں (زبور ۱۴۸: ۲-۸) اور اُنکے ذمے یہہ خدمت لگی ہوئی ہی کہ روشنی اور خوراک پیدا کریں تاکہ جانداروں کی پرورش ہو (پیدایش ۱: ۱۷ و ۱۸ و ۱۹) اور ایسا کرنے سے وے اپنے خالق کا جلال بیان کرتے رہتے ہیں +

اسی طرح فرشتے بھی اُسکا لشکر ہیں جنکو وہ خدمتگذار روحیں بناتا ہی (زبور ۱۰۴: ۴ عبرانیوں ۱: ۱۴) اور وہ انسان کے ساتھہ خدا کی ہمکلامی کا ذریعہ بنائے گئے۔ اور یہہ بھی کہ اُن قدیم زمانوں میں خدا اپنے بندوں کی حفاظت فرشتوں کے ذریعہ سے کرتا تھ

اور فرشتے اُن کو دکھاتا بھی تھا* تاکہ اُن کو محسوس ہو کہ خدا ہماری پناہ ہے نہ کہ یونہی اتفاقیہ محفوظ رہے۔ اس قسم کی حفاظت یعقوب کے لئے ظاہر کی گئی اور بائبل سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لشکر ملائک مخالفوں کی تباہی کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ جیسے سنحرب بادشاہ کی فوج کی تباہی کے لئے فرشتہ بھیجا گیا تھا (یسعیاہ ۳۷: ۳۶۔ اور ۲ تواریخ ۳۲: ۲۱و۲۲)

یہہ بھی یاد رہے کہ اس آسمانی لشکر کو ہتھیاروں کی ضرورت نہیں۔ خدا کی قدرت کے وسیلے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اور یوں خدا تعالیٰ کی قدرت کو دکھلا کر دوسرے قوی فرشتے بھی خدا ہی کی ستایش کرتے ہیں +

سوال (۳۵) اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور وہاں پو پھٹنے تک ایک شخص اُس سے کشتی لڑا کیا۔ جب اُس نے دیکھا کہ وہ اُس پر غالب نہ ہوا تو اُسکی ران کو بھیتر وار سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اُس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ تب وہ بولا کہ مجھے جانے دے کہ پو پھٹتی ہے وہ بولا کہ میں تجھے جانے نہ دونگا مگر جبکہ تو مجھے برکت دیوے تب اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے۔ وہ بولا کہ یعقوب۔ اُس نے کہا کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا کہ تو نے خدا اور خلق پاس قوت پائی اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے پوچھا اور کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں کہ اپنا نام بتائیے وہ بولا کہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے اور اُس نے اُسے وہاں برکت دی۔ اور یعقوب نے اُس جگہ کا نام فنی ایل

---

* نوٹ۔ معلوم ہووے کہ پاک نوشتوں میں یہہ بیان ملتا ہے کہ ہمارے آس پاس بہت چیزیں ہیں اور ایسے وجود ہیں جنکو ہم نہیں دیکھتے مگر یہہ چیزیں جو ہمارے حواس سے محسوس نہیں ہوتیں وہ حسب ضرورت رویتوں اور خوابوں کے ذریعہ دکھلائی یا بتلائی جاتی ہیں۔ اُن نادیدنی چیزوں میں سے ایک وہ ہے جسکو روحانی جسم کہا گیا ہے (۱۔ قرنتیوں ۱۵: ۴۴و۴۵) اور فرشتوں کو روحیں یا خدمتگذار روحیں کہا گیا (زبور ۱۰۴: ۴۔ عبرانیوں ۱: ۱۴)۔ اس سے یہہ حاصل ہوتا ہے کہ فرشتے روحانی جسم والے وجود ہیں +

رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا اور میری جان بچ رہی ہے۔ اور جب وہ فنی ایل سے گذرتا تھا تو آفتاب اُسپر طلوع ہوا اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا۔ اس سبب سے بنی اسرائیل اُس نس کو جو ران میں بھیتر وار ہے آجتک نہیں کھاتے کیونکہ اُس نے یعقوب کی ران کی نس کو جو بھیتر وار سے چڑھ گئی تھی چھوا تھا (۳۲: ۲۴-۳۲) +

(محقق) جب عیسائیوں کا خدا اکھاڑہ کا پہلوان ہے تب ہی تو سترہ اور راخل پر بیٹا ہونے کی رحمت کی بھلا کبھی ایسا خُدا خُدا ہو سکتا ہے +

(رہبر) بیشک آپ نے کفر سے تو بنا یا ہے مگر ایسا خُدا خُدا نہیں ہو سکتا۔ اور سترہ اور راخل کے معاملہ میں خدا کو بائبل ایسا نفسانی خدا بیان نہیں کرتی اور نہ ایسے احتمال کی کوئی گنجایش ہے سترہ اور راخل اپنے اپنے خاوند کے گھر بستی تھیں مگر دونوں بانجھ تھیں اور جب اُنکو بیٹوں کی بشارت ملی تھی اُس وقت وہ اپنے خاوندوں کے ساتھ تھیں اور اُنہیں کے ساتھ رہیں اور خدا نے اُن کی گھرست پر فضل کیا اور حکم سے اُن کے بانجھ پن کو دُور کیا اور وہ اپنے خاوندوں سے بیٹے جنیں (پیدایش ۲۱: ۳- اور ۳۰: ۲۲ و ۲۳) سو پنڈت جی نے اِس صاف بیان پر فقط افترا لگا نا تھا +

(محقق) اور تماشہ دیکھئے کہ ایک شخص اپنا نام پوچھے تو دوسرا اپنا نام ہی نہ بتلاوے +

(رہبر) معلوم ہوتا ہے کہ اُس تماشہ نے آپکی ہوش بیہوش کر دی۔ آپ دیکھئے۔ کیا اس دوسرے شخص نے اپنا نام صاف بتلا دیا تھا۔ جب یعقوب کا نام اِسرائیل رکھا تھا تو اُس میں اپنا ہی نام تو بتلایا تھا۔ اِسرائیل کے معنے خُدا کا شاہزادہ" یا خُدا سے قوت پانیوالا" اِس لئے یعقوب کا دوبارہ اُس شخص کا نام پوچھنا فضول تھا اور اِسی لئے اُس نے یعقوب سے کہا تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے" تب یعقوب جان گیا اور اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھا جس کے معنے ہیں "خُدا کا چہرہ" +

(محقق) اور خدا نے اُس کی نس چڑھا تو دی اور جان بچا دی لیکن اگر ڈاکٹر ہوتا تو اِن کی نس کو اچھی بھی کر دیتا اور جیسا کہ یعقوب لنگڑا تا رہا ویسے ہی اور بھی عابد لنگڑاتے ہونگے +

(رہبر) اُس کی جان بچا دینے اسے تو پنڈت جی کو خدا کی قدرت کا یقین نہ آیا۔ پر اُس کی ڈاکٹری کی سوجھی۔ اور اگر اُسکو اچھا بھی کر دیتا تو آپ اپنی حسب عادت کہہ دیتے پھر اُس کو لنگڑا ہی کیوں کیا تھا۔ اِس قسم کے سوال آپ نے کئی بار کئے ہیں۔ ظاہر ہی کہ لنگڑا پن اس لئے اچھا نہ کیا ہوگا کہ یعقوب اُس فرشتے کے ساتھ اپنی جدوجہد کو اپنا محض خواب یا تخیلہ نہ جانے بلکہ محسوس کرے کہ وہ حقیقت میں خدا کے ساتھ رو رو کے اور منت کے ساتھ جہد کر رہا تھا (ہوسیع ۱۲: ۳ و ۴) اور یہہ لنگڑا پن اُسکو نشانی دیگئی اور یہہ کچھہ ضروری نہیں کہ اور عابد بھی اسی طرح لنگڑایا کریں۔ خدا کئی طرح سے اپنے بندوں کو اپنی حضوری کا یقین دلاتا تھا۔ اِسی یعقوب کا حال ہم پہلے دیکھہ چکے ہیں (پیدایش ۲۸: ۱۰-۱۶) اور ہر ایک مسیحی اپنی زندگی کی تبدیلی اور دل میں حب الٰہی کے ہونے سے جانتا ہی کہ خدا کی روح مجھہ میں اثر کرتی ہی۔ روح کے عمل کو محسوس کرے خواہ نہ کرے مگر اسکا نتیجہ محسوس کرتا ہی +

(محقق) جب تک خدا کا جسم نہ ہو تب تک وہ کیونکر ظاہر نظر آسکتا ہی اور کُشتی لڑسکتا ہی؟ یہہ صرف لڑکوں کی کھیل ہی +

(رہبر) بائبل کا بیان ہی کہ خدا کو کوئی دیکھہ نہیں سکتا اور نہ کسی نے دیکھا ہی وہ اپنی ذات سے نادیدہ ہی۔ کیونکہ وہ روح ہی (یوحنا ۴: ۲۴۔ خروج ۳۳: ۲۰۔ یوحنا ۱: ۱۸۔ ۱۔تمطاؤس ۶: ۱۶۔) اِس لئے جب خدا اپنے فرشتوں کے ذریعہ اُن بزرگان سلف کو نظر آیا تو انسانی شکل میں نظر آیا جیسا کہ ہم ابراہام اور لوط اور اضحاق اور یعقوب کے احوال میں دیکھہ چکے ہیں۔ اور خروج اور گنتی کی کتابوں میں ظہور الٰہی اس سے فرق صورت میں بیان

ہونگے۔ یعنے جلالی یا نورانی صورت میں خروج ۳: ۲-۱۳: ۲۱و۲۲-۱۴: ۲۴-۱۶: ۱۰ گنتی
۱۴: ۱۰- اسلاطین ۸: ۱۰و۱۱) مگر ان ظہوروں سے بائبل کا یہہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ خدا کو
جسم والا قرار دیوے۔ منشا کلام الہی کا یہہ نظر آرہا ہے کہ خدا نے پہلے ایک خاندان اور اُس
خاندان سے ایک قوم کو سکھلانا شروع کیا تاکہ پھر کل بنی آدم کو اُس کے ذریعہ سے برکت
دیوے۔ علم الہی میں اور علم نجات میں۔ اور ابتدائی تربیت اپنے ایسے ظہوروں کے وسیلے
کروائی جو ظاہرا طور پر محسوس ہوسکیں۔ مگر باوجود ایسے ظہوروں کے خداوند تعالیٰ اُن کو
اپنی نسبت یہہ جتاتا رہا کہ خدا انسان نہیں (ہوسیع ۱۱: ۹)۔ وہ بےمثل ہے (یسعیاہ ۴۰:
۱۸و۲۵- استثنا ۴: ۱۵-۱۹) کسی قسم کی بت پرستی مت کرنا۔ اور مسیح خداوند کے زمانے
سے جب ایک طرف خدائی اور شریعت ثابت تھی اور دوسری طرف اُس کے فضل کا ظہور
مسیح خداوند کے وسیلے ثابت ہوا تو سب عارضی علامتیں خدا کے ظہور کی موقوف کی گئیں
کیونکہ عرفان الہی انسان کے لئے کافی طور پر ظاہر ہوچکا تھا اور خدا کی روح روحانی اور
نادیدنی طور پر بندوں میں اثر کرنے لگی ہے اور اس طریق سے اب کل جہان خدا کے
عرفان سے معمور ہوتا جاتا ہے (یسعیاہ ۱۱: ۹) پنڈت جی کو دنیا کی محتاجی اور کم لیاقتی اور اُس
کے لئے خدا کے اس بتدریج انتظام کی سمجھ نہ آئی اور یوں ہی خدا کے کلام پر بناوٹی
اعتراض کرتے چلے گئے۔ آپ کے اعتراضوں والی باتیں کلام کی عبارت اور منشا سے
خود بخود منشرح نہیں ہوتی ہیں۔ مگر سوچ سوچ کے گھڑی ہیں اور اسی لئے نالائق اور
ناشائستہ بھی ہیں✦

سوال (۱۴۳) اور عیر یہوداہ کا پلوٹھا خداوند کی نگاہ میں شریر تھا سو خداوند نے
اُسے مار ڈالا۔ تب یہوداہ نے اونان کو کہا کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا اور خاوند کے
بھائی کا حق اُس کے ساتھ ادا کر اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا۔ لیکن اونان نے جانا کہ

یہہ نسل میری نہ کہلائیگی اور یوں ہوا کہ جب وہ اپنے بھائی کی جورو پاس جاتا تھا تو نطفہ کو زمین پر ضایع کرتا تھا۔ اور اسکا یہہ کام خداوند کی نظر میں بہت برا تھا اِس لئے اُس نے اُسے بھی ہلاک کیا (۳۸: ۷-۱۰)+

(محقق) اب دیکھہ لیجئے۔ یہہ آدمیوں کے کام ہیں یا خدا کے؟

(رہبر) لکھا ہی کہ آدمیوں کے کام تھے اور خداوند کی نظر میں بہت برے تھے+

(محقق) جب اُس کے ساتھہ نیوگ ہوا تو اُسکو کیوں مار ڈالا؟ اُسکی عقل کو پاک کیوں نہیں کر دیا؟+

(رہبر) نیوگ کا کوئی ذکر نہیں۔ اور اُس کو جو مار ڈالا تو یہہ اس کی شرارت کے سبب تھا۔ آپ نے بہت دیر بعد اونان کے لئے عذر کیا۔ وہ خود اس بات کا خواہشمند نہ ہوا کہ اُس کی عقل درست کی جائے اور خدا نے ایسے شریر کو اوروں کی عبرت کے لئے نیست کیا اور وہ اس حرکت سے قتل عمد کا مجرم بھی سمجھا گیا اور قتل کئے جانے کے لائق ٹھہرا تھا+

(محقق) یہہ بات تحقیق ہو گئی کہ پہلے ویدوکت نیوگ کا طریق سب ملکوں میں جاری تھا+

(رہبر) سراسر غلط ہی اس بیان سے نیوگ کی تردید ظاہر ہی۔ بے اولاد مرحوم بھائی کی جورو کو بیاہنے اور پنڈت دیانند والے نیوگ میں کوئی میل نہیں ہی+

(۱) اونان کو اپنے مرحوم بھائی کی جورو رکھنے کا حکم ہوا تھا۔ لیکن پنڈت جی کے نیوگ میں مرحوم کے بھائی کی قید نہیں ہی۔ بلکہ بیوہ کے ورن یا اُس سے اونچے ورن کا کوئی رونڈوا اُس کے ساتھہ نیوگ کر سکتا ہی جیسا کہ ستیارتھہ پرکاش کے صفحہ ۴۹ ، پر اپنے عقاید میں نیوگ کی یہہ تعریف لکھتے ہیں کہ "وواہ کے بعد خاوند کی وفات وغیرہ سے جدائی ظہور میں آنے پر خواہ نامردی وغیرہ دائمی امراض کی صورت میں عورت کا یا مرد کا بوقت مصیبت اپنے ورن یا اپنے سے اعلیٰ ورن کی عورت یا مرد سے جو اولاد کا حاصل کرنا

ہی (وہ نیوگ کہلاتا ہی) +

(۲) اونان کی بابت ہدایت ہی کہ وہ اپنے بھائی کے لئے نسل جاری کرے نہ کہ اپنے لئے اور وہ جانتا تھا کہ یہہ میری نسل نہ کہلائیگی۔ مگر پنڈت جی والے نیوگ میں بیوہ چار غیر رنڈوؤں سے نیوگ کرسکتی ہی تاکہ اُن کے لئے دو دو بیٹے اور دو اپنے لئے جنے چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے سملاس چار سوال ۱۰۷ میں لکھتے ہیں کہ گویا ایک بیوہ عورت دو اولاد اپنے لیئے اور دو دو دیگر چار نیوگ شدہ مردوں کے لیئے پیدا کرسکتی ہی۔ اور ایک رنڈا مرد بھی دو اولاد اپنے لیئے اور دو دو دیگر چار بیوگان کے لیئے پیدا کرسکتا ہی۔ اس مقابلے سے ظاہر ہی کہ ایسا گندہ رواج ہر ملک میں اور خاصکر بنی اسرائیل میں نہیں تھا۔ البتہ ہندوستان میں اسی قسم کی ایک اور رسم ہی کہ ایک سے زیادہ بھائی ہوں تو ایک مشترکہ عورت گھر میں رکھہ چھوڑتے ہیں۔ اور یوں ایک بدی دوسری کو پیدا کرتی ہی +

پنڈت جی کے نیوگ میں فقط موت سے جدائی ہونے پر نہیں بلکہ نامردی وغیرہ کی صورت میں بھی عورت کسی غیر آدمی سے نیوگ کرے۔ مگر عبرانیوں میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اور اونان والا معاملہ تو اس کے ساتھہ کچھہ بھی نسبت نہیں رکھتا +

(۴) عبرانیوں میں بیوہ کو اُس کے مرحوم خاوند کا بھائی عمر بھر رکھتا تھا (استثنا ۲۵: ۵) لیکن پنڈت جی سملاس چار کے سوال ۱۱۰ میں لکھتے ہیں کہ بیاہی عورت مرد کا تعلق دونوں کی موت تک رہتا ہی مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ کے بعد چھوٹ جاتا ہی۔ مگر اونان کا حال ایسا نیوگ نہ تھا +

اس مقابلے سے ظاہر ہی کہ مشرقی لوگوں نے اسرائیلیوں کے رواج کو کئی طرح سے بگاڑ کر اپنے درمیان مروج کرلیا اور موسیٰ سے پہلے ایسی ایسی باتوں کا علم یا اُن کے رواج کی خبر ایرانی اور مادی اور ہندی لوگوں کو بنی قتورہ سے پہنچ سکتی تھی جنکی بابت

لکھا ہی کہ ابراہام نے اُن کو پورب رُخ سرزمین میں بھیجدیا تھا (پیدایش ۲۵: ۶) اور تواریخ سے پتہ ملتا ہی کہ بنی قنتورہ پار تھیا ملک تک پہنچے تھے جو ایران کے شمال میں تھا۔ اور وہاں اُنھوں نے بادشاہت قایم کی تھی۔ دیکھو تواریخ یوسیفس کتاب ۱۴۔ باب دس فصل ۲۱

نوٹ مترجم وہسٹن صاحب اگر ہندو آریو نکے ہندوستان سے مغرب طرف آنے کا کوئی ثبوت اُنکے وید سے نہیں ملتا۔ برعکس اس کے مغرب کی طرف سے ہندوستان میں جانے کے پتے ملتے ہیں۔ اس امر پر ہم علیحدہ بحث نذر ناظرین کرینگے پنڈت جی کے خیال کی تردید کے لیئے اوپر کا مقابلہ اور یہہ اشارہ کافی ہی +

سوال (۳۷) خروج کی کتاب۔ جب موسیٰ بڑا ہوا . . . اور دیکھا کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو ایک اُسکے بھائیوں میں سے تھا مار رہا تھا۔ پھر اُس نے اِدھر اُدھر نظر کی اور دیکھا کہ کوئی نہیں۔ تب اُس مصری کو مار ڈالا اور ریت میں چھپا دیا جب وہ دوسرے دن باہر گیا تو کیا دیکھا کہ دو عبرانی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ تب اُس نے اُس کو جو ناحق پر تھا کہا کہ تو اپنے یار کو کیوں مارتا ہی۔ وہ بولا کس نے تجھے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا۔ آیا تو چاہتا ہی کہ جس طرح تو نے اُس مصری کو مار ڈالا مجھے بھی مار ڈالے تب موسیٰ ڈرا اور . . . بھاگا (۲: ۱۱-۱۵) +

(محقق) اب دیکھیئے! عیسائیوں کے اپنے ہادیٔ مذہب موسیٰ کی خصلتیں۔ اُس کا چال چلن غصہ وغیرہ بد صفات سے پُر ہی۔ وہ انسان کی جان کُشی کرنے والا اور چور کی مانند بدکار سزا سے گریز کرنے والا تھا۔ ایسے شخص کو بھی خدا ملا اور وہ پیغمبر بنا۔ اُس نے یہودیوں کا مذہب جاری کیا +

(رہبر) (۱) پنڈت جی نے جو موسیٰ کو غصہ ور اور انسان کا قاتل اور بد صفات بتلایا ہی تو صرف ایک پہلو پر نظر کی ہی اس لیئے موسیٰ کے چال چلن کی سچی تصویر نہیں

دے سکے۔ صاف بیان ہوا ہے کہ موسیٰ نے ایک ظالم کو جو دوسرے آدمی کو قتل کر رہا تھا مارا اور مظلوم کی جان بچائی تھی۔ اور یوں انسانی ہمدردی دکھلائی تھی۔ پنڈت جی نے محض اعتراض گھڑنے کی غرض سے اُسکو ایسا بُرا آدمی بتلایا ہے ۔

(۲) اگرچہ موسیٰ نے اپنی طرف سے بھلا کیا کہ ایک ظالم کے ہاتھ سے مظلوم کو بچایا مگر ساتھ ہی یہہ بھی ظاہر ہے کہ اُس نے اِس امر میں اپنے قومی بھائی کی طرف ہمدردی دکھلائی تھی اور اُس نے یہہ خیال کیا تھا کہ میرے بھائی سمجھینگے کہ خدا میرے ہاتھ سے اُنہیں چھٹکارا دیگا (اعمال ۷: ۲۵) مگر یہہ موسیٰ کے اپنے گھمنڈ کا خیال تھا۔ اور اُس نے اپنی اس حرکت کی نمایش اور اپنی ہمت سے اُنکا رہائی دینے والا بننا چاہا۔ خدا کی طرف سے اُس کو یہہ تحریک نہیں ہوئی تھی اور نہ خدا نے اس سبب سے اُس کو اسی وقت پیغمبر بنالیا تھا۔ بلکہ انتظام آلہی سے ایسا ہوا کہ وہ رہائی کا نمونہ جو اُس نے دکھلایا اور مصری کو مارا وہ اُس کی اپنی جان کے خطرے کا باعث ہوئے۔ یعنے فرعون بادشاہ موسیٰ کے قتل کے درپے ہوا اور اُسکو وہ ملک چھوڑنا پڑا (خروج ۲: ۱۵) اور مدیان میں جاکر گلے چرانے پڑے۔ اور یوں اُس کو عاجزی اور فروتنی سکھلائی گئی اور وہ پہلی خودنمائی دور ہوئی اور مدیان میں موسیٰ وہ موسیٰ نہ رہا جو وہ مصر میں تھا ۔

(۳) مدت بعد موسیٰ کی حالت اور بھی بدل گئی۔ اور خدا اُس کو اُس وقت ملا جب موسیٰ کی حالت یہہ ہوگئی تھی کہ کہتا تھا کہ میں کون ہوں جو فرعون کے پاس جاؤں اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکالوں؟ (خروج ۳: ۱۱) ہاں جب موسیٰ ایسی عاجز اور ناامید حالت میں ہوگیا تھا تب خداوند ایک نور میں اُسپر ظاہر ہوا اور اُسکو اپنا رسول مقرر کیا۔ (۳: ۱۴ و ۱۵) پس ایسے موسیٰ کو خدا نے اپنا پیغمبر بنایا۔ مگر پنڈت جی اُس کی گمراہی کی حالت کو سیاہی میں دھر گئے تھے جو حق کے رہبر نے صاف کر دی گئی ہے ۔

(محقق) جیسا موسیٰ آپ تھا ویسا اُس کا مذہب تھا ✦

(رہبر) نہیں پنڈت جی آپ نے ٹھیک نہیں کہا۔ گمراہی کی حالت میں تو موسیٰ نے کوئی مذہب نہیں بنایا تھا۔ اِلّا جب خدا نے اُسکو اپنا رسول بنا لیا تھا تب اپنے احکام موسیٰ کی معرفت لوگوں کو فرمائے اور وہ احکام موسیٰ کی مصری زندگی کے موافق نہیں۔ آپ نے اچھی طرح پڑھے نہیں اور اَوروں کو بھی دھوکا دے گئے ✦

(محقق) معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے تمام ادیان مذہب موسیٰ سے لیکر اخیر تک سب جنگلی حالت میں تھے تعلیم یافتہ بالکل نہ تھے ✦

(رہبر) وہ لوگ بھی عجب نادان ہیں جو پنڈت جی کی ایسی بات پر کان دھرتے یا چھاپتے ہیں۔ دیکھئے موسیٰ کی بابت لکھا ہے کہ "موسیٰ نے مصریوں کی تمام حکمت میں میں تربیت پائی اور کلام و کام میں صاحب اقتدار تھا" (اعمال ۷: ۲۲) اس قول کی ہوئی اور مصری روایتوں سے تصدیق ہوتی ہے جن کا بیان ہے کہ موسیٰ نے ہیلیوپولس میں تعلیم پائی تھی (Strabo XVII. 1.) اور وہاں کاہن کے درجہ کو پہنچا تھا اُس کا مصری نام اوسارسِف (یوسیفس خلاف اپی آن۔ کتاب اول فصل ۲۶ و ۲۸ و ۳۱) اُس نے یونانی۔ کسدی۔ اور اسوری انشا میں تعلیم پائی تھی۔ مگر خدا کا پیغمبر ہونے کے لئے یہہ دنیوی تعلیم کافی نہ تھی اِس لئے خداوند تعالیٰ نے دین اور الہیات میں خود اُس کو تعلیم دی اور اُس کی معرفت وہ کتاب دی جو توریت کہلاتی ہے۔ اور اگرچہ یہہ کتاب پنڈت جی اور اُن کی پیروؤں کے سامنے ہے تو بھی بے شرم ضدّی آدمیوں کی طرح کہے جاتے ہیں کہ موسیٰ جنگلی آدمی تھا۔ کیا موسیٰ ہی کی توریت وہ کتاب نہیں ہے جس کے وسیلے سے دنیا کی ساری قوموں نے الہیات اور دینیات میں روشنی پائی ہے۔ کیا شائستہ اور کیا وحشی قوموں نے؟ نوزاد آریہ جو تعلیمیں آجکل دے رہے ہیں وہ ویدوں او

اپنی شدوں والی بے سلسلہ اور بے معنی اور ظالمانہ باتیں نہیں ہیں لیکن اُسی توریت اور انجیل اور اسلام کے اثر کی باتیں سناتے ہیں۔ توریت اور وید ہمارے سامنے ہیں اور لوگ بھی اُن کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ جاہلوں کی اور بے خدا لوگوں کی باتیں کس میں ہیں فقط بدزبانی کوئی دلیل نہیں ہے۔ موسیٰ نے لکھا ہے کہ "ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا" (پیدائش ۱:۱) اور پھر یہہ کہ "سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے" (استثنا ۶: ۴) مگر وید کے رشی کہتے ہیں کہ "وہ جو اس پیدائش کا پہلا آغاز ہے آیا اُس نے اُسے بنایا یا نہیں بنایا۔ جس کی آنکھہ بلندترین آسمان میں اس دنیا پر حکمران ہے وہ سچ مچ جانتا ہے یا شاید وہ بھی نہیں جانتا" (رگوید منڈل ۱۰۔ منتر ۱۲۹۔ آیت ۷) یہہ ویسی ہی جہالت کی باتیں ہیں جیسی قدیم آریوں کے بھائی یونانیوں نے اپنی ایک بیدی پر لکھی ہوئی تھیں کہ "نامعلوم خدا کے لئے" اور اُن کو خداوند یسوع کے سب سے پچھلے رسول پولوس نے یوں ہدایت کی تھی کہ جس کو تم بے معلوم کئے پوجتے ہو تم کو اُسی کی خبر دیتا ہوں" وغیرہ (اعمال ۱۷: ۲۳ و ۲۴) لہذا پنڈت جی عیسائیوں کے ہادیوں کو بیفایدہ اور ناحق گالیاں دے گئے +

سوال (۳۸) یہہ فسح کا برہ ذبح کرو۔ اور تم زوفے کی ایک مٹھی لو اور اُسے اُس لہو میں جو باسن میں ہے غوطہ دیکے اوپر کے چوکھٹ اور دونوں بازو دروازے کے اُس سے چھاپو اور تم میں سے کوئی صبح تک اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہ جائے۔ اس لئے کہ خدا گذریگا "تا کہ مصریوں کو مارے اور جب وہ اوپر کے چوکھٹ پر اور دونوں بازو پر لہو کو دیکھیگا تو خداوند در پر سے گذریگا اور ہلاک کرنیوالے کو نہ چھوڑیگا کہ تمہارے گھروں میں آکے تمہیں مارے (خروج ۱۲: ۲۱-۲۳) +

(محقق) بھلا یہہ جو جادو ٹونہ کرنے والے شخص کی مانند ہے وہ خدا کبھی ہمہ دان ہو سکتا

ہے؟ جب لہو کا نشان دیکھے تب ہی خدا اسرائیل کے خاندان کا گھر پہچان سکے ورنہ نہیں۔ یہہ کام تو کم عقل آدمی کی مانند ہے؟

(رہبر) یہہ کوئی ہندوؤں والے جادو ٹونہ کی سی بات نہیں تھی لیکن ایک یادگار مقرر کیا گیا تھا۔ پشت در پشت کے لیئے ایک عید (خروج ۱۲: ۱۴ و ۲۵-۲۷)۔

پھر معلوم ہو کہ لہو کا چھاپا لگوانے کے بغیر بھی خدا مصریوں کے پلوٹھوں کو مار سکتا تھا جیسا کہ ہر زمانہ کے لوگوں کی بابت خدا جانتا ہے کہ کون اُس کی حضوری کے لائق ہونگے اور پھر بھی قواعد اور قانون بندگی اور زندگی کے لیئے فرماتا ہے اور یہہ اِس لیئے نہیں کہ جان سکے کہ کون وفادار ہونگے بلکہ اِس لیئے کہ لوگ فرمانبرداری کریں اور سیکھیں اور اِس فرمانبرداری کو وقوع میں لانے کے باعث اگر کہا جاوے کہ خدا دیکھتا ہے کہ کون اُس کے حکم کی پیروی کرتا ہے تو اُس سے خدا کی ہمہ دانی کا انکار منظور نہیں ہوتا۔ اِسی طرح جب کہا گیا کہ خدا لہو کے نشان کو دیکھیگا تو یہہ اِس لیئے نہیں کہ خدا گھر پہچان سکے بلکہ اِس لیئے تاکہ لوگ ضرور فرمانبرداری کریں کیونکہ ہر ایک کے کام پر خدا کی نظر پڑیگی۔ اور تاکہ لوگ جانیں کہ اُن کی سلامتی لہو چھڑکنے پر منحصر تھی اور بغیر اِس ذریعہ کے رہائی کی امید نہ رکھیں۔ اور خداوند ضرور اپنے اِس فرمودہ کے مطابق عمل کریگا۔ صاف معاملہ ہے اعتراض گھڑنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

سوال (۹۳) اور یوں ہوا کہ خداوند نے آدھی رات کو مصر کی زمین میں سارے پلوٹھے فرعون کے پلوٹھے سے لیکے جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اُس قیدی کے پلوٹھے تک جو قیدخانے میں تھا چارپایوں کے پلوٹھوں سمیت ہلاک کیئے۔ اور فرعون رات کو اُٹھا وہ اور اُس کے سب نوکر اور سارے مصری اُٹھے اور مصر میں بڑا نوحہ تھا کیونکہ کوئی گھر نہ رہا جس میں ایک نہ مرا۔ (۱۲: ۲۹ و ۳۰)

(محقق) خوب!! آدھی رات کو ڈاکو کی مانند بے رحم ہو کر عیسائیوں کے خدا نے لڑکے بالے بوڑھوں اور چوپایوں تک کو بلا قصور مار ڈالا اور اُسے ذرہ ترس بھی نہ آیا۔ اور مصر میں بڑا نوحہ ہوتا رہا تو بھی عیسائیوں کے خدا کے دل سے بے رحمی دور نہ ہوئی۔ ایسا کام خدا کا تو کیا بلکہ کسی معمولی آدمی کے کرنے کا بھی نہیں ہے۔

(رہبر) پنڈت جی نے پھر محض اعتراض گھڑنے کی غرض سے سزا دہی کے باعث خدا کو بے رحم جتایا ہے اور فرعون اور اُس کے لوگوں کے کفر اور خونریزی کی رکھیا کر گئے کیا پنڈت جی کو یاد نہ رہا کہ فرعون نے خدا کے حق میں کیا کہا تھا؟ "خداوند کون ہے کہ میں اُس کی آواز سنوں ۔۔۔ میں خداوند کو نہیں جانتا اور نہ میں بنی اسرائیل کو جانے دونگا" (خروج ۵: ۲) اس بات میں تو فرعون پنڈت جی کے ہمخیال تھا۔ تب ہی اُس کی رعایت کرتے ہیں! فرعون کے اس کفر کے مقابلہ میں وہ اور مصری دریائے نیل اور مچھلیوں اور مینڈکوں کی تعظیم کرتے تھے اور خدا نے اُنہیں چیزوں کو مصر کے لئے آفت بنا دیا تھا۔ دسویں آفت یعنی پلوٹھوں کا مارا جانا فرعون کے اُس ظلم کے جواب میں معلوم ہوتی ہے جو فرعون نے بنی اسرائیل کے بچوں پر وارد کیا تھا۔ (خروج ۱: ۱۵-۲۲) اس ظلم کو بھی پنڈت جی ہضم کر گئے اور جب خدا نے اس کا بدلا لیا (کیونکہ عبرانی خود بدلا نہیں لے سکتے تھے) تو پنڈت جی دانت پیسنے لگے۔ اس کے ساتھ یہ بھی خیال رہے کہ مصر کے پلوٹھوں کو ہلاک کرنے سے پیشتر خدا نے فرعون کو اس آفت سے آگاہ کر وا دیا تھا تاکہ وہ اپنی گردن کشی سے باز آوے اور اُس آفت کو روکے (خروج ۱۱: ۴-۹) مگر اُس نے اُس آگاہی کی پرواہ نہ کی۔ غرضیکہ خدا نے فرعون اور مصریوں کی عدالت کی اور اُنہیں سزا دی۔ رحم کا موقع وے ضائع کر چکے تھے اور یہ بھی یاد رہے کہ خدا کی عدالتیں شریروں پر جیسی بائبل میں بیان ہوئی ہیں ویسی ابتک نیچر میں واقع ہوتی ہیں اور بچے اور جوان اور بڈھے اور

سویشی مرتے ہیں اور پھر بھی لوگ کہیں پانچ پیروں کو کہیں ۳۳ دیوتوں کو پکارتے ہیں
اور بائبل کے سچے اور زندہ خدا کی طرف نہیں پھرتے +

سوال (۴۰) خداوند تمہارے لئے جنگ کریگا . . . بنی اسرائیل سے کہہ کہ وے آگے
بڑھیں تو اپنا عصا اُٹھا اور دریا پر اپنا ہاتھ بڑھا اور اُسے دو حصہ کر۔ بنی اسرائیل دریا کے
بیچوں بیچ میں سے سوکھی زمین پر ہو کے گذر جائینگے (۱۴: ۱۴-۱۶) +

(محقق) کیوں جی۔ پہلے تو خدا اسرائیل کے خاندان کے پیچھے اس طرح پھرا کرتا تھا جیسے
گڈریا بھیڑوں کے پیچھے۔ اب نہ جانے وہ خدا کہاں غائب ہو گیا ؟ ورنہ سمندر کے بیچ
میں سے چاروں طرف ریل گاڑیوں کی اس سے سڑک بنوا لیتے جس سے ساری دنیا کو
فائدہ پہنچتا اور کشتی وغیرہ بنانے کی محنت سے رہائی ملتی مگر کیا کیا جائے۔ عیسائیوں کا
خدا تو چھپ رہا ہی +

(رہبر) کیا ویدوں والے ۳۳ دیوتے اگنی اندر وغیرہ سارے ہی مر گئے جن کی
ہندو آریہ قریباً تین ہزار برس سے اُستت کرتے چلے آتے ہیں ؟ اُن سے رشیوں نے
یا آپ نے ریل گاڑیاں کیوں نہ بنوالیں جو آج عیسائیوں کے خدا کے ہاتھوں کی طرف
تاکنا پڑا ؟

سنئے صاحب۔ جہاں سے آپ نے اپنا اعتراض چُنا ہی اور سراسر بیہودہ اعتراض
وہیں پھر دیکھو تو عیسائیوں کا خدا موجود پاؤنگے۔ یہہ کس نے کہا تھا کہ "بنی اسرائیل سے
کہہ" وغیرہ آیت ۱۵ میں لکھا ہی کہ "خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ . . . بنی اسرائیل سے کہہ کہ
وے آگے بڑھیں" وغیرہ۔ آپ نے دیدہ دانستہ بائبل کے خدا کی قدرت کو اپنے گھاس
پھوس سے چھپانے کی سوچی تھی حالانکہ خدا اسرائیل کی مدد کے لئے موجود تھا اور اُن کو
حکم دے رہا تھا کہ کیا کریں اور اپنی بڑی قدرت سے اُن کے لئے سمندر کے بیچ میں سے

سو کھی سڑک نکالی تھی مگر وہ مصریوں کے لیئے نہیں تھی +

اور پھر پنڈت جی اُسی خدا کی قدرت اور حکمت کو اب بھی دیکھئے۔ وہ نا دیدہ تو ہی مگر اُس نے
اپنے بندوں کو ایسی حکمت اور قدرت اور دولت بخشی ہی کہ اُنہوں نے تمام روئے زمین
پر ریل کی سڑکیں اور سٹیم کی گاڑیاں بنا دی ہیں۔ اور سمندر پر اگن بوٹ کی راہیں نکالی ہیں
جس سے آپ جیسے جلے دل ہندوئوں کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہی۔ آپ کو تو آپ کے اندر جی
(جس کی تعظیم کرشن جی منع کر گئے) اتنی عقل بھی نہ دے سکے کہ ایک دیا سلائی تو بنا دیتے
مگر عیسائیوں کی ایجاد کی ہوئی ریل گاڑیاں اور تار برقیاں دیکھ دیکھ کر آپ کی آنکھیں
پتھرائی اور منہہ خشک ہوتا ہوگا کہ ہائے ہمارے دیوتوں نے ہم کو ایسی عقل نہ دی* اور بجائے
اس کے کہ اس قادر خدا کی تعریف کرتے آپ اس کے نام سے اور اس کے لوگوں سے عجب
طرح جلتے ہیں۔ یہہ تو راستی نہیں کمینہ پن ہی +

*. نوٹ۔ جب اور کچھہ بن نہ پڑی تو پنڈت جی نے ویدوں میں ریل گاڑی بنانے کے لیئے بعض سنسکرت
الفاظ کے معنے بدلنے کی سوچی۔ چنانچہ الفاظ شویتم اشوم (Shwetam Ashwam.)
کے معنے پنڈت لوگ سفید گھوڑا کرتے ہیں مگر دیانند جی نے اس کے معنے بھاپ کا گھوڑا یا بھاپ کیئے
پھر لفظ کراشوا (Karashwa.) کے معنے پنڈت لوگ چھہ گھوڑے کرتے ہیں مگر دیانند
جی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہی آگ اور پانی کے لیئے چھہ کرسے Biographical Essays
by Max Muller page. 170.

تعجب ہی کہ یہہ معنے تو پنڈت دیانند جی نے تجویز کیئے ہیں مگر وہ جنہوں نے وہ لفظ استعمال کیئے
تھے کوئی ریل گاڑی یا اگن بوٹ بھاپ سے چلنے والے بنا نہ سکے تھے۔ اور زمانہ حال کی ایسی
ایجادوں سے پرتکھہ طور پر ثابت ہی کہ یورپ اور امریکہ کی مسیحی قومیں ویدک آریوں اور اُن کے رشیوں
سے عقل اور علم اور حکمت میں بدرجہ غایت بڑھی ہوئی ہیں +

(محقق) اس قسم کے بہت سے ناممکن تماشے بائبل کے خدا نے موسیٰ کے ساتھ کئے +

(رہبر) جیسے آپ کو خدا کی قدرت کے کام جو اُس نے موسیٰ کی معرفت دکھلائے ناممکن معلوم ہوتے ہیں کیونکہ آپ نے دیکھے نہیں ویسے ہی خدا کے بندوں کے کام سٹیم۔ انجن تار برقی۔ بے تار کے خبر رسانی وبدکہ رشیوں کو ناممکن معلوم ہوتے اگر وے سُنتے کیونکہ اُنھوں نے یہہ دیکھے نہ تھے مگر بہرحال بائبل کے خدا کی بابت یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ خدا کے آگے کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ (لوقا ۱: ۳۷) اور جو انسان کے نزدیک ناممکن ہی خدا کے نزدیک ممکن ہے (۱۸: ۲۷) البتہ جن کی کتابوں میں نہ کوئی خدا نہ کوئی قادر مطلق معیّن ہے۔ وے لوگ بڑے بڑے کام خدا کے لئے بھی ناممکن گمان کریں تو کوئی تعجب نہیں ہے پنڈت جی کو چاہئے تھا کہ ثابت کرتے کہ یہہ کام خدا کے لئے ناممکن تھا +

(محقق) یہہ ظاہر ہو گیا کہ جیسا عیسائیوں کا خدا ہے ویسے ہی اُس کے عابد ہیں اور ویسی اُس کی بنائی ہوئی کتاب ہے +

(رہبر) یہہ بات تو بے شک ظاہر ہو گئی۔ اور ہماری کوشش یہی ہے کہ ہم جہانتک ہو سکے اپنے معبود کے موافق بنیں (متی ۵: ۴۸) اور اُس کی کتاب کے مطابق عمل کریں +

یاد رہے کہ ہر مذہب میں اُس کے اپنے طرز کی تاثیر ہے اور جیسا خدا اور جیسی تعلیم اُن میں بیان ہوئے ہیں پیرو ویسے ہی ہونگے۔ چنانچہ ہندووں کی زندگی اور شائستگی سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی کتابوں نے اُن پر کیا اثر کیا ہے اور اُن کو کیسے آدمی بنایا ہوا ہے زردوستنا غیروں کے حق میں بے درد بےرحم بے سیرت +

(محقق) ایسی کتاب اور ایسا خدا ہم لوگوں سے دور رہے تب اچھا ہے +

(رہبر) کیا ایسی کتاب کو دور کرنا چاہتے ہو جس نے پرانوں کی بت پرستی اور بیدول

کی نیچر پرستی پر چوٹ لگائی ہے اور خدا پرستی کا برہمو سماجوں اور آریہ سماج کے ذریعہ سے بھی جاری کروا دیا ہے۔ اور اُنکے معنے بدلنے کی تحریک اور تحریص دلائی ہے*

اِس بائبل کو دور کرنا چاہتے ہو جس نے بتلایا ہے کہ خدا نے واحد حیّ القیّوم آسمان اور زمین کا خالق ہے اور ذی شعور انسان کے کاموں میں دخل دیتا ہے۔ حکمرانی کرتا ہے اور وید جیسی کتاب کو رکھنا چاہتے ہو جس میں خدا نے خالق کوئی نہیں۔ اور بقول پنڈت صاحب مادہ اور جیو ازلی اور خود ہست ہیں۔ خدا کے پیدا کئے ہوئے نہیں۔ ایسی کتاب کو رکھکر ہم خدا سے کیا واسطہ رکھ سکتے ہیں۔ اِن باتوں کی مفصل کیفیت ہم (۱) (۴) سوالوں کے جواب میں بیان کر چکے ہیں۔ کیا ایسے اپنی شُدوں اور دھرم شاستر کو رکھنا چاہتے ہو جن میں نجات کچھ چیز نہیں اور سب جیو یکساں کہے گئے ہیں۔ آدمی۔ کتّے۔ سور۔ مچھلی کیڑے وغیرہ کے جُون میں جا سکتے ہیں بلکہ ساگ پات بن جاتے اور یہہ چیزیں آدمی کے جُون میں آسکتی ہیں؟ اور اِس کتاب کو دور رکھنا چاہتے ہو جو انسانی ذات کو اور سب جیووں پر فوقیت دیتی ہے۔ اور روح میں اور عقل اور ارادہ میں خدا کی صورت پر قرار دیتی ہے اور نجات کی ایک اعلیٰ راہ بتلاتی ہے؟ آپ لوگ جان بوجھکے بائبل کے خدا کی مرضی کے برخلاف اور تقاضئی قدرت کی ضد میں اپنے تئیں ذلیل رکھنا چاہتے ہو*

کیا ایسی مقدس بائبل کو دور رکھنا چاہتے ہو جس کے طفیل ہندوؤں میں ستی کی بدرسم اور دختر کشی بند کی گئی۔ ذات پات کے بدخیال و رواج کو پراگندہ کی ہوئی ہے۔ تعلیم کا خاص و عام میں رواج ہوا ہے؟ پنڈت دیانند جیسے ہندو آپکو اُن گدرینیوں کی طرح ناشکرگذار دکھلا رہے ہیں جنہوں نے خداوند یسوع سے کہا تھا کہ ہماری سرحدوں سے باہر چلا جا" (متی ۸: ۳۴) چاہئے کہ اب لوگ اپنا نفع نقصان خود پہچانیں اور ایسے آدمیوں کی ضدی باتوں کی پرواہ نہ کریں اور اہل بائبل کو بلا دیں کہ آؤ اور ہماری مدد کر جس طرح یورپ کے ایک

آدمی نے انجیل کے پہلے مشنری پولس کو یورپ میں بلایا تھا (اعمال ۱۶: ۹) +

سوال (۱۴۴) کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں اور باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پُشت تک پہنچاتا ہوں (۴۰: ۵) +

(محقق) بھلا یہہ کس گھر کا انصاف ہی کہ باپ کے قصور سے اولاد کو چار پُشت تک سزا دینا کیا نیک باپ کی اولاد بُری اور بُرے کی اچھی نہیں ہوتی؟ اگر ایسی بات ہی تو چوتھی پُشت تک سزا کیونکر دے سکیگا؟ اور اگر پانچویں پُشت کے بعد کوئی بُرا ہوگا تو اُسے سزا نہیں دے سکیگا۔ بلا قصور سزا دینا بے انصافی کی بات ہی +

(رہبر) (۱) بے شک بلا قصور سزا دینا بے انصافی ہی۔ لیکن جب شرک اور بُت پرستی کے برخلاف حکم سُنا دیا گیا اور اُسکا جرم جتا دیا گیا کہ بُت پرستی خدا سے عداوت رکھنا ہی اور جو ایسا کریگا تو تیسری اور چوتھی پُشت تک اُس کی سزا پہنچیگی۔ اس پر اگر کوئی بُت پرستی کرے اور اُس کو اس قسم کی سزا دیجاوے تو کیا بے انصافی ہی؟ اگر کسی کو اپنی جان اور اولاد کی جان پیاری ہی تو خبردار ہو جاوے اور یہہ گناہ نہ کرے کیونکہ جتا دیا گیا کہ وہ اپنا اور اولاد کا نقصان کریگا +

(۲) بنی اسرائیل خدا کی چُنی ہوئی قوم تھی اور خدا نے اس سے اپنی فرمانبرداری کا عہد کیا تھا اور اس کے عوض میں اُن پر اور اُن کی اولاد پر آرام اور برکتیں بخشنے کا وعدہ کیا تھا اور بت پرستی کی حالت میں یہہ سزا اقرار دی تھی اور لوگوں نے بھی فرمانبرداری کا عہد کیا تھا (خروج ۱۹: ۵-۸) اور اس حال میں اگر خدا کو غیرت دلادیں تو اُنکا اور اُن کی اولاد کا کوئی حق نہیں تھا کہ خدا سے برکتیں پاویں یہہ باہمی عہد اشاعت کی وجہ تھی کہ جب بنی اسرائیل نے بُت پرستی کی تو چوتھی پُشت تک بابل میں ۷۰ برس تک اسیر کئے گئے اور حکم میں چوتھی پُشت

کی حد لگائی گئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سزا کا زور وہیں تک متصور تھا اور اُس کے بعد بند ہوگا اور توبہ کا موقعہ دیا جائیگا۔ پر اگر پانچویں پشت اُسی گناہ میں شریک ہے تو حساب کتاب پھر از سرِ نو شروع ہوگا۔ اور یا اس سے یہہ مراد ہے کہ تیسری یا چوتھی پشت تک سزا دیکے برداشت کریگا اور اگر اتنی پشتوں تک توبہ اور اصلاح نہ ہو تو اُس خاندان یا قوم کا خاتمہ ہوگا۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے بابل میں توبہ کی اور بحال کئے گئے تھے۔

(۳) پنڈت جی خدا کے رحم والے پہلو کا ذکر چھوڑ گئے کہ "اُن میں سے ہزاروں پر جو مجھے پیار کرتے اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں مہربانی کرتا ہوں"۔ اس سے وہ گڑبڑی جو پنڈت صاحب نے مچائی ہے دور ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ باوجود اُس سزا کے اگر اُن لوگوں میں سے تائب اور فرمانبردار ہیں تو رحمت کے وارث ہونگے اور اُس کی تفصیل حزقئیل ۱۸: ۲۰-۳۲ میں یوں آئی ہے کہ "وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مریگی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اُٹھاویگا اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اُٹھاویگا"۔ وغیرہ۔ اور انصاف کے اِسی منشا کے باعث خدا نے توریت میں حاکموں کو اس امر میں یوں ممانعت کی ہے۔ دیکھو استثنا ۲۴: ۱۶۔ "اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جائیں۔ نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائیں۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا"۔

(۴) خدا کے نیچری انتظام میں خاصکر بنی آدم کے درمیان کئی ایک تکلیفوں میں ایسا ہی نیچری قانون رائج ہے کہ والدین کی بے اعتدالیوں۔ جہالت اور بدپرہیزی کا اثر بے قصور اولاد پر پڑتا ہے۔ ان باتوں کے بُرے نتیجے اولاد کو بھوگنے پڑتے ہیں۔ ایسی نیچری سزاؤں سے خداوند کریم اوروں کو خبردار کرتا ہے تاکہ وے اولاد کے نقصان کا سبب نہ بنیں اور ایسی حرکتوں سے باز رہیں اور اسی طرح اگرچہ بائبل میں یہہ مذکور ہے کہ الیسع نبی نے اپنے نوکر کو لعنت کی کہ نعمان کا کوڑھ اب تجھے لگے اور تیری نسل سے پشت در پشت جُدا نہ ہو" (۲ سلاطین

۵:۲۷) مگر بنی آدم کی مختلف قوموں میں یہہ مرض موروثی ہی۔ اولاد بقصور پشتوں تک والدین
کے اس قصور کا نتیجہ بھوگتی ہی مگر ان حالتوں میں تو دیانند صاحب جیسے آدمیوں کو بھی خدا
بے انصاف معلوم نہیں ہوتا لیکن اگر بائبل میں ایسی بات کا ذکر آتا ہی تو بے انصافی کے
غش آنے لگتے ہیں۔ پس اگر خدا نے اس دنیا میں بت پرستی کی سزا میں ایسا قانون ٹھہرایا جو
کئی پشتوں تک جاری رہے تو یہہ خدا کے نیچری انتظام اور سلوک سے غیر نہ ہوگا بلکہ بائبل
اور نیچر کا متفق ایک ہی ثابت ہوتا ہی÷

علاوہ ازیں اگر قوموں کی تواریخ کے محقق اس بات کا ٹھیک پتہ لگاویں کہ مختلف
قومیں جو سرفراز ہوئیں اور پھر ذلیل ہوئیں گویا اُٹھا اُٹھا کے پٹکی گئیں تو اس کا کیا سبب ہوتا
رہا ہی تو وہ اسی راہ پر آوینگے کہ غیر پرستی کے باعث خدائے غیور نے اُن کو نیست کیا یا ذلیل کیا
نہ صرف دنیوی حالت میں بلکہ دینی اور روحانی حالت میں بھی۔ اور لفظوں میں یوں کہیں
کہ بت پرستی ہر قسم کی ایسی چیز ہی کہ انسان کو لازماً گھٹاؤ اور بربادی کے درجہ پر کھینچ لاتی
ہی یعنے اُس کا نتیجہ وہی ہوتا ہی۔ جو دوسرے حکم میں جتایا گیا ہی۔ مثلاً اپنے ہی ملک کی مثال لو
ویدک آریہ جب اس مہاواک کو بھول گئے کہ آہی ہمارے باپ جو آسمان پر ہی اور نیچر کی چیزوں
مثل دیوس۔ پرتھوی۔ ورن۔ اندر۔ اگنی۔ متر۔ سریا۔ سوتری۔ وشنو۔ پوشن اوشس
سوما۔ رودر اور پتا دیم یا جم جمشید کے گیت گاتے تھے اور سوما شراب پیتے اور جانوروں
اور آدمیوں کی قربانی چڑھاتے تھے تو اس دینی اور روحانی زندگی کا اثر آئندہ نسلوں پر
یہہ ہوا کہ خدا کے خیال کے بارے میں اور بھی گھٹ گئے اور سب چیزوں کو خدا ماننے لگے
یعنی برہما اور ویدانت پر اتر آئے اور سب جیوں کو ایک ماننے لگے اور آواگون کو اپنے لئے
ایک ڈر ونا بنا لیا اور روحانی عبادت اور بھی ابتر ہوگئی کہ تپسیا یا یوگ ابھیاس کرنا جاری
ہوا۔ یہہ تنزل اپنی انتہا کو منو کے زمانہ میں حاصل ہوا اور اُس کا برا اثر آئندہ نسلوں پر وہ

ہوا جو پرانوں اور تنتروں میں موجود ہی۔ انسان پرستی اور جانوروں اور کیڑے مکوڑوں
اور درختوں اور پتھروں کی پرستش کے درجہ پر اُتر آئے اور روحانی زندگی بالکل ابتر
ہوگئی۔ اور یوں ویدک آباؤں کی نیچر پرستی کا یہہ سزا یہ نتیجہ تین ہزار برس تک بتدریج ملتا
چلا آیا حتّٰی کہ ہندوؤں نے اپنے آپ کو جانوروں سے بھی ذلیل کرلیا۔ اُن کے ماتحت ہوگئے
اور اُن کی دنیوی چیزیں بھی غیروں کے ہاتھ آتی رہتی ہیں۔ اور برٹش گورنمنٹ سے پہلے
ہندو لوگ سوائے چند براہمنوں کے ناخواندہ اور جاہل قوم رہگئی اور ویسی ہی جاہل
اور بےعلم جیسے ہندوستان اور پنجاب کے مہتر اور چوہڑے ہیں اور وہ جہالت ابتک
کثرت سے موجود ہی اور کچھہ شائستگی اُنہیں آنے لگی ہی جنہوں نے کوٹ پہن لئے ہیں
ہندوؤں کی یہہ دینی حالت دوسرے حکم والی سزا کی ایک اور تواریخی نظیر ہی۔ اور میں تاکید
کرتا ہوں کہ جو کچھہ ماقبل پیرا (۳۰) میں پیش کیا گیا ہی اُس کے مطابق عمل کرو ورنہ اگر یہی
حالت رہی اور اصلاح نہ ہوئی تو آئندہ نسل بیچاری اور بھی ابتر ہوگی۔ غرضیکہ دوسرے
حکم والی سزا انسانی تواریخ اور نیچر کے قانون کے منشا کے مطابق ہی۔ اُسکے کسی پہلو
میں بےانصافی نہیں ہی ۔

سوال (۳۴) سبت کا دن پاک رکھنے کے لئے یاد کر چھہ دن تک تو محنت کر ۔
لیکن ساتواں دِن خداوند تیرے خدا کا سبت ہی ۔ ۔ ۔ خداوند خدا نے سبت کے دن
کو برکت دی ۔ ۔ ۔ (۲۰ : ۸-۱۱) ۔

(محقق) کیا صرف اتوار ہی پاک ہی اور باقی چھہ دن ناپاک ہیں؟ اور کیا خدا نے چھہ
دن تک بڑی محنت کی تھی کہ جس سے تھک کر ساتویں دن سو گیا؟ بھلا اتوار میں کیا خوبیاں
ہیں اور سوموار وغیرہ نے کیا بُرائی کی تھی کہ جس سے ایک کو پاک کیا اور برکت دی اور دوسرے
دنوں کو ناپاک کردیا ۔

(رہبر) (۱) کہیں نہیں لکھا کہ خدا نے اور دنوں کو ناپاک بنایا تھا۔ بلکہ ہر ایک دن اور اُنکا کام اچھا تھا +

(۲) سات دنوں میں سے ایک یعنے ساتواں دن جو پاک ٹھہرایا۔ تو پاک ٹھہرانے کے یہہ معنے ہیں کہ اُس کو خاص کام کے لیئے علیحدہ یا مخصوص کیا تاکہ اور دنوں کے کام سے آرام کر کے اُن کو چھوڑ کے اُس دن سوختنی قربانی پڑھاویں (گنتی ۲۸: ۹) +

نذر کی روٹیاں پیش کی جاویں (احبار ۲۴: ۵-۸) +

تعلیم پاویں۔ (احبار ۱۰: ۱۱) +

ساتویں برس کے سبت میں تعلیم پانا (استثنا ۳۱: ۱۰-۱۳ بمقابلہ اعمال ۱۵: ۲۱) +

خدا کی تعریف کرنا۔ (زبور ۹۲) جو سبت کے دن کے لیئے تھا +

(۳) اور دنوں میں کوئی بُرائی نہیں اور اتوار کے دن میں بذاتہ کوئی بڑھکر خوبی نہیں تھی لیکن بات صرف یہہ تھی کہ اُسکو خدا نے بنی اسرائیل کے لیئے عہد کا ایک نشان مقرر کیا تھا (استثنا ۵: ۱۵) اور مذکورہ آرام اور شغل کے لیئے اُسکو مخصوص کیا تھا اور اس لیئے وہ مقدس سبت کہلاتا تھا۔ اسی طرح مسیحی کلیسیا میں مروجہ اتوار (جو یہودیوں کے حساب سے ہفتے کا پہلا دن تھا) خداوند یسوع مسیح کے مُردوں میں سے زندہ ہونے کی یادگار میں ایک نشان مخصوص کیا تھا (متی ۲۸: ۱-اعمال ۲۰: ۷-۱ قرنتیوں ۱۶: ۲) اور خداوند کا دن کہلاتا ہی (مکاشفات ۱: ۱۰) اور یہی دن آجتک مسیحی کلیسیا میں مسیحی سبت مانا جاتا ہی۔ اور اس دن اور سب قسم کی محنتوں سے آرام کر کے خدا کی عبادت کرنے اور اُس کا کلام سیکھتے ہیں +

میں پوچھتا ہوں کہ ہفتے میں ایک دن مخصوص کرنے اور دنیوی کاموں سے آرام کر کے خدا کی عبادت کرنے میں پنڈت جی کو کیا تکلیف ہوئی؟ بنی آدم کے درمیان ہمیشہ یہہ قدرتی

اور رواجی تقاضا رہا ہے کہ اگر کوئی اعلیٰ کام آپڑے تو معمولی کاموں سے آرام کرتے ہیں۔
اُن کو چھوڑ کر اُس خاص کو کرنے کا وقت معیّن کرتے ہیں یہہ عادت خاصکر یہودیوں
عیسائیوں مسلمانوں اور ہندوؤں میں اب تک موجود ہے۔ دیکھئے شادی اور ماتم کے دن آتے
رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں عیدوں اور محرم وغیرہ کے دن منائے جاتے ہیں اور دیگر کام
بند کئے جاتے ہیں۔ ہندوؤں میں رام لیلا اور ہولی وغیرہ کے ایام میں اور ویدک آریوں
میں گومیدھا اور اسوامیدھا اور پرُش کی قربانی کے دنوں میں اور کام چھوڑ کر ان کاموں
میں مشغول رہتے تھے اور نہ صرف ایسے دینی کاموں بلکہ فصلی میلوں کے لئے بھی لوگ
کام کاج چھوڑ کر میلے مناتے ہیں۔ پس اگر خداوند کریم نے اپنے لوگوں کے لئے ساتویں
دن کا سبت اور ساتویں ہفتے کا سبت اور ساتویں مہینے کا سبت اور ساتویں برس کا سبت
اور پچاسویں برس کا سبت یعنے جوبلی کا سبت مقرر کیا تھا تو اُس میں کیا قباحت ہوئی۔
پنڈت جی بے فائدہ بول اُٹھے +

سبت کا دن بھی انسان کے لئے بنایا گیا جیسے اور دن بنائے گئے مگر یہہ خاص کاموں
کے لئے پاک ٹھہرایا گیا۔ جو لوگ جسم کے آرام اور روح کی خوراک کے دشمن ہیں وہ اس کو
نہ مانیں تو کس کا نقصان ہے +

سوال (۳۴) تو اپنے پڑوسی پر جھوٹھی گواہی مت دے۔ تو اپنے پڑوسی کے
گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جورو اور اُس کے غلام اور اُس کی لونڈی اور اُس کے
بیل اور اُس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ مت کر۔ (۲۰: ۱۶ و ۱۷) +

(محقق) واہ! تب ہی تو عیسائی لوگ غیر ملک والوں کے مال پر ایسے جھکتے ہیں کہ جس
طرح پیاسا پانی پر بھوکھا اناج پر جیسی یہہ محض خود غرضی اور طرفداری کی بابت ہے ویسا
ہی عیسائیوں کا خدا ضرور ہے +

(رہبر) دراصل پنڈت جی کو سوال کرنے کا شعور نہ آیا۔ بائبل کی آیت منقول پیش کرنے
چاہیے تھا کہ عیسائیوں کو یوں کہتے کہ دیکھو تمہاری بائبل کیسی نیکوخوئی کی تعلیم دیتی ہے مگر تم لوگ
غیر ملک کے لوگوں کے مال پر یوں گرتے ہو جس طرح ہمارے وید میں آریوں کو حکم تھا کہ

ہر ایک کو جو کوئی نذر نہیں انڈیلتا ہے۔ جو تجھے خوش نہیں کرتا ہے قتل کر۔
اُس کی دولت ہم کو دے پوجاری اُسی کا انتظار کر رہا ہے" (رگوید منڈل پہلا منتر ۱۷۶
آیت ۴) پھر اندر سے دعا ہے کہ

"تو دساکے زور کو برباد کر۔ کاشکہ ہم اندر کی مدد سے اس خزانہ کو جو اُس نے جمع کیا
ہے بانٹ لیویں۔ باقی سب مرجاویں" (رگوید منڈل ۸۔ منتر ۴۰۔ آیت ۶)۔

پھر لفظ پڑوسی سے خودغرضی اور طرفداری نہیں پائی جاتی۔ یہہ لفظ بائبل میں ہے
اور وسیع معنوں میں مستعمل ہوا ہے پہلے تو مراد ہمسایہ کے جو اپنے گھر کے پاس رہتا ہے اور چونکہ
ہر فرد بشر محدود ہے تو وہ ایک محدود گرد و نواح میں اپنے میل جول کے کام کرسکتا ہے۔ اور پھر جب
اس طرح ہر محدود حلقے میں ہر ایک فرد بشر اپنے پڑوسی کو اپنے جیسا پیار کرتے تو ہمسایگت
ایک حلقہ دوسرے کو اور دوسرا تیسرے کو چھوتے چھوتے دریا کی لہروں کی طرح وسیع
ہوجاتا ہے اور جہاں تک نوع انسان آباد ہیں وہاں تک عالمگیر ہوجاتا ہے۔ یہہ وسیع مال
خداوند کی نظر میں تھا جب اُس نے پڑوسی کی تفصیل کی تھی اور فرمایا تھا کہ اپنے پڑوسی
سے اپنی مانند محبت رکھ (لوقا ۱۰: ۲۵-۳۷)۔

پھر اگرچہ مسیحی قوموں نے غیر قوموں کے ملکوں پر قبضہ کرلیا ہے اور اُن مفتوح لوگوں
سے خراج لیتے ہیں جیسا انگریزوں کی حکومت ہندوستان وغیرہ ممالک پر ہے مگر پنڈت جی
کا یہہ کہنا کہ وے ہندوستان کے مال پر ایسے جھکتے ہیں جس طرح پیاسا پانی پر (گویا ہندوؤں
کو انگریزوں کی طرف سے بدظن اور بدباطن کرنے والی تحریر ہے) صحیح نہیں ہے جس طرح ہند

آریوں نے دسیوس کے ساتھ کیا تھا اور محمود غزنوی وغیرہ نے ہندوؤں کے ساتھ کیا اُس طرح انگریزوں نے اہل ہند کے ساتھ بدسلوکی نہیں کی ہی۔ جو آرام اور حفاظت جان اور حفاظت اور ترقی تجارت اور ترقی علم کی انگریزوں کے ذریعہ سے ہندوستان کو ملی ہی اور مل رہی ہی وہ اُس تمام محصول سے زیادہ قیمتی ہی جو وے انتظام ملک کیواسطے ہندوستان سے وصول کرتے ہیں۔ اگر نئے آریہ پنڈت جی کی ایسی باتوں سے بھڑکیں تو پچھتانا پڑیگا۔ ایسی باتیں مشتہر کرنے سے پنڈت جی ملک کے خیرخواہ ثابت نہیں ہوتے +

مسیحی حکومتیں حتی المقدور اپنے خداوند کے سنہلے قانون کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتی ہیں اگر کسی نے زیادتی کی تو اپنی اپنی کارروائی کے جوابدہ ہیں۔ کسی کی ناجائز حرکتوں سے کلام اللہ پر دھبہ نہیں لگتا +

سوال (۴۴) جو کوئی کسی مرد کو مارے اور وہ مرجائے تو البتہ قتل کیا جائے اور اگر اُس شخص نے قتل کا قصد نہیں کیا اور خدا نے اُسکے ہاتھمیں اُسے گرفتار کروادیا تو میں تیرے لئے ایک جگہ ٹھہراؤنگا کہ جہیں میں وہ بھاگے۔ (۲۱: ۱۲ و ۱۳) +

(محقق) اگر خدا کا انصاف سچا ہی تو جب موسیٰ نے ایک آدمی کو مارا اور دفن کرکے بھاگ گیا تھا تو اُس کو یہہ سزا کیوں نہ ملی؟ اگر کہو کہ خدا نے وہ شخص موسیٰ کو مارنے کے واسطے سونپا تھا تو خدا طرفدار ٹھہرتا ہی کیونکہ اُس کا انصاف بادشاہ سے کیوں نہ ہونے دیا +

(رہبر) بیشک فقط خدا ہی ہی جو سچا انصاف کرسکتا ہی۔ اور اگرچہ دنیا میں کوئی حادثہ بغیر خدا کی مرضی کے وقوع میں نہیں آتا ہی۔ (متی ۱۰: ۲۹ و ۳۰۔ ایوب ۳۵: ۲۹۔ دانیل ۴: ۲۹ و ۳۵)۔ تاہم آدمی بھی اپنی مرضی سے کام کرتا ہی اور موسیٰ نے قومی ہمدردی کے سبب اُس دشمن اور قاتل مصری کو مارڈالا اور خدا نے موسیٰ کو قتل نہ کروایا اسلئے کہ وہ خون

ایسی سزا کے لائق نہ تھا کیونکہ موسیٰ نے ایک قاتل کے ہاتھ سے ایک جان بچائی تھی۔ تاہم موسیٰ کو بے وطن اور عاجز ہونا پڑا تھا۔ یہہ دونوں باتیں ۴۳ سوال کے جواب میں واضح کی گئی ہیں اس کے علاوہ یہہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ موسیٰ نے مصر کی حکمت میں تربیت پائی تھی مگر اُس کو وہ دانائی رسالت کی بلاہٹ کے بعد تک نہ آئی تھی جسکے باعث اُس نے یہہ حکم نافذ کیا جو پنڈت جی نے پیش کیا ہے یعنے وہ قبل رسالت سے بہت پہلے کا اور انسانی ہمدردی کا اثر تھا اور یہہ حکم پیغمبری پر ممتاز کئے جانے کے زمانہ کا ہے +

سوال (۴۵) خروج ۲۴: ۵ و ۶ و ۸ و ۱۲۔ اسکے جواب کے لئے دیکھو سوال (۴۴)

سوال (۴۶) (خروج ۳۳ باب) اور بولا تو میرا چہرا نہیں دیکھہ سکتا اِسلئے کہ کوئی اِنسان نہیں کہ مجھے دیکھے اور جیتا رہے۔ اور خداوند نے کہا دیکھہ یہہ جگہ میرے پاس ہے اور تو اِس چٹان پر کھڑا رہ۔ اور یوں ہوگا کہ جب میرے جلال کا گذر ہوگا تو میں تجھے کو اُس چٹان کی دراڑ میں رکھونگا اور جب تک نہ گذروں تجھے اپنی ہتھیلی سے ڈھانپونگا۔ اور پھر اپنی ہتھیلی اُٹھاؤنگا اور تو میرا پیچھا دیکھیگا لیکن میرا چہرہ ہرگز دکھائی نہ دیگا۔ (خروج ۳۳: ۲۰-۲۳) +

(محقق) دیکھئے عیسائیوں کا خدا تو صرف آدمی کی مانند مجسم ثابت ہوتا ہے اور موسیٰ کو دھوکھا دیکر آپ خود خدا بن گیا۔ اور یہہ کہنا کہ پیچھا دیکھیگا چہرا نہ دیکھیگا اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ سے اسکو ڈھانپا بھی نہ ہوگا۔ جب خدا نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ کو ڈھانپا ہوگا تب کیا اس نے اُسکے ہاتھ کی شکل نہ دیکھی ہوگی +

(رہبر) ہم کئی بار سمجھا چکے ہیں۔ کلام اللہ سے واضح کر چکے کہ خدا سب جگہ حاضر کہا گیا ہے اور کہ وہ اپنی روحانی ذات میں کسی کو دکھائی نہیں دیتا اور نہ کوئی اُسکو دیکھہ سکتا ہے چنانچہ مقام پیش کردہ میں بھی یہہ بات بڑی تاکید سے جتائی گئی ہے جس سے ثابت ہے کہ خدا

اپنی ذات میں آدمی کی مانند مجسم نہیں ہے لیکن منشا اسبات کے اظہار کا یہہ ہے کہ جس حال کوئی آدمی ہر جگہ حاضر نہیں ہو سکتا اور خدا اُس سے ہمکلام ہونا یا اُسکو الہام دینا چاہتا ہے تو کسی خاص طریق سے اور مکانی مظہروں میں بات کرتا تھا جنکو وہ بندے محسوس کر سکتے تھے۔ بعض مظہروں کا ذکر پیدایش کی کتاب میں ہوا۔ اب موسیٰ کے ساتھہ ہم کلامی کے ظہور اور قسم کے ہیں۔ مگر ہر زمانہ میں یعنے ابراہام سے لیکے موسیٰ تک اور بعد میں بھی وہی خدا ئے واحد طرح بطرح ظاہر ہو کے کلام کرتا رہا (خروج ۳: ۶) سو وہ کوئی دھوکہ باز آدمی نہیں تھا لیکن وہی خدا تھا جو ابراہام اور اضحاق اور یعقوب پر ظاہر ہوا تھا۔ اور وہ موسیٰ کے ساتھہ کئی طرح کے ظہوروں میں ہمکلام ہوا جنسے موسیٰ اور کل قوم کو یقین ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ ہی کلام کرتا تھا۔ چنانچہ :۔

اوّل۔ جھاڑی میں آگ کے شعلہ میں دکھائی دیا۔ موسیٰ کو آگ کا شعلہ ہی نظر آتا تھا جو ایک عارضی مظہر اللہ تھا اور وہ جو شعلہ میں سے بات کرتا تھا اُسکو خداوند کا فرشتہ لکھا ہے اور خداوند نے بھی اُسوقت موسیٰ کو رسالت پر مقرر کیا۔ اور اپنا نام وہ جو ہے ظاہر کیا ٭

دوسرا ظہور کوہ سینا کے اوپر ہوا اور اِس موقعہ پر موسیٰ کو شریعت دی گئی۔ اُس وقت ظہور کی صورت تنور کے سے دھوئیں اور کالی بدلی کی تھی اور اس میں سے خدا کی آواز موسیٰ کو سنائی گئی (خروج ۱۹: ۸ اور ۱۹ اور ۲۰: ۲۱) اور اِس موقعہ پر خدا کی طرف سے لوگوں کو بھی جتایا گیا کہ تُم نے دیکھا کہ میں نے آسمان پر سے تمہارے ساتھہ باتیں کیں" (۲۰: ۲۲) ٭

اِن دونوں ظہوروں میں خدا کی کوئی مجسم صورت موسیٰ یا لوگوں کو دکھائی نہیں دی تھی۔ خدا کی کوئی مجسم صورت نہیں ہے۔ اور اِس لیئے یہہ عارضی ظہور دکھائے گئے تاکہ لوگوں کو یقین آوے ٭

تیسرے شریعت دیئے جانے کے قریباً اختتام پر تیسرا مکاشفہ ہوا۔ موسیٰ نے خدا سے
عرض کی کہ مجھے اپنا جلال دکھا۔ (خروج ۳۳: ۱۸) اس پر خداوند نے وہ جواب دیا جو پنڈت جی نے
پیش کر کے بکواس کی ہے حالانکہ اس میں صاف کہا گیا ہے کہ خدا کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور اگر
بقول آپکے خدا کی آدمی کی سی مجسم صورت ہوتی تو اتنا تدارک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ موسیٰ
کو وہ صورت دکھلا دیتا۔ اُس مقام میں خدا کا چہرہ اور پیچھا اور ہاتھ مذکور ہونے سے آپنے
یہہ کج فہمی ظاہر کی ہے۔ حالانکہ اس بیان سے یہہ حاصل ہوتا ہے کہ چہرہ اور پیچھا اس
جلالی ظہور یا شکل کا مفہوم ہونا چاہیئے جس کی بابت خدا نے فرمایا کہ تیرے جلال کا گذر
ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی شبیہ یا ظہور جو خدا نے اُسوقت اختیار کیا صرف
ایک مظہر اسد تھا مگر وہ بھی ایسا تھا کہ موسیٰ کو جتایا گیا کہ تو اُسکو پورے طور سے دیکھ نہ سکیگا
اس ظہور کی دو طرفیں یعنے سامنا اور پیچھا فرق قرار دیے گئے۔ ایک یعنے چہرہ خدا کی جلالی
ذات کا مظہر جو قابل دیدار نہ ہوگا۔ اور دوسرا یعنے پیچھا ایسا مظہر ہوگا جو تو دیکھیگا۔ اور وہ
بھی تب جب اُسکا چہرہ گذر جائیگا اور خدا کے ہاتھ سے مراد قدرت یا مدد ہے (خروج ۱۵: ۶
۱ سلاطین ۱۸: ۴۶۔ زبور ۷۸: ۱۱) اور یوں خدا نے موسیٰ پر اپنی بے نظیر عظمت اور لوگوں
کے ساتھ تعلق رکھنے کی رغبت جتائی اس سے موسیٰ کو تسلی ہوئی اور اُس نے خدا سے
اپنی پہلی درخواست پھر کی کہ اے خداوند ہمارے بیچ میں ہو کے چل (خروج ۳۴: ۵ لغا
۳۴: ۹) اسپر جو پتا طریقہ ہم کلامی کا قایم کیا گیا جسکا اُسی سلسلہ میں مذکور ہوا ہے اور جو موسیٰ
کی باقی زندگی بھر جاری رہا اور جسکا نام موسیٰ نے جماعت کا خیمہ رکھا تھا (خروج ۳۳: ۷
وہ تمام مکاشفے جو احبار اور گنتی کی کتاب میں مذکور ہوئے ہیں اسی خیمہ میں سے دیئے گئے
تھے (احبار ۱: ۱۔ گنتی ۱: ۱) یہہ خیمہ کوہ سینا کے پاس کھڑا کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد جبتک
بنی اسرائیل کوہ سینا کے متصل خیمہ زن رہے وہ جماعت کا خیمہ الہام الہٰی کا ذریعہ تھا۔ اور

اِس لیئے احبار والی شرعیتوں کی بابت یہہ بھی کہا گیا ہی کہ رو سے احکام جو خداوند نے بنی اسرائیل کے لیئے کوہ سینا پر (کے پاس) موسیٰ کو فرمائے یہہ ہیں (احبار ۲۷: ۳۴) ⁘

اِس بیان سے ظاہر ہی کہ اپنے بندے موسیٰ کو ایسے غیر معمولی مگر محسوس طریقوں سے الہام بخشتا تھا کہ موسیٰ اور کل قوم اسرائیل بلکہ غیر قومیں بھی محسوس کرتی تھیں کہ خدا اُن کے ساتھہ کلام کرتا تھا۔ اور ویدوں کے مصنفوں والا حال نہیں تھا جنکو مطلق معلوم نہ تھا کہ کس خدا نے اُنکو تحریک دی تھی کہ اگنی اور اندر اور ورن یعنی آگ اور بادل کی گرج اور آندھیوں کو دیوتے جانکر اُنکی تعریفیں گیت لکھیں اور اُن سے گائے اور گھوڑوں اور بیٹوں اور فتح کے لیئے دعا کیا کریں۔ بلکہ بائبل کا خدا جسکو بائبل نادیدہ روح اور حاضر ناظر بیان کرتی ہی وہی اکیلا ہی جس کی حضوری کو اور الہام کو اُس کے بندے محسوس کرتے تھے اور لوگوں کو ثبوت دے سکتے تھے کہ وے خدا کے الہام سے بولتے تھے ⁘

سوالات (۴۷-۲۵ اور ۴۵) - احبار کی کتاب (جانوروں کی قربانی اور مسیح کا کفارہ) ⁘

سوالات ۴۷-۳۵ تک کتاب احبار پر کئے ہیں اور سوال (۴۵) خروج کی کتاب پر ان سب میں جانوروں کی قربانی کرنے کے احکام دیئے گئے اور پنڈت جی نے ہر ایک پر قریباً ایک ہی قسم کے سوال اور طعن کیئے ہیں اس لیئے اُن سب کا جواب بھی ایک ہی دیا جاتا ہی

سوال (۴۵) اور سلامتی کے ذبیح بیلوں سے خداوند کے لیئے ذبح کیئے اور موسیٰ نے آدھا خون لیکر باسنوں میں رکھا اور آدھا قربانگاہ پر چھڑکا۔ اور موسیٰ نے اُس لہو کو لیکر لوگوں پر چھڑکا اور کہا کہ یہہ اُس عہد کا لہو ہی جو کہ خداوند نے اُن باتوں کی بابت تمہارے ساتھہ باندھا ہی اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ پہاڑ پر مجھہ پاس آ اور وہاں رہ اور میں تجھے پتھر کی لوحیں اور شریعت اور احکام جو میں نے لکھے ہیں دونگا (خروج ۲۴: ۵ و ۶ و ۸ و ۱۲) ⁘

س (۴۷)-(احبار ۱: ۱ و ۲) +

س (۴۸)-(احبار ۱: ۵ و ۹) +

س (۴۹)-(احبار ۴: ۱-۴) +

س (۵۰)-(احبار ۴: ۲۲-۲۴) +

س (۵۱)-(احبار ۵: ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳) +

س (۵۲)-(احبار ۷: ۸ و ۹) +

پنڈت جی نے اِن مقامات پر اپنے سوالوں میں جانوروں کا گوشت کھانے یا اُنکی قربانی کرنے کی تردید میں کوئی واجبی دلیل تو نہیں دی ہی صرف مکرّر سہ کرّر یہی کہدیا ہی کہ یہہ گناہ ہی اور وحشیانہ کام ہی - اور سوال ۵۲ میں ایک خیالی بات پیش کی ہی +

(محقق) کیا یہہ بات ممکن ہی کہ کوئی شخص ایک لڑکے کو مروا ڈالے اور دوسرے لڑکے کو اُس کا گوشت کھلاوے ؟ ویسے ہی سب اِنسان چرند و پرند وغیرہ جاندار خدا کے گویا بیٹے ہیں - خدا ایسا کام کبھی نہیں کرسکتا - اسلئے نہ یہہ بائبل خدا کا کلام ہی اور نہ اُسکا بیان کردہ خدا سچا خدا ہی +

(رہبر) (۱) آپکی اس مثال اور اُس کے فرضی نتیجہ کی تردید بائبل سے یوں ہوتی ہی کہ جانور کو مار کر کھانے اور اِنسان کو قتل کرنے میں بہت ہی بڑا فرق بتلایا گیا ہی اور اِنسان او حیوان کو یکساں نہیں ٹھہرایا ہی - چنانچہ نوح جو موجودہ نوعِ اِنسان کا باپ تھا اُس کو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ سب جیتے چلتے جانور تمہارے کھانے کے واسطے ہیں میں نے اُن سب کو نباتات کی مانند تمہیں دیا - مگر تم گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اُس کی جان ہی مت کھانا - میں صرف تمہاری ہی جان کے لہو کا بدلا لونگا - ہر ایک جانور سے اور ہر ایک آدمی کے ہاتھ سے اُس کا بدلا لونگا آدمی کی جان کا بدلا ہر ایک آدمی کے ہاتھ سے کہ اُسکا بھائی ہی لونگا - جو کوئی آدمی کا لہو

بہاوے آدمی ہی سے اُس کا لہو بہایا جائیگا۔ کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا ہی (پیدایش ۹: ۳-۶) دیکھئے انسان اور حیوان میں کیسا فرق بیان کیا گیا ہی۔ اور فی الواقعی بھی ایسا ہی فرق ہی۔ خداوند یسوع مسیح نے بھی اس فرق کو قائم رکھا ہی دیکھو (متی ۱۰: ۲۹-۳۱ اور ۱۶: ۲۶)+

(۲) پھر جانداروں میں پرورش کا نیچری قانون بائبل کے بیان کی تائید کرتا ہی خشکی کے درندے چوپائے اور شکاری پرندے اور سمندر کی مچھلیاں اور مچھلی خور پرندے اس کی مثال ہیں اور اُن میں دوسرے جانوروں کو مار کر کھانے کی رغبت اور مارنے کے ہتھیار خالق نے موضوع کیئے ہیں۔ اور یہہ قانون بھی ظاہر ہی کہ جو جانور کھائے جاتے ہیں وہ کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ قریباً ویسی ہی کثرت سے جیسے ساگ پات اور اناج ہوتا ہی۔ کیوں پنڈت جی اب نظر آتا ہی کہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کس کس طرح ایک جانور مروا کر دوسرے جانور کو کھلاتا اور اُس کی پرورش کرتا ہی اور ساتھہ ہی آپ یہہ بھی دیکھئے کہ اس طرح انسان کی جان پر اور جانوروں کا گذارہ نہیں ہی۔ کیونکہ بائبل میں یہہ بھی فرمایا گیا ہی کہ وے (جاندار) تمہارے بس میں کیئے گئے (پیدایش ۹: ۲) اگر جانوروں کو مار کر کھانا فی النفسہ گناہ ہوتا تو خدا تعالیٰ ایسا انتظام نہ کرتا +

پھر جانوروں کی قربانی سے گناہ کا کفارہ ہونے کی بابت پنڈت جی سوال ۱۵ میں یوں لکھتے ہیں +

(محقق) سنئیے۔ عیسائیوں میں امیر یا غریب کوئی بھی گناہ کرنے سے نہیں ڈرتا ہوگا کیونکہ اُن کے خدا نے گناہوں کا کفارہ سہل کر رکھا ہی۔ یہہ بات عیسائیوں کی بائبل میں بڑی عجب ہی کہ بلا تکلیف کیئے گناہ سے گناہ چھوٹ جائے۔ یعنے ایک تو گناہ کیا اور دوسرے جانداروں کی جان لی اور خوب مزے سے گوشت کھایا اور گناہ بھی چھوٹ گیا

اور جب سب گناہوں کا کفارہ ایسا ہی ہو تو پھر عیسیٰ پر ایمان لانے سے گناہوں کے دُور ہو جانیکا بکھیڑا کیوں مچا رکھا ہے؟

(۲۴) اگرچہ جانوروں کی قربانی نہ صرف بنی اسرائیل میں بلکہ کُل قوموں میں عبادت کا ایک طریقہ رائج رہا ہے تاہم جب قربانی کے آغاز پر غور کرتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کی عبادت اور جانور کی قربانی میں کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ مذہب میں اور جانور کی قربانی میں کیا نسبت ہے؟

اگر انسان کی مجرد عقل (بلا مدد الہام) کی رو سے جانچا جاوے تو ان دونوں باتوں میں کوئی رشتہ دکھائی نہیں دیتا اگر خدا کو راضی کرنا تھا یا اُس کی نیکی کے عوض میں شکرگذاری ادا کرنی تھی تو یہ خیال انسان کے دل میں کیونکر آسکتا تھا کہ ایک غریب بھیڑ یا گائے کی جان مارنے سے وہ خدا خوش ہو جائیگا؟ اِس کے برعکس یہ خیال اُٹھتا جیسا فیثاغورث اور افلاطون اور گوتم بُدھ اور اُس کے بعد اور ہندوؤں کا بھی ہو گیا اور اب دیانند جی کو بھی ویسی سُوجھی کہ ایسی عبادت سراسر ظلم اور بے رحمی سے پُر ہے اور ایسا خدا خدا نہیں۔ مگر باوجود اِس پُر رحم اور دردمند خیال کے جانوروں کو مار کر قربانی دینے کا رواج عالمگیر رہا ہے سچ ہے پہلے سب ملکوں اور سب زمانوں میں اِس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں میں اِس بات کا رواج خود بخود نہیں ہوا لیکن شروع آبادی میں خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا جو ہر چیز کا مالک ہے اور گو لوگوں نے قربانی اور خدا کے راضی ہونے میں اپنے گناہ اور اُس کے جیوانی کفارہ میں کوئی لازمی رشتہ سمجھا یا نہ سمجھا مگر کُل جیسے تیسے کرتے رہے ہیں۔ بالفعل ہم اور قوموں کا ذکر چھوڑ کر فقط بائبل کی تعلیم کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ہابیل اور نوح کی قربانیوں سے طرح دیکھے توریت پر غور کریں کہ اُس میں قربانی کے ذریعہ کفارہ دینے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے۔ دیکھو احبار ۱۷: ۱۱ - بدن کی حیات لہو میں ہے سو میں نے مذبح پر وہ تم کو دیا

ہو کہ اُس سے تمہاری جانوں کے لئے کفارہ ہو کیونکہ وہ جس سے کسی جان کا کفارہ ہوتا ہو سو لہو ہی۔ خدا کی رحمت انسان پر یہہ ہوئی کہ وہ گناہ کر کے ہلاکت کو نہ پہنچے مگر حیوان کی جان کا ذبیحہ اپنی جان کے بدلے خداوند کے آگے چڑھاوے تو اُس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا یعنے گناہ ڈھانپے جائینگے۔ نوح سے پہلے اور اُس کے بعد بھی قربانی کے اجرا کی یہی وجہ اور غرض تھی۔ شروع ہی سے یہہ فتویٰ تھا کہ جس دن تو نافرمانی کریگا تو ضرور مریگا۔ اور انسان نے گناہ کیا تو عدل متقاضی تھا کہ اُس کی جان اس سے لے لی جاوے۔ مگر خدا اپنی رحمت سے انسان کو اس مشکل سے ایک سہل طور سے بچانا چاہتا ہو کہ اُس کی جان کے بدلے میں جانوروں کی جان لینا منظور کرتا ہی۔ اور یوں جانور کے مرنے میں گویا انسان کا مرنا قرار دیا گیا۔ انسان کے واسطے یہ بڑی رحمت ہی کو خدا کی یہہ رحمت کیوں بُری لگی

باوجود اِس کے اِثبات کے دوسرے پہلو پر بھی غور کیا چاہئے اور وہ یہہ ہو کہ اگرچہ یہہ مناسب قرار دیا گیا کہ جانور کی جان انسان کی جان کے بدلے میں عوضانہ ہو مگر دوسری طرف یہہ بات ہو کہ درحقیقت ہو نہیں سکتا کہ بیلوں اور بکروں کا لہو گناہوں کو مٹاوے (عبرانیوں ۱۰: ۴) کیونکہ انسان اور حیوان میں بہت فرق ہی۔ وہ یکساں جیو نہیں ہیں۔ اِنسان ذی عقل اور جوابدہ اور بیش قیمت روح والا مخلوق ہی جس طرح چاہے اپنے لئے سوچے اور کرے نیکی اور بدی کرنے جوگ ہی۔ مگر جانور بے شعور بے ضمیر گناہ اور پاکیزگی سے بیگانہ ہی۔ اور اِس لئے جوابدہ نہیں ہی۔ اور نیز اپنی خوشی سے نہیں لیکن فدیہ دینے کے لئے مجبور کیا جاتا تھا۔ اِس لئے گنہگار انسان کے لئے پورا کفّارہ نہیں ہوسکتا تھا۔ لہذا حیوان کا لہو جو خدا نے انسان کو ذبح پر دیا صرف ایک عارضی انتظام ہوسکتا تھا جسکو قدوس اور عادل خدا نے جاری کیا اور جاری رہنے دیا تا وقتیکہ اعلیٰ اور اصلی عوضانہ دیا نہ جاوے۔ اور قربانی کو بنی اسرائیل کے لئے

عارضی طور پر بھی مقرر نہ کرتا اگر اس کے ازلی ارادہ او مصلحت میں ایک حقیقی اور مناسب قربانی ٹھہرائی ہوئی نہ ہوتی اور وہ اصلی قربانی خداوند یسوع مسیح تھا (۱-پطرس ۱: ۱۸-۲۱) اب فقط اسی پر ایمان طلب کیا جاتا ہے ۔

یہہ بھی یاد رہے کہ یہہ کوئی فرضی بات نہیں ہے کہ توریت والی قربانیاں ایک عارضی انتظام تھا اور کہ اُن کا اشارہ ایک اصلی اور بڑی قربانی کی طرف تھا۔ اور اگرچہ بنی اسرائیل جانوروں کی قربانیوں کو اُس اصلی قربانی کا اشارہ یا علامت پورے طور سے سمجھ نہیں سکتے تھے تو بھی خدا نے اُنکو نبیوں کی معرفت جتا دیا تھا کہ جانور در اصل انسان کی جان کا فدیہ نہیں ہو سکتے چنانچہ ۔

اوّل یہہ جتایا گیا تھا کہ جانوروں کی قربانی ناقص ہے "میں تجہہ کو تیرے ذبیحوں کی بابت ملامت نہیں کرونگا کہ تیری سوختنی قربانیاں تو ہمیشہ میرے آگے ہیں میں تیرے گھر کا بیل نہ لونگا نہ تیرے باڑے کا بکرا۔ کہ جنگل کے سب جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے حیوانات ہزار ہا ہزار اگر میں بھوکا ہوتا تو تجہہ سے نہ کہتا کہ دنیا اور اُس کی معموری میری ہی ہے کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں یا بکروں کا لہو پیتا ہوں" ؟ (زبور ۵۰: ۸-۱۳) اور بھی دیکھو یسعیاہ ۱: ۱۱ یرمیاہ ۶: ۲۰۔ اور میکاہ ۶: ۶ ۔

دوم - یہہ جتایا گیا تھا کہ قربانیوں کا انتظام عارضی ہے اور بند ہو جائیگا ۔

مقامات مذکورہ سے بھی یہہ بات مصرّح ہے لیکن جب وہ اصلی قربانی یعنے مسیح موعود آویگا تو وہ لوگوں کے گناہوں کے بدلے مارا جائیگا اور تب قربانیاں بند ہو جائینگی (دیکھو یسعیاہ ۵۳ باب اور دانیل ۹: ۲۷) اِس کے مطابق انجیل مقدس کا یہہ مقدم مدعا ہے کہ خداوند یسوع کو وہ مسیح موعود اور اُن قربانیوں کا اصل ثابت کرے جسکا وہ صرف سایہ تھیں۔ چنانچہ مسیح خداوند نے اِس بات کو اپنے اوپر صادق ٹھہرایا کہ ابن آدم اسلئے آیا کہ اپنی جان

بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے گئے (متی ۲۰: ۲۸) اور مقابلہ کرو متی ۵: ۱۷-لوقا ۲۴: ۴۴ یوحنا ۳: ۱۴ و ۱۵-اور ۱۲: ۳۲ و ۳۳-ان الٰہی تقاضوں کے مطابق خداوند یسوع کفارہ دینے کے لئے صلیب پر قربان ہوا اور مردوں میں سے تیسرے دن زندہ ہو کر ثابت کیا کہ وہ اصلی کفارہ تھا (رومیوں ۴: ۲۵)

سوئم-عہد عتیق میں یہ بھی جتایا گیا تھا کہ انسان کی جان لاقیمت ہے-کوئی چیز اُس کا فدیہ نہیں ہو سکتی-دیکھو زبور ۴۹: ۷ و ۸-"اُن میں سے کسی کا مقدور نہیں کہ اپنے بھائی کو چھڑاوے یا اُس کا کفارہ خدا کو دیوے کہ اُن کی جان کا فدیہ بھاری ہے-یہ کام ابد تک موقوف رکھنا ہوگا" خداوند یسوع نے انجیل میں روح کی توقیر اور گراں بہائی پر اور بھی زور دیا ہے کہ اگر آدمی ساری دنیا حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھاوے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ اور آدمی اپنی جان کے بدلے کیا دیگا؟ (اور بھی دیکھو لوقا ۱۲: ۱۳-۲۱) اِس لئے دنیا کی دولت اور جانوروں کی قربانی کی بہ نسبت انسان کی جان کے لئے کوئی گراں بہا کفارہ درکار تھا اور اِس لئے خدا کی طرف سے مذکورہ بالا انتظام قرار پایا کہ مسیح خداوند گنہگاروں کے بدلے کفارہ ہوئے-اور مسیح خداوند کا گنہگاروں کے بدلے میں کفارہ ہونا ذی شعور گنہگاروں اور اُن کی سزا کے ساتھ نسبت رکھتا ہے اور وہ اِس طرح سے کہ اگرچہ وہ آسمانی الٰہی شخص تھا تو بھی وہ مجسم ہوا انسان کی شکل بنا (یوحنا ۱: ۱۴-فلپیوں ۲: ۷) تاکہ وہ اُن باتوں میں جو خدا سے نسبت رکھیں لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کرنے کے واسطے ایک رحیم اور دیانتدار سردار کاہن بنے (عبرانیوں ۲: ۱۷) اور اُس نے جو کچھ کیا اپنی خوشی مرضی سے کیا اور اُس کے کرنے پر قادر تھا-"میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں میں اُسے آپ سے دیتا ہوں-میرا اختیار ہے کہ اُسے دوں اور میرا اختیار ہے کہ اُسے پھر لوں" (یوحنا ۱۰: ۱۵ و ۱۸-مقابلہ متی ۲۸: ۶)

اب کوئی قربانی گذرانی نہیں جاتی ہی کیونکہ مسیح نے ایک ہی قربانی گذراننے سے مقدسوں کو ہمیشہ کے لیئے کامل کیا (عبرانیوں ۱۰: ۱۴) اور مسیح کے زمانے سے خدا نے فی الواقعی اُن قربانیوں کو بند کردیا ہی۔ اِس لیئے اب فقط خداوند یسوع مسیح پر نجات کے لیئے ایمان لانا شرط ہی۔ مکرّر یاد دلایا جاتا ہی کہ خدا کے رحم سے پھر اِنسان کے لیئے نجات مفت ہی ہم اُس کو اپنے کاموں سے خرید نہیں سکتے۔ اگر کام اچھّے ہوتے تو اِنسان گنہگار ہی کیوں ہوتا۔ مسیح کے ایمانداروں پر یہہ فرض ہوجاتا ہی کہ گناہ نہ کریں (۱۔ یوحنا ۳: ۶) لیکن باقی سب کیا امیر کیا غریب گناہ کے تحت میں ہیں اور اِس حالت میں اُن کو چھٹی ہی کہ گناہ کریں مگر ایکدن جواب دہی کرنی پڑیگی۔ پس پنڈت جی جانوروں کی قربانی اور مسیح خداوند کے کفارہ کی کیفیت ہی آپ بلاسوچے سمجھے دق ہوگئے +

پنڈت دیانند کے اِن سوالات میں ایک اور بات جو خاص توجہ کے قابل سمجھتا ہوں وہ ۴۵ سوال میں حسب ذیل لکھی ہیں +

(محقق) انجیل کے ہی بُرے خیالات لیکر ویدوں پر بھی یہہ لوگ ایسا جھوٹھ بہتان لگانا چاہتے ہیں۔ مگر ویدوں میں ایسی باتوں کا نام تک بھی نہیں۔ (اِس کی تائید میں ستیارتھ پرکاش کا مترجم بھی یہہ نوٹ دیتا ہی +

(نوٹ منجانب مترجم) چنانچہ رگوید منڈل اول سوکت ۱۶۲ کے منتروں کا میکس مولر نے من مانا ترجمہ کرکے اپنی بائبل کے وحشیانہ مسئلہ یعنی حیوانوں کی قربانیاں کی تائید کی ہی میکس مولر اور اُس سرکھے دیگر متعصب عیسائی فاضلوں کی غلطیوں کی نہایت زبردست اور عالمانہ تردید مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج کے سچّے شش پنڈت گرودت جی ودیارتھی ایم۔ اے۔ نے رسالہ بنام ویدک میگزین نمبر سوم میں کی ہی۔ ہر ایک حق پسند کو پنڈت گورودت جی کی اِن تصنیفات کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے +

رہبر، اسی طرح براہمنوں نے عام ہندوؤں کو اُن کے مذہب کی پرانی کتابوں کی باتوں سے لاعلم رکھا اور ہم اہلِ یوروپ اور امریکہ کے شکرگذار ہیں جنہوں نے ہمارے آبائی مذہب کے بھید ظاہر کیے ہیں۔ اور اپنا پیسہ اور وقت اور لیاقت اِس کام میں صرف کیا ہے۔ اور ہم یہہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دیانندجی جیسے اصلاح کنندے ویدوں والا مذہب سچ مچ جاری کرتے تو کاٹھیاوار سے کہیں دور دکھن میں جانا پڑتا پنجاب میں آنا آپ کی صحت کے لیے مضر ہو جاتا ٭

مترجم کی بات پروفیسر میکس مُلر کی سندیا اور پنڈت گرودت کی تعریف میں اس حقیقت سے کُھل جاتی ہے کہ ویدوں اور اُپنشدوں کے معنے کرنے میں ہندو سنسکرت دان خود ایک دوسرے کے برخلاف رہتے ہیں۔ میں صرف شنکر آچاریہ اور مادھو اور راجہ رام موہن رائے کے نام پیش کرتا ہوں۔ یہہ عالم ایک دوسرے کے ترجمے نہیں مانتے تو کیا مضائقہ ہے اگر دیانند اور میکس مُلر میں نااتفاقی ہو۔ مگر اتنا پھر بھی کہتا ہوں کہ ہندو عالموں کو اپنے اپنے متنوں کا پاس تھا جیسے دیانند کو بھی تھا اور جو معنے یہہ لوگ کرتے رہے ایسے تحقیق اور صدق کے ساتھ نہیں کئے جیسے میکس مُلر اور وہٹنی اور مانیر ولیمس اور ولسن اور گرفتھ نے کئے ہیں جن کو کسی متن کا پاس نہیں تھا لیکن حتی المقدور متن کو پیش کرنے کے ساعی تھے۔ اور پنڈت جی کہتے ہیں کہ یہہ لوگ (عیسائی) ویدوں پر ایسا بہتان لگاتے بالکل غلط ہے۔ اول تو یہہ بہتان نہیں حقیقت ہے دوسرے صرف عیسائی عالم ہی یہہ بات نہیں کہتے بلکہ ہندوؤں میں سے ڈاکٹر راجندر لال متر جیسے یکتا سنسکرت دان بڑی تحقیق سے اسبات کا اقرار کرتے ہیں کہ ویدوں میں جانوروں کی قربانی کا ویسا ہی حال ہے جیسا توریت کی کتاب احبار میں ہے۔ لہذا پنڈت گرودت کی ہیگذین کے ساتھ ڈاکٹر متر کی کتاب (انڈو آرینز) اور ڈاکٹر میکڈونلڈ صاحب کی کتاب ویدک براہمنہ بھی سامنے رکھی جاویں۔ ڈاکٹر متر صاحب

کی تحقیق سے چند بانگیاں آگے چلکر دکھائی جائینگی۔ بالفعل میں رگوید منڈل اوّل سوکت ۱۶۲ جسکی طرف مترجم نے اشارہ کیا ہی پروفیسر گرفتھ (بنارس) کے ترجمہ سے درج کرتا ہوں یہہ سوکت اور سوکت ۱۶۳ اشوامیدہا یعنے گھوڑے کی قربانی کے بیان میں ہیں۔ یہہ کرکے پھر رگوید سے اور مقامات بھی پیش کرونگا جن میں سانڈوں اور بیلوں اور بنجر گؤوں اور مینڈھوں کی قربانی کے ذکر پائے جاتے ہیں۔ رگوید منڈل پہلا۔ منتر ۱۶۲۔ (گھوڑا)

(۱) ہماری تحقیر نہ کرائے ورن۔ اریہمن یا متر ا۔ رتھبوکشن۔ اندر۔ آیا یا ماروت جب ہم جماعت کے درمیان مضبوط۔ دیوا وتار گھوڑے کی خوبیوں کا بیان کرتے ہیں +

(۲) جس* وقت وے بادپا کے آگے آگے جو ساز و سامان اور دولت سے ڈھلا ہوا ہوتا ہے نذر لیجاتے ہیں اور چتکبری بکری سیدھی آگے میمیاتی ہوئی اُس جگہ کو جاتی ہی جو اندر ا اور پوشن کو پیاری ہی +

(۳) سب دیوتوں کی پیاری۔ یہہ بکری۔ پوشن کا حصہ مضبوط بادپا کے ساتھہ پہلے لیجائی جاتی ہی جبکہ توشٹرا اسکو اسپ کے ساتھہ۔ پسندیدہ مقدم قربانی (کے طور پر) جلال کو بھیجتا ہی +

(۴) جب‡ تین مرتبہ لوگ گھوڑے کو ترتیب وار گرد پھراتے ہیں جو بطور لائق نذرانہ کے دیوتوں کے پاس جاتا ہی تو بکری اُس کے آگے جاتی ہی جو پوشن کا حصہ ہی۔ اور دیوتوں کو قربانی کی خبر دیتی ہی +

---

* نوٹ (۲) یہہ بکری قربانی کے کھنبے کے پاس گھوڑے کے ساتھہ باندھی جاتی تھی۔ منہ

‡ نوٹ (۴) اس قربانی کی غرض یہہ ہی کہ گھوڑے کو دیوتوں کے پاس بھیجیں تاکہ وہ قربانی دینے والوں کے لئے دولت اور دیگر برکتیں حاصل کرے۔ منہ +

(۵*) اے بلانے والے۔ خدمت کرنے والے کاہن۔ کفارہ کرنے والے۔ آگ سُلگانے
والے۔ سوما نچوڑنے والے۔ دانا مکرر سُنانے والے +
اِس عمدہ ترتیب دادہ قربانی کے ساتھ جو خوب مکمل ہو تم دریاؤں کے نالوں# کو
بھرپور کردو +
(۶) کھمبے کو تراشنے والے اور اُس کو اُٹھا کر لانے والے اور وے جو لٹّو تراشتے
ہیں تاکہ گھوڑے کے کھمبے کو سجا دیں وے جو گھوڑے کے لیے پکانے کے برتن تیار
کرتے ہیں کاشکہ اِن کی منظوری کی مدد ہمارے کام کو سرفراز کرے +
(۷) دیوتوں کے مُلک کے لئے گھوڑا اپنی ہموار پیٹھ کے ساتھ نکلا ہی۔ میری دُعا
اُس کی خدمتگار رہی۔ اُس میں گانیوالے اور دانا خوشی کرتے ہیں۔ دیوتوں کی ضیافت
کے لئے ہم نے ایک اچھا دوست جیتا ہی +
(۸) کاشکہ تیز رفتار دیا کی اگاڑی اور اُس کی پچھاڑی اور سر و وال اور زیر تنگ
اور اُس پر کی رسیّاں۔ اور گھاس جو اُس کو پہنانے کے لئے اُس کے منہ میں ڈالی
جاتی ہی دیوتوں کے درمیان یہہ سب بھی تیرے ساتھ ہو ویں +
(۹) جو حصّہ گھوڑے کے گوشت کا مکھی نے کھایا ہی یا کھمبے یا کلہاری کے ساتھ
لگا رہ گیا ہی یا جھٹکا کرنے والے کے ہاتھوں اور ناخنوں میں لگا رہا دیوتوں کے درمیان
یہہ سب بھی تیرے ساتھ ہو +
(۱۰) ناہضم خوراک جو اُس کے پیٹ سے نکل رہی ہو اور کچے گوشت کی کوئی باقیماندہ بو +

* نوٹ (۵) یہہ سولہ کاہنوں میں سے آٹھ کے لقب ہیں جو رسمیں ادا کیا کرتے تھے۔ دانا کل
کارروائی کا سپرنٹنڈنٹ ہوتا تھا۔ منہ

نوٹ۔ نالوں کو بھرپور کردو۔ یعنے بارش کی کثرت حاصل کرو۔ یا یہہ کہ نذرانے بہتایت سے ادا کرو +

اِس کو قربانی دینے والے درست کریں اور قربانی کو پوری طرح پکا کے تیار کریں +

(۱۱) جو کچھ تیرے بدن سے جو آگ سے بھونا جاتا ہے ٹپکے جب تو سیکھ پر رکھا جاتا ہے۔ تو وہ زمین یا گھاس پر نہ پڑے پروائی سے پڑا رہنے نہ پاوے لیکن سب نر شتے دیوتوں کو نذر کیا جاوے +

(۱۲) وے جو یہہ دیکھکر کہ گھوڑا تیار ہو چکا پکارتے اور کہتے ہیں کہ بو اچھی ہے۔ تو اُسے ہٹا لو اور گوشت مانگ کر اُس کے بانٹے جانے کا انتظار کرتے ہیں۔ اُن کی منظوری کی مدد ہماری محنت کو سرفراز کرے +

(۱۳) گوشت پکانے کے ہنڈا (دیگ) کا جانچ کرنے والا نر سول۔ برتن جن میں سے شوربا چھڑکا جاتا ہے۔ گرم کرنے والی ہانڈیاں۔ طباقوں کے ڈھکنے۔ کٹیے۔ سیخیں جن پر دھر کے کاٹتے ہیں۔ یہہ سب گھوڑے کی خدمت میں ہیں +

(۱۴) روانہ ہونے کی جگہ۔ اُس کے آرام کرنے اور لوٹنے کی جگہ۔ رسّے جن سے گھوڑے کے پیر بندھے تھے۔ پانی جو اُس نے پیا۔ کھانا جو اُس نے چکھا تھا دیوتوں کے درمیان یہہ سب بھی تیری خدمت میں ہوئیں +

(۱۸)* تیز گھوڑے کی چار اور تیس پسلیوں کو جو دیوتوں سے نسبت رکھتی ہیں قاتل کی کلہاڑی چھیدتی ہے تم ہوشیاری سے کاٹو تا کہ ٹکڑے بے نقص ہوویں اور ہر ایک ٹکڑا نام بول بولکے چیرو +

(۱۹)+ تو شتر کے گھوڑے کا ایک چیرنے والا ہے۔ یہی دستور ہے۔ دو ہیں جو اس کی

---

* نوٹ (۱۸) ہر ایک ٹکڑا بول بول کے چیرنے والوں کو ہدایت ہے کہ جیسے جیسے وہ ٹکڑوں کو چیریں تو اُن کے نام بولتے جاویں۔ منہ

+ نوٹ (۱۹) پشیلوں میں گوشت کو پشیلوں کو فقڑوں کی صورت میں بنانا۔ منہ

ہدایت کرتے ہیں۔ اُس کے اعضا میں سے ایسے جیسے میں ترتیب وار تقسیم کرتا ہوں یہہ سب میں پنڈوں میں آگ کے درمیان نذر کرتا ہوں +

(۲۰)* جب تو آتا ہی تو تیری پیاری روح تجھے نہ جلاوے۔ کلہاڑی تیرے بدن میں اٹک نہ رہے۔ کوئی لالچی اناڑی جھٹکا کرنے والا جوڑوں پر سے چوک کر بیجا طور سے تیرے عضووں کو چیر پھاڑ نہ ڈالے +

(۲۱)† نہیں۔ تو یہاں مرتا نہیں ہی تجھے نقصان نہیں ہوتا۔ تو آسان رستوں سے دیوتوں کے پاس جاتا ہی +

اب کمیت (گھوڑے) چتکبرے ہرن تیرے ساتھی ہیں اور گدھے کے کھینچنے کے ساتھ گھوڑا ہم جوا کیا گیا ہی +

(۲۲) کاش کہ یہہ گھوڑا ہمارے لئے سکل سمپت لاوے۔ اچھی گوؤں۔ اچھے گھوڑوں مردانہ اولاد کی دولت۔ آدتی ہمیں گناہ سے آزادگی بخشے۔ یہہ گھوڑا ہمارا نذرانوں کے ساتھ خداوندی دلاوے +

پنڈت جی نے ۴۸ سوال کے ضمن میں لکھا ہی کہ بھلا یہہ قصاب کے گھر سے کچھ کم لیا ہی۔ تو کیا آپ ویدک قصابوں کے یہہ جشن بھول گئے تھے؟ بھولے تو نہیں مگر دیدہ و دانستہ بھید چھپا گئے۔ دیکھئے وہ ویدک آریہ گھوڑا قربانی کرتے۔ کچھ ہنڈوں میں پکاتے کچھ سیخ کباب کرکے کھا جاتے اور گھوڑے کو تسلی دیتے تھے کہ تو دیوتوں میں گیا اور اپنے تئیں یہہ تسلی کہ ہم گناہ سے آزاد ہوئے۔ بنی اسرائیل تو قربانی کے جانوروں سے ایسی باتیں

* نوٹ (۲۰) تجھے نہ جلاوے۔ تجھے اداس نہ کرے۔ (منہ)

† نوٹ (۲۱) کمیت (گھوڑے) تو اب آسمان میں اندر کے کمیت گھوڑوں کی اور ماروت کے چتکبرے ہرن کی اور گدھے کی سنگت میں ہی جو آسوینوں کی رتھ کھینچتا ہی +

نہیں کرتے تھے +

پھر رگوید منڈل دوسرا۔ منتر ۲۔ آیت ۴-۶-

(۴) تو اے صاف کرنے والے اگنی اونچا چمکتا ہے۔ پرستش کے لائق۔ جب پاک تیل کے ساتھ پوجا جاتا ہے +

(۵)* تو ہمارا ہے اگنی بھارت۔ جس کی ہم بنجر گوؤں سے تعظیم کرتے ہیں +
بیلوں اور بچے والی گوؤں کے ساتھ +

(۶) لکڑی کھلایا گیا۔ پاک تیل سے تر کیا گیا۔ قدیم۔ بلانے والا۔ فائق۔ توانائی کا بیٹا جیسا (یہ اگنی دیوتا یعنے اِس آگ کی تعریف ہے جو لکڑی کو جلاتی اور تیل سے بھڑکتی ہے۔ اسی اگنی کو ویدک آریہ سب کچھ مانتے تھے) +

پھر رگوید منڈل ۱۰۔ منتر ۹۱۔ آیت ۱۴ میں اُسی اگنی کو یوں مخاطب کیا گیا ہے +

(۱۴) وہ جس میں گھوڑے و سانڈھ و بیل اور بنجر گوئیں اور مینڈھے مخصوص کیے جاکر قربانی کیے جاتے ہیں۔ اگنی کے لیے جس پر شوربا چھڑکا گیا ہے۔ میٹھے رس کا پینے والا۔ عطا کرنے والا۔ میں دل سے ایک عمدہ گیت پیدا کرتا ہوں +

پروفیسر گرفتھ صاحب کے ترجمہ سے بھی وہی بات ظاہر ہے جس سے پنڈت جی جی لگاتے تھے اور پروفیسر میکس مُلر نے من مانا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ اور جیسا اس منتر سے ہے اُس سے زیادہ منتروں سے ظاہر ہوگا۔ آجکل گوروں کی پلٹنوں میں گوؤں کی اس قدر طلب نہیں ہے جس قدر ویدک آریوں میں ان کی مانگ ہوا کرتی تھی +

ویدوں کے براہمنوں میں گھوڑے اور گائے بیل کی قربانیوں کا مفصل ذکر پایا جاتا ہے

---

* نوٹ۔ (۵) بچے والی گوؤں کے ساتھ aohtin padubhih سایانہ اسکے یہی معنے کرتا ہے
راتھا ور گراسمن سمجھتے ہیں کہ شعر جن کا وزن آٹھ حصے ہوتا ہے۔ (منہ)

اور اب میں ڈاکٹر راجندر لال مِتر کی کتاب انڈو آرین سے بیان اخذ کرتا ہوں جنہوں نے براہمنوں اور دیگر ہندو کتب سے دکھلایا ہو کہ اگلے زمانہ کے ہندو آریہ گھوڑے گائے بیل وغیرہ قربانی چڑھاتے تھے اور اُنکا گوشت شوق سے کھاتے تھے۔ ڈاکٹر مِتر صاحب اِس تحقیقات کو ہندوؤں کی دیگر اور نسبتاً جدید کتابوں سے شروع کرکے ویدوں کے براہمنوں میں ختم کرتے ہیں ٭

اوّل ہندو قصّوں کی کتابوں میں گاؤ کا گوشت کھانے کا تذکرہ ہو ٭

قصّوں کی کتابوں میں سے اُتّر رام چرت میں اُس تیاری کا ذکر ہی جو والمیک نے وشِشٹ کی مہمانداری کے لیئے کی تھی جس کے بارے میں اُس کے دو شاگردوں کی گفتگو حسب ذیل تھی ٭

بھانڈ آین۔ دیکھا اے سوداتکی ہمارا غریب خانہ! والمیک کی کُٹیہ نے تیاری کی صورت اختیار کی ہو کیسے آج غیر معمولی مہمانوں کی انتظاری ہی جنگلی ہرن غیر معمولی ٹکڑے کھاتے ہیں اور ہوا خوشبو سے بھری ہی ٭

سوداتکی۔ ضرور کوئی نادر سبب ہی تاکہ ہماری سفید ڈھاڑیاں اپنے سبق آج رہنے دیں ٭

بھانڈ آین۔ سبب تو ہی۔ اور وہ بھی کچھ چھوٹی سی بات نہیں ہی ٭

سو۔ میں تیری منّت کرتا ہوں مجھے بتلا کس بڑے بیل کے آنے کی انتظاری کریں ٭

بھانڈ آین۔ شرم کھا ٹھٹھا مت کر۔ بزرگ وشِشٹ وسر تہد کی رانیوں کو معہ ارن دھتی کے یہاں لاتا ہی۔ رِشی بھی رنگا سے ہمارے آقا کے گھر ہی ٭

سو۔ کیا وہ وشِشٹ ہی؟

بھانڈ آین۔ وہی ہی ٭

سو۔ میں معافی مانگتا ہوں میں نے سمجھا تھا کہ ہم کسی بھیڑیئے یا چیتے کی انتظاری میں ہیں ٭

بھاان - یہہ کیسے ؟

ستو - نہیں تو موٹا بچھڑا اُسکی ضیافت کے لئے کیوں مہیّا کیا گیا ہی ؟

بھاان - کیوں - کیا تم نہیں جانتے کہ وید جو ہماری پاک شرع کے حافظ ہیں ہدایت کرتے ہیں کہ گھر کا مالک اُن کو جو شروع میں تجربہ کار ہیں شہد والا کھانا اور اُس کے ساتھ بیل یا بچھڑے یا بکری کا گوشت دیوے اور گھر کا مالک برہمنوں سے ویسا ہی سلوک پاوےگا جیسا وے جو ویدوں میں عالم ہیں (پروفیسر ولسن ہندو تھی ایٹر - صفحہ ۳۳۹) *

اِسی طرح وسشٹ نے اپنی باری میں موٹے بچھڑے ذبح کئے تھے جب اُس نے وشوامتر جنک ستانند - جمدگنیہ اور اَور بزرگوں اور دوستوں کی ضیافت کی تھی - اور مہاویر چرت میں جب جمدگنیہ نے اُسے یہہ کہکے راغب کیا کہ بچھیا قربانی کے لئے تیار ہی اور کھانا گھی میں پکایا گیا ہی - اور تو ایک عالم ہی - عالموں کے گھر میں آ اور ضیافت میں شریک ہو ہم پر مہربانی کر *

اِن قصوں کی کتابوں کے مصنّف ایسی بات کا ذکر نہ کرتے اور نہ اپنے پڑھنے والوں کو رنجیدہ کرتے اگر اس بات کے لئے اُن کے پاس کافی سند نہ ہوتی کہ اُن کے پڑھنے والے اِس امر میں اُن کے ساتھ متفق ہونگے *

دوم منو دہرم شاستر میں جانوروں کا گوشت کھانا جائز کیا گیا ہی - چنانچہ وہ لکھتا ہی کہ گوشت مول لیکر یا کسی دوسرے کی مدد سے حاصل کر کے جو کوئی دیوتوں کی اوچار کر کے کھائے وہ گناہ نہیں کرتا (ادھیاہ ۵ - آیت ۳۲) لیکن منو نے گلئے کے گوشت کا نام کھانے کی چیز کر کے صاف بیان نہیں کیا ہی - تاہم اُن جانوروں کی فہرست میں جو انسان کے کھانے کے لائق ہیں - یہہ جانور لکھتا ہی یعنے - جھاؤ - چوہا چھپکلی - گینڈا - کچھو اور خرگوش - دانا قانون ساز پانچ انگلی والے جانوروں کا اور سارے چوپایوں کا گوشت (سوائے اونٹ کے) جو ایک قطار دانتوں کی رکھتے ہیں کھانے کے لئے روا ٹھہراتے ہیں اس فہرست میں گائے بھی آجاتی

ہو جس کے صرف ایک طرف کے دانت ہوتے ہیں یعنے صرف ایک قطار۔ اگر وہ انہیں خارج کرنا چاہتا تو مثل اونٹ کے اُس کو بھی مستثنا کرتا۔ علاوہ اس کے منو کی وہ ہدایتیں جو اُس نے برہمچاری کے واپس آنے کے موقع پر کی تھیں گائے کا گوشت کھانے کے بارے میں بالکل واضح ہیں۔ وہ کہتا ہو کہ اپنے فرائض ادا کرنے کی نسبت تعریف کیا جا کر۔ اور اپنے ذاتی یا روحانی باپ سے ویدوں کی پاک نعمت پا کر وہ ایک خوشنما پلنگ پر جو پھولوں کے ہار سے آراستہ کیا گیا ہو بیٹھے اور اُس کی شادی سے پہلے اس کا باپ مدہو پرکا کی رسم کے موافق گائے کا انعام دیکر اُسے عزت دیوے۔ (۳-۳) اور ایک اور مقام میں وہ بادشاہوں اور دیگر بڑے امیروں کی مہمانداری کے لئے مدہو پرکا (یعنے شہد والے کھانے) کی گائے کے گوشت کے ساتھ سفارش کرتا ہو۔

سوم۔ قدیم طب کی کتابوں میں گائے کا گوشت۔

اِن کتابوں میں بہ تفصیل زیادہ واضح ہی چرک سنگھتا جو مسیح سے پانچ یا چھ سو برس پہلے کی ہو اُس کے اُس باب میں جو کھانے کی بابت ہو ایک آیت میں ہو کہ گوؤں بھینسوں اور سوروں کا گوشت ہر روز نہیں کھانا چاہئے۔ اس سے صاف ظاہر ہو کہ گائے کا گوشت اُن دنوں کھانے کی چیز تھی لیکن مثل مچھلی۔ دہی۔ جو کی میٹھی ٹکیوں کے زیادہ گراں ہونے کے سبب روزمرہ کھانا منع کیا گیا تھا۔ دوسرے مقام میں اِس کتاب کا مصنف حاملہ عورتوں کے لئے گائے کے گوشت کی سفارش کرتا ہو۔ کیونکہ وہ پیٹ کے بچے کو طاقت دیتا ہو۔ دیگر حکمت کی کتابوں میں بھی ایسی ہدایتیں ہیں۔ اور گائے کا گوشت کہیں منع نہیں کیا ہو (اصل سنسکرت حوالوں کے لئے دیکھو انڈو۔ آرینس جلد اول صفحہ ۴۲۶)

چہارم۔ ویدوں اور کلپا اور سوتروں میں جانوروں اور گائے کی قربانی۔

یہہ گمان کرنا کہ منو اور طب اور قصّوں کی کتابیں اس امر میں ویدک زمانہ کے بعد کے افترا

ہیں جس طرح عیسائیوں میں رومن کیتھلکوں نے بائبل کے علاوہ اور قصے اور دستور جاری کر دیئے ہیں۔ یہہ خیالی مشابہت بیکار ہے کیونکہ ڈاکٹر رجندر لال مِتّر صاحب ثابت کرتے ہیں کہ ویدوں کے براہمنوں میں جانوروں کی قربانی اور گوشت خوری زیادہ تر مفصل بیان ہوئی ہیں اور مابعد کی مذکورہ کتابوں میں جانوروں کا گوشت کھانا اور قربانی کرنا ویدک براہمنوں کے وقت سے اور انہیں کی بنا پر جاری رہا تھا۔ چنانچہ

یجر وید کے براہمنہ میں قدیم ہندوؤں کی دینی زندگی کی پوری پوری کیفیت ملتی ہے چنانچہ تیتّریا براہمنہ کی کتاب ۳ باب ۸ میں چھوٹی قربانیوں کی یہہ تفصیل ہے:

کامیا اِشٹیس یعنے چھوٹی قربانیوں میں خاص دعاؤں کے ساتھ ایک ناٹا بیل وِشنو کے لئے قربانی کیا جاوے۔

ضعیف سینگوں والا بیل سانڈ جسکے ماتھے پر نشان ہو اندر کے لئے قربانی کیا جاوے اُس کے قربانیوں کے بانی ہونے یا وِترا کے قاتل ہونے کے لحاظ سے ایک موٹی ٹانگوں والی گائے اُسی کو ہوا کا حاکم ہونے کے لحاظ سے قربان کی جاوے۔

بانجھہ گائے وشنو اور ورن کے لئے۔

وہ گائے جس کا بچا گر گیا ہو اُوشہ بہپاد کے لئے۔

سانڈ جو کسی شادی یا رسم پر سنکلپ کیا گیا ہو اندر اور اگنی کے لئے۔

کالی گائے پُوشن کے لئے۔

جس گائے نے صرف ایک دفعہ بچہ دیا ہو وہ وایو کے لئے۔

ٹھوسلا بیل اندر کے لئے جو ہماری طاقتوں کو قوت دینے والا ہے۔

چتکبرا بیل ساوِتا کے لئے۔

دورنگی گائے مِتر اور ورن کے لئے۔

لال گائے رُودرہ کے لئے +

سفید بانجھ گائے سُریا کے لئے +

سفید بیل اِنترا کے لئے +

وہ گائے جو سانڈھ سے بے موقعہ ملائے جانے کے سبب کچا گرا چکی ہو وایو کے لئے وغیرہ وغیرہ +

اِس بیان سے نہ صرف ہندو آریوں کا گائے بیل کی قربانی کرنا ثابت بلکہ یہہ بھی مصرح ہو کہ براہمنہ کے بانی اِن دیوتوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ اور درجہ بدرجہ مانتے تھے گو آج کل کے دیانندی آریہ اُن کو ایک ایشور کے جُدا جُدا نام کہتے ہیں +

اِن چھوٹی قربانیوں کے علاوہ کئی ایک بڑی قربانیاں ہیں - جیسے راجہ سُویا - واج پیا اور اَسوہ میدھا وغیرہ - انکا ہم تھوڑا تھوڑا احوال اٹڈو آرئیں سے پیش کرتے ہیں +

اَسوہ میدھا

تیتر یا براہمنہ کتاب تیسری میں اسوہ میدھا کرنے کے لئے ایک سو اسّی [۱۸۰] پالو جانوروں کی قربانی کی ہدایت آئی ہے جن میں گھوڑے - سانڈھ - گائے - بکریاں - ہرن - اور نیل گائے وغیرہ شامل تھے +

ایسے موقعوں پر جنگلی جانور بھی قربانی کی جگہ لائے جاتے تھے لیکن تقدیس کے بعد چھوڑ دیئے جاتے تھے +

پنچیس آردیا

براہمنہ مذکورہ اس رسم قربانی کا ذکر بھی کرتا ہے - اِس میں بہت جانور ماروت دیوتوں (آندھی یا آندھی کے دیوتوں) کے اور پوجاریوں کی عیش کے لئے قربانی کئے جاتے تھے -

اس کے معنے ہیں پانچ برس والی موسم خزاں کی قربانی - قدیم ہندوستان میں اُس کا وہی مرتبہ تھا جو متاخرین ہندوؤں میں دُرگا پوجا کا ہے - وہ اپنے نام کے مطابق پانچ برس تک کی جاتی تھی اور ہر دفعہ پانچ روز تک رہتی تھی - یہہ ستمبر یا اکتوبر میں واقعہ ہوتا تھا - اس رسم کی نہایت ضروری چیزیں یہہ تھیں - سترہ پانچ سالہ بے کُب بونے سانڈھ اور اُتنی ہی تین سال سے کم کی بونی بچھیریاں - سانڈھ سنکلپ کرنے کے بعد چھوڑ دیئے جاتے تھے اور بچھیریاں واجبی دعاؤں اور رسموں کے بعد قربانی کی جاتی تھی - ہر روز تین اور باقی آخری دن - ایک ویدک قصہ کے مطابق اِس سبھا کا آغاز پرجاپتی سے ہوا تھا - اُس نے ایک دفعہ چاہا کہ دولت اور نوکر چاکروں میں امیر ہو جاؤں - اس نے پنچس اردیا کو پہچانا اور اُسے قابو کیا اور اُس سے ایک قربانی کی اور اُس کے ذریعہ سے دولت اور ملازموں میں امیر ہو گیا - جو کوئی (وید کہتا ہے) بڑا ہوا چاہے وہ پنچس اردیا کے ذریعہ سے پوجا کرے اُسکے ذریعہ سے وہ سچ مچ بڑا ہوگا - (تینیریا براہمنہ ۲-۲) +

سول گوا یا گائے کے گوشت کا سیخ کباب

گرہیا سوتر میں اِس قربانی کا ذکر ہے جو موسم خزاں یا بہار میں کیجاتی تھی جب چاند برج آردرا میں ہوتا تھا - اِس کے لئے مناسب جانور گائے ہوتی تھی جس کا رنگ ہرن کے رنگ کے سوا ہو - اور سفید داغ ہوں - مگر کالے داغ قابل اعتراض نہ سمجھے جاتے تھے جانور کو یوں چن لینے کے بعد اُسے اُس پانی سے نہلاتے تھے جس میں دھان اور جو تر کئے گئے ہوں - اور پھر اُسے چھوڑ دیتے تھے جب تک اُسکے پکے دانت نہ نکل آویں اور اس اثنا میں وہ رُدر کو چڑھائی ہوئی سمجھی جاتی تھی - قربانی کے لئے مناسب جگہ باہر اور ایسی ہوتی تھی جہاں لوگوں کی آمد و رفت کم ہو اور وہ جگہ گانوں یا شہر کے پورب یا اُتر طرف ہوتی تھی

جہاں سے گاؤں دکھائی نہ دے اور نہ وہ گاؤں سے دکھائی دے۔ قربانی کا وقت
آدھی رات کے بعد تھا۔ ابتدائی تیاریوں کے بعد دو رسیاں۔ ایک کوشا گھاس کی بنی
ہوئی اور دوسری پلاس کی لیکر ایک قربانی کے کھنبے (چوب) کے ساتھ باندھی جاتی تھی
اور دوسری قربانی کی گائے کے دہنے سینگ پر۔ اور پھر اُسے کھنبے کے ساتھ باندھ
دیتے تھے۔ ہر ایک رسم پر ایک منتر پڑھا جاتا تھا۔ پھر جانور کو معمولی طور سے قربان کر کے آگ
کو ایک نذر چڑھائی جاتی تھی۔ کلیجی کو پلاس کی لکڑی کے باسن میں رکھکر دُم۔ کھال۔ پٹھے۔
اور کھر آگ میں ڈالے جاتے تھے اور خون کو شا گھاس پر پھینکا جاتا تھا۔ اُس زمانہ میں
لوگ گائے کے بالوں اور کھروں وغیرہ کا استعمال اور فائدہ نہ جانتے تھے لیکن
سام ہمینا رشی نے کھال کی جوتیاں وغیرہ بنانے کی ہدایت کی تھی کاہن کھڑا ہو کر اور
شمال کی طرف منہہ کر کے اور کپڑے سے ڈھاپ کے اور ایک منتر پڑھ کر اُس لہو کو جو
قربانی کے وقت زمین پر گرا تھا سانپوں کی نذر کرتا ہی۔ وغیرہ منن کی عبارت بتلاتی ہی
کہ قربانی کرنے والوں کو چاہئے کہ قربانی کو معمولی طور سے برکت مانگنے کے بعد کھاویں بعضے
اِس گوشت کو کھانا منع کرتے ہیں اور بعضے اُسے اختیاری ٹھہراتے ہیں۔ یہہ رسم اپنے
عمل کرنے والوں کے لئے عمر درازی۔ دولت۔ اعلیٰ مرتبہ۔ دینداری اور بیشمار
گلّے اور بیٹے دلوانے کا ذریعہ ہی۔ اور ہر ایک گھر والے سے مطلوب ہی کہ اپنی زندگی میں
کم سے کم ایکدفعہ اُس کو ادا کرے (کیوں بھائی ہندو۔ تم اور دیانندیو ایسے ضروری فرض
کو کیوں چھوڑ بیٹھے ہو؟) سیخ کا استعمال اور اُس کا گائے کے سینہ میں ڈالنا اور رسم کے
بعد نکالا جانا ظاہر کرتے ہیں کہ یہہ گوشت کس طرح پکایا جاتا تھا۔ یعنے کباب کیا جاتا تھا
اب یہہ بات کہ ذبح کیا گیا جانور کھانے کے لئے ہوتا تھا اسولایانہ سوتر کی ہدایتوں سے
ظاہر ہی۔ جو قربانی کے بقیہ کو کھا لینے کی بابت ہیں۔ لیکن تاکہ تمام شک رفع ہو ویں ڈاکٹر

شتپتھ براہمن سے ایک مقام پیش کرتا ہوں جس میں جانور کے ذبح کئے جانے کے بعد اُس کے ٹکڑے کرنے کا طریقہ بہ تفصیل بیان ہوا ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہے:۔

آسمانی اور انسانی جلاد و اپنا کام شروع کرو۔ قربانی کے جانور کو ٹکڑے کرنے کے لئے لیجاؤ۔ رسم کے مالک کے لئے جانور کو ٹکڑے کرنے کے مشتاق ہو کر الموکا آگ کو اس جانور کے لئے جمع کرو جو یہاں قلیہ بازار* میں لایا گیا ہے۔ کوشا گھاس بچھاؤ۔ جانور کے گلّے کے ماں باپ کی۔ ماں کی طرف سے حقیقی بھائی کی اور دوستوں کی اجازت حاصل کرو۔ اُسے اِس طرح رکھو کہ اس کے پاؤں شمال کی طرف ہوں۔ آنکھیں سورج کی طرف اسکی جاندار ہوائیں روح کے مالک کو بائیں کان چاروں طرفوں کے مالکوں کو پاویں۔ اُس کی جان اوپر کی ہوائیں پہنچے۔ اُس کا سر زمین پر رہے۔ اُس کی کھال اِس طرح جُدا کرو کہ ثابت رہے۔ ناف کاٹنے سے چربی جُدا کرو۔ اُس کا سانس بند کرو تاکہ وہ اندر ہی رہے (یعنے مُنہہ باندھو) اُس کا سینہ ایسا چیرو کہ پر پھیلائے ہوئے عقاب کی مانند معلوم ہو۔ اگلی ٹانگوں کو جُدا کرو۔ اگلی ٹانگوں کو ٹکڑے کرو۔ شانوں کو کچھوے کی صورت میں کاٹو۔ پٹھے (یا جوڑ) کو اس طرح الگ کرو کہ نقصان نہ ہووے۔ رانوں کو سالم ہڈی کے ساتھ دروازہ کی صورت میں تقسیم کرو۔ ۲۶ پسلیوں کو ترتیب وار جدا کرو۔ آلائش کو دبانے کیلئے گڑھا کھودو۔ خون راکھشوں کو پھینک دو۔ انتڑیوں کے اُس حصہ کو جو اُلو کی صورت ہے (معدہ) سالم نکالو اور بیچ میں سے نہ چھیدو‡۔ تمہاری اولاد اور تمہارے لڑکے سلامتی سے رہینگے اور کبھی نہ روئینگے

*نوٹ۔ دیانند کے پیرو جو ویدوں کا طریقہ جاری کرنے کے ساعی ہیں۔ کیوں اپنی کتابوں کے مطابق بوچڑ خانے جاری نہیں کرتے؟ (راہبر)

‡ نوٹ۔ کیا قصابوں یا گوشت خور آباؤں کے سوائے کوئی اور ایسی باریک ہدائتیں اپنی اولاد کو دے سکتا ہے؟ (راہبر)

(یعنے ان حکموں کے موافق عمل کرنے سے) اے چوپایوں کے ذبح کرنے والے - اے آوہ رگو-
اپنا کام پورا کرو- (سنسکرت عبارت کے لیئے دیکھو انڈو اریئیں - جلد اول صفحہ ۴۷۳) +
واضح ہو کہ تیتریا براہمنہ اس بات کی بابت خاموش ہے کہ ان مختلف حصوں سے کیا کیا
جاوے لیکن گوپتھ براہمنہ انتھروں وید کا اس کے بجائے یوں بولتا ہے اور مختلف شخصوں کے
نام بہ تفصیل بیان کرتا ہے کہ گوشت کا کونسا حصہ کسکو دیا جاوے - کل حصے چھتیس ہیں حصہ اور
اور حصوں کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے +
پرستا تا کو دو جبڑے اور زبان ملے +
پرتی ہرتا کو گردن اور کوہان - اُدگاتا کو عقاب کی مانند بازو یعنے سینہ - آدہ دریو کو دہنا
پٹھہ اور شانہ - اپگاتا کو بایاں پٹھہ - پراتی پرس ہستا تا کو بایاں شانہ - براہما اور رتھیا کی
جورو کو دہنا چوتڑ +
برہمنا چھنسی کو دہنی طرف کی ران کا نچلا حصہ پوتا کو ران - ہوتا کو بایاں چوتڑ -
میترا ورن کو بائیں ران - اچھاواک کو بائیں ٹانگ - نیشٹا کو دہنا بازو - سدسیا کو بایاں
بازو - گھر کے مالک کو گائے کی پشت کی پچھلی طرف کا گوشت اور پیٹ کا کچھ حصہ اس کی جورو
کو کہ جسے وہ کسی براہمن کو دے دیوے - اگندہ را کو معدہ - دل - گردے اور اگلی دہنی ٹانگ
(واہو) آتریا کو بائیں ٹانگ - اس گھر والے کو جو قربانی مقرر کرتا ہے دو دہنے پاؤں - اور
اس کی جورو کو دو بائیں پاؤں اور دونوں ساجھے ہیں اوپر کا ہونٹھ گراوستوت کو گردن
کی تین ہڈیاں اور منیرھا - اس آدمی کو جو گائے بچاتا ہے باقی تین ہڈیاں اور
havenium. کا نصف جیسا وہ دربو کو شانہ - سراہ مینا کو سر - اس آدمی کو جو لوگوں کو
کو سوما قربانی پر بلاتا ہے کھال ملے - (اکھنی) (سنسکرت عبارت کے لیئے انڈو ارئیں جلد
اول صفحہ ۳۷۵ دیکھو) ان کے برخلاف سخت بد دعائیں ہیں جو اس ترتیب تقسیم سے تجاوز

کریں۔ اس قسم کی ہدائتیں۔ ای تریا براہمنہ میں بھی پائی جاتی ہیں +

اِس بیان سے بالکل واضح ہو کہ قدیم ہندوؤں میں گائے وغیرہ قربان کرنے اور اُن کا گوشت کھانے کا رواج اور حکم تھا۔ اِس کے بعد ڈاکٹر منز صاحب اُن قواعد کا ذکر کرتے ہیں جن کے مطابق جانور ذبح کیے جاویں +

مدھوپرکا

یہہ ضیافت کی ایک رسم تھی اور وہ جن کے لئے اِس کے ادا کرنے کا حکم تھا یہہ تھے یعنے بادشاہ۔ دلھے۔ ویدوں کے طالب جو علم تمام کر کے گھر کو واپس آتے تھے۔ اچاریہ یا اُستاد جو ایک برس کی غیر حاضری کے بعد گھر آتے تھے۔ سسر۔ چچا اور سارے اعلیٰ درجہ کے آدمیوں کے لئے۔ دیگر رسموں کے بعد مدھوپرکا لایا جاتا تھا۔ جس میں دہی اور شہد شامل ہوتے تھے۔ اگر شہد نہ ہو تو مکھن اُس کے عوض دیا جاتا تھا۔ اِن کو کھانے کے بعد ایک گائے لائی جاتی تھی اور مہمان کی نذر کی جاتی تھی جس پر وہ یہہ کہتا تھا کہ میرا گناہ ناس ہوا۔ ناس ہوا میرا گناہ اور تب وہ گائے کے ذبح کرنے کا ارشاد کرتا تھا۔ اس پر مہماندار کسی مناسب دیوتا کے نام سے گائے کو قربان کرتا تھا۔ لیکن اگر یہہ آرزو ہوتی کہ گائے سنکلپ کر کے چھوڑ دیجاوے تو مہمان یہہ منتر پڑھتا تھا کہ یہہ گائے رودرن کی ماہی اور وسس کی بیٹی ہی۔ ادیتا کی بہن اور ہماری خوشی کی کھونٹی ہی اس لئے میں سارے داناؤں کو سنجیدگی سے کہتا ہوں کہ اِس بے گناہ پاک گائے کو نہ مارو۔ اُسے پانی پینے دو اور گھاس کھانے دو۔ تب وہ اُسے چھوڑ دینے کے لئے حکم کرتا تھا اور وہ چھوڑ دی جاتی تھی۔ لیکن تاکہ کوئی یہہ گمان نہ کرے کہ مدھوپرکا بغیر گوشت ہو سکتی تھی اسولایانہ تاکیداً لکھتا ہی کہ کوئی مدھوپرکا بغیر گوشت کے منایا نہ جاوے۔ اور اُسکا مفسر گرگنا رائن کہتا ہی کہ جب جانور قربان کر دیا گیا ہی تو اُسکا گوشت ضیافت کی ضرورت کو پورا کرتا ہی۔ اگر وہ چھوڑ دیا جاوے تو اور ذریعوں سے

گوشت حاصل کیا جاوے۔ لیکن کسی صورت میں ضیافت اِس چیز کے بغیر نہ ہووے +
پس ہر طرح ثابت ہی کہ قدیم ہندو گائے وغیرہ نہ صرف قربان کرتے تھے بلکہ شوق سے اُنکا گوشت کھاتے تھے۔ اور اُنکی قدیم کتابیں اِس امر میں حکماً تاکید کرتی ہیں +

ہندوؤں میں جانوروں کی قربانی اور گوشت خوری ترک کیے جانیکا سبب

اِس کا سبب گوتم بدھ کی تعلیم تھی جس نے قربانیوں اور جی ہتیا کے برخلاف بڑی کامیابی سے سکھلایا۔ اور براہمنوں نے معلوم کیا کہ جیو رکھیا کا خیال لوگوں میں قوی طور سے ہو گیا ہی تو وہ منو نے اور ہدایتیں پُرانوں میں درج ہونے لگے جن کا ذیل میں ذکر آتا ہی۔ اور عام رائے کو بھی اختیار اور سند میں ویدوں کے برابر قرار دیا گیا۔ چنانچہ۔

ادتیا پُران میں اور باتوں کے ساتھ یہہ ذکر بھی آیا ہی کہ کلجگ میں مدھوپرکا گائے ذبح کرنے کے بغیر بنایا جائے۔ "اس لئے کہ اِس قسم کی باتوں سے کلجگ کے شروع میں اشرافوں اور عالموں نے انسان کی بھلائی کی خاطر پرہیز کیا ہی۔ معزز آدمیوں کا نمونہ ویسا ہی قوی ثبوت ہی جیسا ویدکا ہی" +

ورہنارد یا پُران میں اِس کے علاوہ یہہ باتیں منع کی گئی ہیں۔ یعنے سمندر میں اپنے تئیں ڈوبا کر مارنا۔ سرادھوں میں گوشت کھلانا۔ انسانی قربانی گھوڑوں کی قربانی۔ گومیدھ اور ویدوں والے یجنا جن میں چوپایوں کی قربانی شامل تھی۔ اِس امتناع سے صاف ظاہر ہی کہ پہلے سچ مچ گائے۔ بیل۔ گھوڑوں وغیرہ کی قربانی ہوتی تھی اور گوشت کھایا جاتا تھا۔ اور کل جگ کے شروع میں بعض لوگوں نے ان سے پرہیز کیا۔ اور وہ منو نے پرانوں میں درج کیے گئے۔ اور اُن کی پیروی کی ہدایت کی گئی +

ایک اور کتاب یعنے نیرو نیا سندھو کا مصنّف یوں کہتا ہی کہ جو کام بہشت کو نہیں لیجاتے

اور عام رائے سے نفرتی ٹھہرائے جاتے ہیں وہ کرنے نہیں چاہیئے۔ چنانچہ وید پڑھے ہوئے برہمنوں کے لئے بڑے سانڈھوں۔ بڑی بھیڑوں کا قتل اگرچہ مقرری بات ہی تاہم کرنا نہیں چاہیئے کیونکہ عوام کو اُس سے نفرت ہی۔ پھر اگرچہ وہ قانون واجبی طور سے مقرر ہوا تھا کہ گائے جو متر اور ورن کو نذر کرنے کے لائق ہی یا بانجھ گائے جو ایک دفعہ بچہ دیکر بند ہو گئی ہو قربانی کی جاوے تاہم ایسی قربانی عام دلسوزی کے برخلاف ہونے کے سبب کرنی نہیں چاہیئے؟

اِس بیان سے بھی ظاہر ہی کہ قدیم ہندوؤں میں گائے وغیرہ قتل کرنا ثابت ہی اور امتناع جدید بھی ظاہر ہی اور منع کرنے کا یہہ سبب نہیں ہی کہ وہ قربانیاں نقلی ہوا کرتی تھیں بلکہ اسلئے کہ وہ حقیقی تھیں اور بے رحمی کے کام تھے اِس لئے عام رائے اُنکے برخلاف ہی

یہہ خلاصہ اُس تحقیقات کا ہی جو ڈاکٹر چندر لال متر صاحب نے اپنی کتاب انڈو آرینز میں تحریر کی ہی میکس مُلر صاحب انکی علمیت اور سنسکرت دانی پر گواہی دیتے ہیں مگر دیانند جی سنسکرت کے چنداں قائل نہیں تھے۔

اے ہندو برادران وید مذہب وہی ہی جس کی پیروی کو ہمارے بزرگ ناپسند کر کے ترک کر گئے تھے مگر پنڈت دیانند اپنے نام کا ایک سمپردائے جاری کرنے کی غرض سے یہہ چال چلا کہ رخ زمانہ کے لحاظ سے جیوہنسا کو آپ نے بھی بُرا بتلایا اور یہہ بھی کہدیا کہ ویدوں میں گاؤکشی وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں اور آپ کے چیلے چپڑے بھی اُسی طرح کہتے پھرتے ہیں حالانکہ ویدوں اور دیگر قدیم کتابوں سے جانوروں کو قربان کرنا اور اُن کا گوشت کھانا بالکل ثابت ہی عیسائی عالم کوئی تہمت نہیں لگاتے اور نہ دوسروں کو جھوٹ بولنے دیتے۔

جانوروں کی قربانی

ہم نے ڈاکٹر چندر لعل متر صاحب کے بیان میں دکھلایا کہ اُنہوں نے منوسمرتی

جانوروں کا گوشت کھانا اور اُن کو قربانی کرنا جائز قرار دیا۔ مگر ڈاکٹر صاحب موصوف نے
منوسمرتی سے پوری کیفیت درج نہیں کی اس لیئے میں منوسمرتی سے زیادہ احوال گوشت
خوری کا پیش کرتا ہوں جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نوح والی روایت کا خیال و رواج منو کے
زمانہ تک ہندوؤں میں رائج تھا چنانچہ منوسمرتی کے ادھیائے ۵ میں آیت ۱۱ سے ۱۵ اور
۱۷ میں اُن جانوروں اور پرندوں کا ذکر ہی جنکو کھانا نہیں چاہیئے۔ اور جن کا کھانا جائز ہی
اور قربانی کے لائق ہیں اُن کی کیفیت یوں مندرج ہی +

(۱۶) راجیو۔ سنگھہ تند۔ سشلک پہنا۔ روہو۔ اِن سب کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگاکر
کھانا چاہیئے +

(۱۸) پانچ ناخن والوں میں سالی۔ گوہ۔ ساہی۔ گینڈا۔ کچھوا۔ گھرہا کھانے کے لائق ہیں
اور اونٹ کو چھوڑکر ایک طرف دانت رکھنے والے علاوہ اُن کے جن کی ممانعت ہی کھانے کے
لائق ہیں +

(۲۲) یگیہ کے واسطے اور نوکروں کے کھانے کے واسطے اچھے ہرن اور پکشی (پرند)
مارنا چاہیئے۔ اگست رشی نے اگلے زمانہ میں ایسا کیا ہی +

(۲۳) اگلے زمانہ میں رشیوں نے یگیہ کے لئے کھانے کے لائق ہرن اور پکشیوں کو
مارا ہی +

(۲۸) استھا اور جنگم (ساکن اور متحرک) جتنی چیزیں دنیا میں ہیں وہ سب جان کی غذا
ہیں اس بات کو سری برہماجی (پرجاپتی) نے کہا ہی +

(۲۹) جانداران متحرک کی غذا جانداران ساکن ہیں۔ ڈارھہ والوں کی بدون ڈارھہ
والے ہیں۔ ہاتھہ والوں کی غذا بدون ہاتھہ والے ہیں۔ شورمیروں کی غذا ڈرنیوالے ہیں +

(۳۰) کھانے کے لائق جانوروں کو کھانے سے کھانیوالے کو دوش نہیں ہوتا۔

کیونکہ کھانے کے لائق جانور کو اور کھانے والے جاندار کو برہما جی ہی نے پیدا کیا ہی٭

(۳۵) شاستر کی بدھ سے جو مانس شدہ ہی اسکو جو آدمی نہیں کھاتا وہ پرلوک میں اکیس۲۱ جنم تک پشو ہوتا ہی‡

(۳۶) جس مانس کا سنسکار نہیں ہوا اُس کو براہمن کبھی نہ کھاوے اور ہمیشہ شاستر کے موافق رکھکر منتر سے سنسکار کئے ہوئے مانس کو کھاوے +

(۳۹) شری برہما جی (اصل میں سوَیمبھو) نے آپ سے آپ یگیہ کے واسطے پشو کو پیدا کیا۔ اِس سے یگیہ میں جو بدہ (یعنے قتل) ہوتا ہی وہ بدہ نہیں کہلاتا٭٭

(۴۰) اَنّ۔ پشو۔ درخت۔ پرند۔ کچھوا وغیرہ یہہ سب یگیہ کے واسطے مارے جانے سے اُتم ذات کو دوسرے جنم میں پاتے ہیں† +

(۴۱) مدہُ پرک۔ یگیہ دیوکرم پتر کرم اِن میں پشو کو مارنا چاہیئے اور اور کرم میں نہ مارنا چاہیئے اِس بات کو شری منُ جی نے کہا ہی +

٭ نوٹ مقابلہ کرو پیدائش ۹: ۳

‡ نوٹ۔ یہودیوں کو اِس قسم کا حکم صرف عید فسح کے برّے کی نسبت تھا (خروج ۱۲: ۸۔۱۰) مگر اِسکے ساتھ ایسی کوئی سزا ٹھہرائی نہیں گئی تھی۔ اس آیت ۳۵ سے ظاہر ہی کہ شدھ گوشت کھائے جانے کی ہندوؤں سابقہ کو کیسی سخت تاکید تھی اور دیانندی لوگ اِس حکم کی خواہ مخواہ مخالفت کرتے ہیں +

٭٭ نوٹ۔ آیت ۲۸ و ۳۰ میں تھا کہ برہما یا پرجاپتی نے کھانے کے لائق جانوروں کو کھانے کے لئے پیدا کیا اور اس ۳۹ آیت میں ہی کہ سوَیمبھو نے پشوؤں کو یگیہ یعنے قربانی کیواسطے پیدا کیا۔ اس سے جانوروں کو کھانا اور قربانی چڑھانا دونوں مقرر ہیں۔ اور یہہ بھی ظاہر ہی کہ آدمیوں اور جانوروں کی جان یکساں نہیں ہیں جیسا پنڈت دیا۔ نے ۵۲ سوال میں لکھا ہی +

† نوٹ۔ اس آیت میں مقتول جانوروں کو بھی دلاسا دیدیا ہی +

(۴۲) ایسے کرموں میں پشُو کو مار کر وید کے اصل مطلب کو جاننے والا برہمن آپ کو اور اس پشُو کو اُتم گت کو پہنچاتا ہی ٭

(۴۳) جو ہنسا اِس دُنیا میں وید کے حکم موافق ہی اُسکو ہنسا (یعنے جان کشی) نہ جاننا چاہیئے کیونکہ وید ہی سے دھرم نکلا ہی ٭

(۵۶) مانس اور شراب ان دونوں کے کھانے میں کچھ دوش نہیں ہی اور . . میں بھی دوش نہیں ہی کیونکہ یہہ تو جیوؤں کا سُبھاؤ ہی ہی لیکن اُنھوں کو ترک کرنا بڑا پھل ہی ٭

پھر مہا بھارت جو ہندو راجاؤں اور دیوتوں کا جنگ نامہ ہی اُس کے آدپرب میں راجہ پانڈو کا ذکر ہی جس نے ہرن کو تیر سے مارا تھا۔ اس پر جب ہرن نے فریاد کی تو راجہ نے جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں شکار کرنا درست ہی" اور اگست کی نظیر دی جو عابد کامل اور صاحب تصرف تھا۔ اُس نے جگ کیا۔ اُس جگ میں وحشیانِ صحرائی کو جنپر منتر پڑھکر پانی چھڑکا تھا ذبح کیا تھا اور اُس نے شکار جائز رکھا ہی۔ جو عمل ہمارے مذہب میں جائز ہو اُس پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی"۔ البتہ ایک اور مقام میں گو مبدء کو بند کرنے کے لیئے یہہ انہونا قصہ جوڑا

٭ پنڈت دیانند نے کہا ہی کہ جانوروں کی قربانی کرنے اور اُنکا گوشت کھانے کی نسبت عیسائیوں نے ویدوں پر بہتان لگایا ہی۔ اور ویدوں میں ایسی بات نہ دہی۔ اے اہل ہنود دیکھیں کہ پنڈت جی نے صاف سی گپ چلائی ہی۔ منو سمرتی کہتا ہی کہ جانوروں کی قربانی وید کے حکم کے موافق ہی۔ اور اِس میں بڑا ثواب ہی۔ ہم نے سمرتی کا ترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب کا مرتب کیا ہوا درج کیا ہی اور اسکو ڈاکٹر برنل صاحب کے انگریزی ترجمہ کے مطابق پایا ہی۔ اور منو کے بیان سے ثابت ہی کہ ویدک آریوں کے تابعین بھی خاصے گوشت خور اور جانوروں کی قربانی کرنے والے لوگ تھے ٭

٭ ویدک سند کے علاوہ منو اس آیت میں مانس خوری اور شراب نوشی اور . . . کے لیئے قدرتی سبھاوک دلیل بھی پیش کرتا ہی ٭

گیا ہی کہ راجہ دیو نے جگ میں گائے کی قربانی دی تھی اُس کے چمڑے سے دریا چمبل جاری ہوگیا اُس وقت سے گائے کی قربانی بند ہوگئی - جگدیس نے حکم دیدیا کہ آئندہ زندہ گائے بھینٹ دی جایا کرے اسی وقت سے براہمن کو زندہ گائے دینے کا دستور جاری ہوگیا (مہابھارت تیراہواں پرب) اس سے صحیح ہی کہ راجہ دیو سے پہلے گائے کی قربانی دینے کا رواج تھا +

اگرچہ ہندوؤں میں کئی فرقے ابتک گوشت خور ہیں لیکن پُرانوں کے وقت ہندو اعتقاد نے کا یا پلٹا کھایا اور اُس کے سبب قربانیوں کا رواج بند کرنا مناسب قرار دیا اور ہر قسم کی جیو ہتیا منع کی گئی - چنانچہ سری مدھ بھاگوت یعنے بھاگوت پُران - دوسرے اسکندھ کے آٹھویں ادھیائے میں یُوں لکھا ہی کہ جب پر برہم پرمیشور چاہتے ہیں کہ دنیا کو پیدا کرکے جیوؤں کو بڑھاویں اور اپنا روپ آپ دیکھکر موہت ہوویں جس طرح آدمی اپنا منہہ آئینہ میں دیکھتا ہی اور آئینہ اُلٹ دینے سے پھر کچھ نہیں دیکھہ پڑتا - اسی طرح پرمیشر سب دنیا کو اپنی اِچھا سے پیدا کرکے پھر اُس کا ناش کرکے اپنے روپ میں مِلا لیتے ہیں - اِس لئے دنیا میں اُسی کو گیانی سمجھنا چاہئے کہ جو پرمیشور کے چوبیسوں اوتاروں کی کتھا اور لیلا سُچے من سے سُنکر اُس پر یقین کرے اور چیونٹی سے لیکر ہاتھی تک سب جیوؤں میں پرمیشور کا چمتکار برابر جانکر کسیکو دُکھہ نہ دے +

ایسے اعتقاد نے اور آواگون کے خیال نے ہندوؤں میں رواج پایا اور اِس لئے ویدوں والی جیو ہتیا یعنے جانوروں کی قربانی اور گوشت خوری بُری قرار دی گئی - پنڈت دیانند نے جو سوال ۲۵ میں سب جیوؤں کو یکساں خدا کے بیٹے لکھا ہی تو آپ کا اعتقاد پُرانوں کی اِن باتوں پر مبنی تھا نہ کہ ویدوں پر اور ویدک مذہب بحال کرنے میں جانوروں کی قربانی ضرور جاری کرنی پڑیگی - ورنہ یہہ دیانتداری نہیں کہ منادی کریں پُرانوں کی اور نام رکھیں ویدوں کا +

انجیل مقدس کی بات میں مکرر یاد دلاتا ہوں کہ اُس میں لکھا ہے کہ خدا کی بادشاہت کھانا پینا نہیں بلکہ راستبازی اور میل ملاپ اور اُس خوشی پر موقوف ہے جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہے (رومیوں ۱۴: ۱۷) لہذا مرضی پر منحصر ہے کہ کوئی گوشت کھاوے یا نہ کھاوے مگر جانوروں کی قربانی دینے کی قطعی ممانعت ہے کہ گناہوں کے عوض کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی" (عبرانیوں ۱۰: ۲۶) اہل ہنود اور مسلمان بھی جو اب تک جانوروں کی قربانی دیتے ہیں اس بات کی طرف اچھی طرح توجہ دیں *

سوال (۵۳) گنتی کی کتاب - سو گدھی نے خداوند کے فرشتہ کو دیکھا کہ راہ میں کھڑا ہے اور اُس کے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تلوار ہے - تب گدھی نے راہ سے منہہ موڑا اور میدان میں چلی - تب بلعام نے گدھی کو مارا تاکہ اُسے راہ پر لاوے - تب خداوند نے گدھی کا منہہ کھولا اور اُس نے بلعام کو کہا کہ میں نے تیرا کیا کیا ہے کہ تو نے یہہ تین بار مجھے مارا - (گنتی ۲۲: ۲۳ و ۲۸)

(محقق) پہلے تو گدھی تک خدا کے فرشتے کو دیکھتے تھے اور آجکل لاٹ بشپ پادری وغیرہ شریف یا نالائق لوگوں کو بھی خدا یا اُس کے فرشتے نظر نہیں آتے ؟ اگر ہیں تو گہری نیند میں سوتے ہیں ؟ قیاساً یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ اب موجود نہیں ہیں اور نہ ہی نظر آتے ہیں تو تب بھی نہیں تھے اور نہ نظر آتے ہونگے - یہہ صرف فرضی گھوڑے ہانکے ہوئے ہیں *

(رہبر) خدا کی بابت جیسا ہم سوالات ۱۹ و ۲۰ و ۳۲ اور ۳۵ کے جواب میں واضح کر چکے ہیں بائبل کی یہہ تعلیم ہے کہ خدا نادیدہ ہے اور خود ہستی روح ہے - کوئی مخلوق اُس کو دیکھ نہیں سکتا (یوحنا ۴: ۲۴ - خروج ۳۳: ۲۰ - یوحنا ۱: ۱۸ اور ۱ تمطاؤس ۶: ۱۶) اِس لئے جب کبھی خدا کا یا اُس کے فرشتے کا نظر آنا لکھا ہے تو یہہ فقط فوق العادت حسی ظہوروں کا ذکر ہے تاکہ اُن کے ذریعہ لوگ خدا کو پہچانیں (استثنا ۴: ۳۲ - ۴۰) اور اُس کی شریعت کو تسلیم کر سکیں اب وہ طریقے موقوف ہیں کیونکہ خدا کا کلام مکمل صورت میں بنی آدم کو دیدیا گیا ہے اور اب

خدا اِس کے ذریعہ سے ہر روز ہمکلام ہوتا ہے۔ دیکھو اور اِس بات کو اچھی طرح سمجھو کہ عہد عتیق کے تمام خوابوں اور رویئتوں اور ظہوروں کے باوجود فقط توریت ہی کی پیروی کا دوام قائم کیا گیا تھا (ملاکی ۴: ۴) اور اِس کے بعد مسیح خداوند کے زمانہ یا زمانۂ فضل کی بابت یہہ خبر دی گئی تھی کہ وُہ پھر اپنے پڑوسی اور اپنے بھائی کو یہہ کہکے نہ سکھاوینگے کہ خداوند کو پہچانو کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک وہ سب مجھے جانینگے خداوند کہتا ہے۔ (یرمیاہ ۳۱: ۳۱-۳۴ بمقابلہ عبرانیوں ۸: ۸-۱۲) اور عہد جدید میں ابن اللہ کے اپنے ظہور زمینی اور آسمانی (یوحنا ۱: ۱۴ اعمال ۲: ۲-۴ اور ۹: ۳-۶ اور مکاشفات ۱: ۱۰) وقوع میں آکر آخر انجیل مقدس ہی کی پیروی قائم ہوئی (گلتیوں ۱: ۸) اب یہہ کلام اللہ جو روح کی تلوار ہے (افسیوں ۶: ۱۷) اُسی کی بنا پر اور اُسی کے وسیلے خدا کا روح القدس نادیدنی طور سے ایمانداروں اور گنہگاروں کے دلوں پر اثر کرتا رہتا ہے (یوحنا ۱۶: ۷-۱۱) اور ایمان۔ اُمید اور محبت کی تحصیل اور مشق کا رواج ڈالا ہوا ہے (۱-قرنتیوں ۱۳ باب) یہہ تاثیریں خدائے قادر و کریم کے وہ ظہور ہیں جو فضل کے ہر زمانہ میں ہر قوم اور ہر فرد بشر کے سامنے اور اُس کے اندر وقوع میں آتے ہیں اور اُن عارضی ظہوروں سے کہیں اعلیٰ اور پایدار ہیں +

دنیا میں روحانی اور اخلاقی اور خداشناسی کے اور سوشل انقلاب اس امر کی سچائی کے شاہد ہیں۔ اگر خدا کی اِس موجودگی اور کارروائی کو پنڈت جی نے دیکھتے ہوئے نہ دیکھا تو اُن کا اپنا قصور ہے +

باقی گدھی کے بولنے کا ذکر کوئی عام رواج کی بات نہ تھی صرف ایک خاص موقعہ پر ایسا ہوا کہ خدائے قادر نے اپنی قدرت سے گدھی کے منہہ سے ایک گمراہ آدمی کو ہوش دلائی اُس کے خطرے سے اُس کو آگاہ کیا۔ الاہر سادی حال میں خدا نے ایسا نہیں کیا۔ لہذا تو یہہ واقعہ غیر ممکن تھا اور نہ اُس سے اور نہ دیگر ظہوروں سے ایسے ظہوروں کا دائمی تواتر

تھا اور اُن کے بند کر دینے سے بائبل کے خدا پر بہتا والی ہند کا قیاس جم نہیں سکتا۔ بائبل کے خدا کی بابت لکھا ہی کہ وہ اونگھتا نہیں اور نہ سوتا ہی (زبور ۱۲۱: ۳ و ۴) بلکہ اپنی پاک روح کے وسیلے وہ بنی آدم کے لیئے اور اُن کے درمیان وہ کام کرتا رہتا ہی جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہی +

سوال (۴۵) سو تم اُن بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو۔ اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف ہی جان سے مارو۔ لیکن وے لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں اُن کو اپنے لیئے زندہ رکھو (۳۱: ۱۷ و ۱۸) +

(محقق) دھن ہو موسیٰ پیغمبر اور دھن ہی تمہارا خدا کہ جو عورت بچے بوڑھے اور جانور وغیرہ کی جان لینے سے بھی باز نہیں رہتا +

(رہبر) دیکھو ۴۲ سوال کا جواب اور مکرّر میرے ساتھ پھر اس مقام پر غور کرو +

(۱) شریروں کو سزا دینا یا دلوانا خدائے عادل کا حق ہی۔ اور موسیٰ نے وہی کیا جو خدا نے اُسے کرنے کو فرمایا۔ اِس لئے وہ دھن ہی۔ اور دھن ہی خدا جو شریروں کو سزا دیتا اور راستبازوں کا اُن سے بدلا لیتا ہی +

(۲) ذرا غور کرو اس بات پر بھی کہ کیوں خدا نے مردوں۔ عورتوں اور لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ آیت ۱۶ میں اُس کا سبب یوں لکھا ہی "دیکھو یہہ (عورتیں) بلعام کے کہنے سے فغور کی بابت خداوند کے آگے اسرائیل کے گنہگار ہونے کا باعث ہوئیں چنانچہ خداوند کی جماعت میں وبا آئی" (مقابلہ کرو ۲۵ باب) پس جبکہ خدا نے اسرائیلی زناکاروں کو وبا سے مارا اور قانوناً انصاف تھا کہ زانیہ عورتیں بھی قتل کی جاویں (احبار ۲۰: ۱۰) پھر چھوٹے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم اِس لئے واجب تھا کہ جوان ہو کر وہ اپنے باپ دادوں کا بدلا اسرائیل سے نہ لے سکیں اور یہہ سزا والدین کے لئے خوفناک عبرت تھی کہ وہ مدیانیوں کا سا گناہ نہ کریں ایسا نہ ہو کہ اپنی اولاد کو بھی تباہی میں شامل کریں جیسا خروج ۲۰: ۵ میں آگاہی مل چکی تھی اور

مدیانیوں کی ہلاکت اُس کی ایک عملی نظیر ہی۔ ایسی ہی نظیر داتن اور ابیرام اور اُن کی جوروئں اور بچّوں کی مندرج ہوئی ہی (گنتی ۱۶: ۲۷-۳۵) اور بھی یاد رہے کہ ہمیشہ اور اب بھی سماوی آفتوں اور زمینی وباؤں میں ہلاک ہونے والوں کی تذکیر و تانیث اور لڑکپن اور بڑھاپے کی تمیز نہیں ہوتی ہی۔ اور صاف نظر آرہا ہی کہ وہی خدا جو بنی اسرائیل کا خدا تھا وہی کُل دنیا کا خداوند ہی۔ اُس کی عدالت اور مہربانی کے کام اب بھی اُسی طرح ظہور میں آتے ہیں +

(محقق) اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ موسیٰ زناکار تھا۔ کیونکہ اگر زناکار نہ ہوتا تو باکرہ یعنے کنواری لڑکیوں کو اپنے لئے کیوں منگواتا۔ اور ایسی بے رحمی اور زناکاری کا حکم کیوں دیتا؟

(رہبر) پنڈت جی اپنی اس تحریر سے موسیٰ کے حق میں بڑے بھاری مفتری اور ایک ہلکے آدمی ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ موسیٰ نے کنواری لڑکیوں کو اپنے لئے نہیں منگوایا تھا۔ ایسا کہنا پنڈت جی کا صرف افترا ہی۔ اور نہ موسیٰ نے لوگوں کو زناکاری کرنے کا حکم دیا تھا۔ بلکہ موسیٰ نے بنی اسرائیل میں لونڈیوں کی بابت وہ قانون جاری کیا ہوا تھا جس کا ذکر استثنا ۲۱: ۱۰-۱۴ میں ہوا ہی۔ اور اس موقعہ پر موسیٰ نے لوگوں کو اجازت دی کہ مدیانی لڑکیوں کو اپنی لونڈیاں بنالیویں مگر یہہ اجازت اُس قانون کے ماتحت تھی جو لونڈیوں کو نکاح میں لانے کی بابت مقام مذکورہ میں مندرج ہی۔ اور زناکاروں کو تو موسیٰ نے خود ہی سزا دی تھی اور چوبیس ہزار وبا سے مارے گئے تھے۔ (گنتی ۲۵ باب) اور مدیانیوں کی زانیہ عورتوں کو بھی قتل کروایا جیسا اوپر ذکر ہوا تو ایسا آدمی کیونکر زناکار کہا جاسکتا ہی +

سوال (۵۵)۔ سموئیل کی دوسری کتاب۔ اور اُسی رات ایسا ہوا کہ خداوند کا کلام ناتن کو پہنچا اور اُس نے کہا کہ جا اور میرے بندے داؤد سے کہہ کہ خداوند یوں فرماتا ہی کہ کیا تو میرے لئے ایک گھر جس میں رہوں بنایا چاہتا ہی۔ سو میں جب سے کہ بنی اسرائیل کو مصر

نکال لایا آج کے دن تک کسی کے گھر نہیں رہا بلکہ خیمے میں یا مسکن میں پھرتا رہا۔ (۷: ۴-۶) +
(محقق) اب کچھ شک نہیں رہا کہ عیسائیوں کا خدا انسان کی مانند مجسم ہے اور شکایت کرتا ہے کہ میں نے بہت محنت کی۔ اِدھر اُدھر پھرا۔ اب داؤد گھر بناوے تو اُس میں آرام کروں عیسائیوں کو ایسے خدا اور ایسی کتاب کو ماننے سے شرم کیوں نہیں آتی؟

(رہبر) اپنا نام تو پنڈت جی نے محقق رکھا مگر تحقیق کے لئے دماغ ایسا فاسد!

(۱) خدا نے کوئی شکایت نہیں کی کہ میں نے بہت محنت کی اِدھر اُدھر پھرا۔ اب داؤد گھر بناوے تو اس میں آرام کروں۔ یہہ سراسر بناوٹ ہے کیونکہ لکھا ہے کہ داؤد کو یہہ خیال آیا کہ میں سرو کی لکڑیوں کے گھر میں رہتا ہوں پر خدا کا صندوق پردوں کے درمیان رہتا ہے" (آیت ۲) اس پر خداوند نے داؤد کو فرمایا کہ میں تیرے لئے گھر بھی بناؤنگا" (آیت ۱۱) یعنے تیرا بیٹا جو تیری صلب سے برپا کرونگا وہ میرے نام کا ایک گھر بناویگا" (آیت ۱۲ و ۱۳) +

(۲) اُس گھر میں کون رہیگا؟ وہ خدا کے لئے آرامگاہ نہیں ہوگا۔ بلکہ جب سلیمان نے وہ گھر بنایا اور اُسے مخصوص کیا تو لکھا ہے کہ "خدا کا گھر بدلی سے بھر گیا . . . خداوند کا گھر خداوند کے جلال سے بھر گیا تھا" (۱ سلاطین ۸: ۱۰ و ۱۱) اور یہہ بدلی اور خداوند کا جلال وہی تھے جو خیمہ میں تھے (خروج ۴۰: ۳۴ و ۳۵) خدا کا جلال خیمہ اور ہیکل میں خدا کی خاص حضوری کی صرف علامت تھا اور یہہ معنے نہیں ہیں کہ خدا کا بے حد وجود اُس میں رہتا تھا۔ کیونکہ سلیمان جانتا تھا اور اقرار بھی کیا کہ یہہ ناممکن ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ "کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کرے؟ دیکھ آسمان اور آسمانوں کے آسمان تیری گنجایش نہیں رکھتے۔ پھر کتنی کمتی اس گھر میں ہوگی جو میں نے بنایا؟ (۱ سلاطین ۸: ۲۷) اور دعا کرتا ہے کہ اُس گھر میں جو دعا اور عبادت کی جاوے تو اُسے تو آسمان پر سے سن" (آیت ۳۰ و ۳۲ و ۳۴

(غیرہ) پس وہ بات تو نہ بنی جو پنڈت جی نے سوچی تھی اور چیلوں نے شوق سے چھاپ دی ہے۔

(۳) بائبل میں نہ صرف خیمہ اور ہیکل کو بلکہ اور کئی جگہوں کو بھی خدا کا گھر بیان کیا گیا ہے۔ اور اِس صورت میں بھی پنڈت جی کا خیال باطل ٹھہرتا ہے۔ مثلاً بیت ایل (پیدایش ۲۸: ۱۷) آسمان خُداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے۔ خداوند کا تخت آسمان پر ہے۔ اُس کی آنکھیں دیکھتی ہیں اُس کی پلکیں بنی آدم کو آزماتی ہیں"۔ (زبور ۱۱: ۴) "میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں" (یوحنا ۱۴: ۲) مسیحی کلیسیا مجموعی طور پر "جس سے ساری عمارت ایک ساتھ جُڑ کر مقدس ہیکل خداوند کے لئے بنتی جاتی ہے" (افسیوں ۲: ۲۱) خدا کے گھر میں جو زندہ خدا کی کلیسیا ہے" (۱ تمطاؤس ۳: ۱۵) کلیسیا کا ہر ایک ایماندار۔ "کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کی ہیکل ہو اور کہ خدا کی روح تم میں بستی ہے"۔ (۱۔ قرنتیوں ۳: ۱۶) اِس سے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کے گھروں کا ایک کثیر سلسلہ چلا آتا ہے اور فقط سلیمان والی ہیکل ہی اُس کا گھر نہیں تھی۔ اور اس حساب سے عیسائیوں کا خدا بے حد ثابت ہوتا ہے کہ آسمانوں اور آسمانوں کے آسمان میں اور زمین پر ہر جگہ (زبور ۱۳۹) اور ہر ایماندار کے اندر موجود ہے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق ان میں کام کرتا ہے (فلپیوں ۲: ۱۳) اِس لئے عیسائی ایسے خدا اور ایسی کتاب کو ماننے سے شرماتے نہیں۔ افسوس ہے کہ پنڈت جی بائبل کی باتوں اور تعلیموں سے ایسے ہی ناواقف تھے جیسے ایک ہندو گنوار ہو۔

سوال (۵۶) سلاطین کی دوسری کتاب۔ اور شاہ بابل نبوکدنضر کی سلطنت کے اُنیسویں برس کے پانچویں مہینے کے ساتویں دن شاہ بابل کا ایک خادم نبوزردان جو جلوداروں کا سردار تھا یروشلم میں آیا۔ اُس نے خداوند کا گھر ... جلا دیا وغیرہ (۲ سلاطین ۲۵: ۸-۱۰)۔

(محقق) کیا کیا جاوے عیسائیوں کے خدا نے تو اپنے آرام کے لئے داؤد وغیرہ سے گھر بنوایا تھا۔ اُس میں آرام کرتا ہوگا۔ لیکن نبوزردان نے خدا کے گھر کو نیست و نابود کر دیا اور خدا یا اُس کے فرشتوں کا لشکر کچھ بھی نہ کر سکا۔ پہلے تو اُن کا خدا بڑے جنگ مارتا اور فتحیاب ہوتا

تھا لیکن اپنا گھر جلا بیٹھا۔ نہ معلوم خاموش کیوں بیٹھا رہا+

(رہبر) یہہ تو پنڈت جی کی محض گپ ہی کہ خدا نے اپنے آرام کے لئے داؤد وغیرہ سے گھر بنوایا تھا کیونکہ وہ ہیکل آرامگاہ نہیں تھی لیکن عبادتگاہ تھی۔ اُس میں خدا کے بندے خدا کے حکم کے مطابق خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ (۱ سلاطین ۸: ۶۲ و ۶۳ و ۶۴۔ اور ۹: ۲۵ و ۳)

پھر یہہ بھی غلط ہی کہ خدا کچھہ بھی نہ کر سکا اور خاموش بیٹھا رہا کیونکہ جب سلیمان نے ہیکل کو مخصوص کیا ویسے ہی یوں آگاہ کیا گیا تھا کہ اگر تم یا تمہاری اولاد میری پیروی سے کسی طرح برگشتہ ہو اور تم میری شریعتوں اور عدالتوں کو جو میں نے تمہیں بتائیں حفظ نہ کروگے اور اجنبی معبودوں کی عبادت کرنے جاؤگے اور اُنہیں سجدہ کروگے تو میں اسرائیل کو اُس سرزمین سے جو میں نے اُنہیں دی ہی فنا کرونگا۔ اور اِس گھر کو جسے میں نے اپنے نام کے لئے مقدس کیا ہی اپنی نظر سے گرادونگا" (۱ سلاطین ۹: ۶ و ۷) ای عقل کے اندھو۔ ذرہ ہوش کرو اور دیکھو کہ اُس گھر کی بربادی کا اصل فاعل خداوند خود تھا جیسا اُس نے پہلے ہی سے جتادیا اور نبوکدنضر اور اُس کے سردار تو خدا نے ذریعے استعمال کئے تھے تاکہ اسرائیل اور یروسلم اور ہیکل کو برباد کریں۔ چنانچہ جب اسرائیل اپنے بادشاہوں سمیت بُت پرستی میں پڑ گئے اور خدا کی پیروی سے پھر گئے تو خداوند تعالیٰ نے اُنکی بربادی کی بابت مکرر سہ کرر آگاہ کیا (یرمیاہ ۴۴ باب) اور برباد کرنے والے کی بابت پہلے ہی سے یہہ خبر دلوائی تھی کہ شاہ بابل نبوکدنضر میرا خدمتگذار ہی (یرمیاہ ۴۳: ۱۰) اور اُس کے ذریعہ سے اُن کی تباہی مقرر کردی تھی۔ (یرمیاہ ۳۲: ۲۸) اِس سے ثابت ہی کہ خدا کو کسی آرامگاہ کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن وہ لوگوں سے فقط اپنی عبادت کروانا چاہتا تھا اور جب لوگوں نے اُس کی عبادت ترک کی تو اُس نے اُن کو قتل کروایا اور اسیری میں دیدیا اور اُس ہیکل کو جو خدا کا نام رکھنے کے لئے بنائی گئی تھی برباد کروادیا۔ اور اُس ہیکل کو برباد کروانیکا ایک خاص سبب یہہ تھا کہ باوجود اپنی برگشتگی کے وے اُس ہیکل پر بھروسہ رکھتے تھے کہ خداوند

کی ہیکل۔ خداوند کی ہیکل‘‘۔ یرمیاہ ۷ : ۴ +
یہہ بھی یاد رہے کہ جب اسیری میں اسرائیل نے توبہ کی تو خدا نے ایک اور بادشاہ کو برپا کیا جنے
اہل بابل کو مغلوب کیا یعنے خورس فارسی کو اور اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو اُن کے ملک میں
بحال کیا اور ہیکل بھی پھر تعمیر کروائی (۲ تواریخ ۳۶ : ۲۲ و ۲۳ - اور عزرا باب اول) غرضیکہ یہہ
صورت ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل کے معاملات میں خدا کمزور نہیں ہو گیا تھا۔ خاموش نہیں تھا
بلکہ اُن کی بربادی اور بحالی کا وہی اصل فاعل تھا۔ اور اُس کل کارروائی سے خدا کی قدوسی اور
قدرت اور مہربانی ثابت ہوئی۔ پنڈت جی بلند وغیرہ کی عینک میں بائبل پر سوال کرنا مشکل ہی۔
اور اب اُن کے چیلے چانٹے ہوشیار ہو جاویں اور راہ راست کو دیکھیں جو اُن کے محقق گرو
کو نظر نہ آئی تھی +

(محقق) ایسی ہی بیہودہ کہانیاں اِس کتاب میں ہزاروں بھری پڑی ہیں +

(رہبر) اب تو یوں کہنا صحیح ہوگا کہ ایسے ہی بیہودہ من گھڑت اعتراض ساری کتاب
پر ہو سکتے ہیں +

سوال (۵۷) تواریخ کی پہلی کتاب۔ سو خداوند نے اسرائیل پر مری بھیجی اور اسرائیل
میں ستر ہزار آدمی مر گئے (۱- تواریخ ۲۱ : ۱۴) +

(محقق) دیکھئے اسرائیل کے عیسائیوں کے خدا کا تماشہ جس اسرائیلی خاندان کو بہت سی
دعائیں دی تھیں اور رات دن جن کی پرورش میں پھرتا تھا اب فوراً غضبناک ہو کر مری ڈالکر
ستّر ہزار آدمیوں کو مار ڈالا +

(رہبر) اسرائیل کا عیسائیوں کا خدا اپنی قوم اور دیگر قوموں کا راستی سے انصاف کرنے
والا خدا ہی۔ پنڈت صاحب کو لازم تھا کہ خدا کی اس عدالت کا سبب نظر انداز نہ کرتے اور
تب تماشہ اچھی طرح نظر آتا۔ آیت ۷ میں لکھا ہو کہ یہہ بات خدا کی نظر میں بہت بری تھی۔ اِسلئے

اُس نے اِسرائیل کو مارا"۔ مگر اسرائیل نے کونسی بُری بات کی تھی؟ اِس کا ذکر پہلی آیت میں آیا ہی۔ اور شیطان اسرائیل کے مقابلہ میں اُٹھا اور داؤد کو اُبھارا کہ اسرائیل کو شمار کرے۔ یہہ اِسرائیل اور داؤد کے غرور کا ذکر ہی جو وہ اپنے زور اور شمار پر جتانے لگے۔ اور خدا پر سے بھروسہ زائل ہوا اور اُس کی کسر شان ظاہر کی جس نے اُن کو فتحیابیاں بخشی تھیں جب جب وے اُسکے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے۔ یہہ بات تھی جو خدا کو بُری لگی اور اُس نے اسرائیل اور داؤد کو اِغوائے شیطانی کے مطابق کرنے دیا جیسا ۲ سموئیل ۲۴: ۱ سے ظاہر ہی۔ یہہ سبب ہی کہ جیسا لوگوں نے اپنے بادشاہ سمیت تکبّر کیا خدا نے اُن کو ویسی ہی سزا دی یعنے داؤد نے لوگوں کی تعداد پر اپنا فخر جتایا لیکن خدا نے اُنکا شمار اور طرح کر دکھایا اور داؤد کا غرور توڑا (تواریخ ۱ ۲۱: ۱۷-۲۶)+

اگرچہ گنہگار انسان کو یہہ قانون بُرا معلوم ہوتا کہ آدمی جو کچھ بوتا ہی سو ہی کاٹیگا (گلتیوں ۶: ۷) اور خداوند کا یہہ فرمان سُنکر محظوظ نہیں ہوتا کہ انتقام لینا اور سزا دینا میرا کام ہی (استثنا ۳۲: ۳۵) مگر حقیقت حال ایسا ہی ہی۔ آلٰہی سزاؤں کو دیکھہ سُنکر اپنے آپ کو اُن کے برخلاف انسان کی جان کے دردمند جتانا صرف مکاری ہی اور پنڈت دیانند کی غرض بائبل کے خدا پر اعتراض کرنے کی صرف یہہ ظاہر ہوئی ہی کہ دیکھو ہم بائبل اور اُس کے خدا پر کیسے کیسے سوال کر سکتے ہیں اگر انسانی ہمدردی کی آپ کو پرواہ ہوتی تو ویدوں کو ماننے کا نام نہ لیتے +

(محقق) جس طرح کوئی آدمی لمحہ بھر میں خوش اور لمحہ بھر میں ناراض ہوجاتا ہی تو اُس کی خوشنودی بھی خوفناک ہوتی ہی اسی طرح کی کرتوت عیسائیوں کے خدا کی ہی +

(رہبر) نہیں پنڈت جی یہہ تو آپ کی ایک معمولی گپ ہی۔ کیونکہ بنی اسرائیل کی تواریخ سے ظاہر ہی کہ وہ ہمیشہ اپنی بدی کی سزا پاتے رہے لیکن فرمانبرداری کی حالت میں ہمیشہ خوشوقت رہتے تھے۔ خدا کا سلوک اُن کے ساتھہ ہمیشہ اِس قانون کے موافق ہوتا رہا جو خدا نے

اُن کو شروع میں فرما دیا تھا۔ اول لوگوں کے لئے۔ (دیکھو استثنا باب ۳۰ : ۱۵-۲۰- جہاں اسرائیل کے حق میں خدا کی خوشنودی اور غضب کی صاف صاف اور یقینی صورتیں جتائی گئی ہیں۔ اور بھی دیکھو ۳۱: ۱۶-۲۹)+

دوم بادشاہوں کے لئے بھی ویسا ہی یقینی قانون فرمایا گیا تھا (۱ سموئیل ۱۳ : ۱۳-۱۴ اور زبور ۸۹: ۳۰-۳۳-۱ سلاطین ۳: ۱۴) پس بائبل کے ذریعہ سے خدا نے بنی آدم کو جتا دیا ہی کہ وہ کیسی باتوں سے خوشنود ہوتا ہی اور کیسی باتوں سے ناراض ہوتا ہی۔ اور عیسائیوں کے خدا کے سب قول و فعل یقینی ہیں اُس کی خوشنودی مشکوک نہیں۔ اور اُس کا غضب اندھا دھند نہیں ہی اگر گمراہ انسان بائبل کی پیروی کرے تو ہر بات میں سیدھی راہ پر چل سکتا ہی۔ اور اگر بہکے تو ضرور نقصان اُٹھاویگا +

سوال (۵۸) ایوب کی کتاب۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ بنی اللہ آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں اور شیطان بھی اُن کے درمیان ہو کے آیا کہ خداوند کے آگے حاضر ہو۔ خداوند نے شیطان سے کہا۔ کہ تو کہاں سے آتا ہی شیطان نے جواب دیکے خداوند سے کہا کہ زمین کے اِدھر اُدھر سے پھر کے اور اُس میں سیر کر کے آتا ہوں خداوند نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تو نے میرے بندے ایوب کے حال کو غور کیا۔ کہ زمین پر اُس سا کوئی شخص نہیں ہی کہ وہ کامل اور صادق ہی اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا ہی اور باوجود اِس کے کہ تو نے مجھ کو اُبھارا ہی کہ بے سبب اُسے ہلاک کروں . . . شیطان نے خداوند کو جواب دیکر کہا کہ کھال کے بدلے کھال بلکہ انسان اپنا سارا مال اپنی جان پر نثار کریگا۔ خداوند نے شیطان سے کہا کہ دیکھ وہ تیرے قابو میں ہی مگر فقط اُس کی جان جانے نہ پاوے۔ تب شیطان خداوند کے حضور سے چل نکلا اور ایوب کو مارا۔ ایسا تلوے سے لیکے چاند تک اُسے جلتے پھوڑے نے ہوئے (باب ۲ آیت ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷ +)

(محقق) دیکھئے عیسائیوں کے خدا کی طاقت کہ شیطان اُسکے سامنے اُسکے عابدوں کو تکلیف دے

ہی۔ نہ شیطان کو سزا دے سکتا ہی اور نہ اپنے معتقدوں کو بچا سکتا ہی۔ اور نہ فرشتوں میں سے کوئی اُسکا مقابلہ کر سکتا ہی۔ ایک شیطان نے سب کو خوف زدہ کر رکھا ہی عیسائیوں کا خدا بھی ہمہ دان نہیں ہی اگر ہمہ دان ہوتا تو ایوب کا امتحان شیطان سے کیوں کراتا؟ ۵۸ +

(رہبر) پہلے کلام اللہ سے یہہ سمجھاتا ہوں کہ شیطان کون ہی اور کیا کرتا ہی جس کے باعث پنڈت جی خدائے قادر پر طعن کرتے ہیں اور پھر بتلاؤنگا کہ خدا نے کیوں اپنے بندے ایوب پر اُس کو وار کرنے دیا +

اس امر میں یہہ حقیقت سامنے رہے کہ دنیا میں نیکی اور بدی سُکھہ اور دُکھہ دونوں ہیں۔ اور دنیا کے فلاسفر اس بات پر حیران اور مختلف الرائے رہے ہیں کہ پاک اور مہربان خالق کی خدائی میں بدی اور دُکھہ کیونکر دخل پا سکتے ہیں۔ اِنکا بانی خدا نہیں کوئی بُرا شخص ہی بعض نے کہا ہی کہ خیر و شر دونوں کا بانی خدا ہی۔ بعض نے گمان کیا کہ مادہ اور خدا دو جُدا ازلی ہیں اور مادہ بذات ہی بُرا ہی اور جن روحوں کا اِس کے ساتھہ تعلق ہوتا ہی اُن کو بھی بُرا کر دیتا ہی اور دُکھہ کے زیر بار کرتا ہی۔ بعض کا یہہ خیال ہی کہ نیکی بدی کچھہ چیز نہیں ہیں اور دُکھہ اپنی بیوقوفی کا نتیجہ ہی ان متناقض اور کفر آمیز خیالوں کے برخلاف بائبل کی یہہ تعلیم ہی +

(۱) خدا بدی کا بانی نہیں۔ گناہ نام ہی فعل کا۔ جب تک کوئی فعل سرزد نہ ہو گناہ ہستی میں نہیں ہی اور جب انسان کوئی فعل کرتا ہی تو وہ یا تو بھلا ہوتا ہی یا بُرا۔ اِس لئے فطرتاً بھی ثابت ہی کہ اپنے گناہ کا خالق انسان خود ہی +

(۲) دنیا کا خالق خدا ہی۔ مگر دنیا میں بھلائی اور بُرائی دونوں ہیں۔ خدا کُل ہستی کو نیست کر سکتا ہی مگر وہ نہیں کرتا اور فعل مختار وجودوں کو اپنی آزادگی کے مطابق فعل کرنے دیتا ہی۔ اور اگرچہ ہر فعل مختار آزاد ہی مگر ایسا بھی ہوتا رہتا ہی کہ ایک کی مرضی دوسرے کی مرضی کو اپنی طرف مائل کر لیتی ہی۔ بلکہ قابو میں کر لیتی ہی اور اپنی مرضی کے موافق اُس سے عمل کراتی

ہے۔ یہہ دونوں باتیں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بیت رہی ہیں۔ پھر

(۳) ذی شعور مخلوقوں میں بائبل دو قسم کے وجود قرار دیتی ہے۔ ایک وہ جو فرشتے کہلاتے ہیں۔ دوسرے آدم زاد۔ مقدم روحانی وجود ہیں اور موخر جسمانی ہیں۔ اور جس طرح انسانوں میں اُسی طرح فرشتوں میں بھی بھلے اور بُرے فرشتے بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ

(الف) اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (متی ۲۵: ۴۱۔ اور مکاشفات ۱۲: ۹)۔

(ب) شیطان اور اُس کے فرشتے پہلے کیسے تھے اور کیوں گر گئے۔ خدا نے گناہ کرنے والے فرشتوں کو نہ چھوڑا بلکہ وغیرہ (۲۔ پطرس ۲: ۴) اس سے ظاہر ہے کہ بُرے فرشتے پہلے اچھے تھے۔ اور جن فرشتوں نے اپنی حکومت کو قائم نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا اُن کو اُس نے دائمی قید میں تاریکی کے اندر روزِ عظیم کی عدالت تک رکھا ہے۔ (خط یہودا۔ آیت ۶) اِن مقامات سے ظاہر ہے کہ بُرے فرشتے اچھی حالت سے گرے ہیں اور خدا نے اُن کو تاریکی میں قید کیا ہوا ہے ان فرشتوں اور اُن کے سردار شیطان کا گناہ تکبر تھا۔ "نو مرید نہ ہو تاکہ غرور کر کے کہیں ابلیس کی سی سزا نہ پائے" (۱۔ تمطاؤس ۳: ۶) اور یوحنا ۸: ۴۴۔

(ج) شیطان کا تعلق انسان سے۔ سانپ نے اپنی مکاری سے حوا کو بہکایا (۲۔ قرنتیوں ۱۱: ۳) گناہ کی مزدوری موت ہے (رومیوں ۶: ۲۳) تاکہ وہ موت کے وسیلے سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنے ابلیس کو بیکار کر دے (عبرانیوں ۲: ۱۴) اِن مقامات کو باہم ملا کر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدم نے شیطان کے بہکانے سے گناہ کیا (ایک مرضی کے آزاد نے دوسرے کی مرضی کو اپنی طرف مائل کر لیا) اور موت کے تحت میں آ گیا تب گناہ پر جو فتوےٰ دیا گیا اُس کا عمل میں لانا شیطان کے ذمے ہو گیا ہے۔ اور وہ اس دُنیا کا خدا ہو گیا۔ (۲۔ قرنتیوں ۴: ۳ و ۴) اور ساری دنیا اُس شریر کے قبضے میں پڑی ہوئی ہے (۱۔ یوح

۵: ۱۹) اور چونکہ شیطان اور اُس کے فرشتے انسان کی بہ نسبت زیادہ زور آور ہیں اِس لئے وے انسان کو اپنی مرضی کے موافق چلاتے اور دُکھ بھی دیتے ہیں جیسا ایوب کے احوال سے اور مسیح خداوند کے بدروحوں کو نکالنے کے معجزوں سے ظاہر ہے+

(د) اِس شیطانی زور اور اغوا کے مقابل میں خدا اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور شیطانی ہلاکت سے بچاتا رہتا ہے۔ اور حفاظت کے وسیلے موجود کرتا ہے چنانچہ ایوب کی جان پر وار کرنے سے شیطان کو روکا (ایوب ۱: ۱۲) اور زبور ۸۹: ۱۵-۱۸۔ لیکن خدا کی طرف سے بڑی مدد اور زبردست حفاظت گنہگاروں کے لئے یہہ موجود کی گئی ہے کہ "خدا کا بیٹا اِسی لئے ظاہر ہوا تھا کہ ابلیس کے کاموں کو مٹائے" (۱۔ یوحنا ۳: ۸) اور بھی دیکھو عبرانیوں ۲: ۱۴۔ اِس آسمانی سپاہ سالار اور منجی نے اپنے ایمانداروں کو وہ ہتھیار عنایت کئے ہیں جن سے وے شیطان اور اُس کے لشکر کا مقابلہ کر سکتے اور کرتے ہیں "غرض خداوند اور اُس کی بڑی قوت کی تاثیر سے مضبوط ہو خدا کے سب ہتھیار باندھ لو تا کہ تم ابلیس کے منصوبوں کے مقابلہ میں قایم رہ سکو . . . پس سچائی سے اپنی کمر کسکر اور راستبازی کا بکتر لگا کر۔ اور پانوں میں صلح کی خوشخبری کی تیاری کے جوتے پہنکر اور اُن سب کے ساتھ ایمان کی سپر لگا کر قایم رہو جس سے تم اُس شریر کے جلتے تیروں کو بجھا سکو۔ اور نجات کا خود اور روح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے لگالو۔ اور ہر وقت اور ہر طرح سے روح میں منت اور دعا کرتے رہو" (افسیوں ۶: ۱۰-۱۸) یہی سبب ہے کہ مسیحی کلیسیا پر اگرچہ شیطان وقتاً فوقتاً حملے کرتا ہے مگر دور کر دیا جاتا ہے اور ایماندار خدا کی صحبت میں استوار رہتے ہیں۔ لیکن باقی ساری دنیا اُس شریر کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے (۱۔ یوحنا ۵: ۱۹) پس پنڈت جی کا کہنا کہ شیطان کے مقابلہ میں خدا اپنے بندوں کو بچا نہیں سکتا سراسر غلط ہے+

(ھ) شیطان کا تسلط اِس دُنیا پر عارضی ہے اور وہ اپنے فرشتوں سمیت ہلاکت میں جائیگا

شیاطین کو اپنے اِس انجام کی خبر ہی دیکھو متی ۸: ۲۹- اور اُن کی ہلاکت یقینی ہی دیکھو مکاشفہ ۲۰: ۱۰- اور ۲- پطرس ۲: ۴- اور متی ۲۵: ۴۱ +

یہہ مختصر کیفیت ہی جو شیطان اور اُس کے فرشتوں کی بابت بیان ہوئی ہی- اور اِس سے یہہ بھی ظاہر ہی کہ خدائے قادر کی یہہ مصلحت ہی کہ اپنے انتظام عالم میں اُس نے بدکار فرشتوں اور آدم زادوں کو نیست و نابود نہیں کر دیا بلکہ اپنی محبت کو ظاہر کرنے کے لیئے بدوں اور بدی کو عارضی طور پر رہنے دیا ہی- اور اگرچہ دنیا کے سب بت پرست شیطان اور بدروحوں سے خوف زدہ رہے ہیں- قدیم اور موجودہ ہندو اسُوروں اور بھوتوں اور راکھشوں سے[*] اور اُن کو راضی کرنے کے لیئے قسم قسم کی رسومات ادا کرتے ہیں- مگر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی جو اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں حفاظت کرتا ہی- لہذا پنڈت جی کا کہنا کہ خدا شیطان کو سزا نہیں دیسکتا صرف اُن لوگوں کو خوش کرنیوالی بات ہی جو بائبل سے کینہ رکھتے ہیں +

اب میں دوسری بات کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ خدا نے کیوں اپنے بندے ایوب پر شیطان کو وار کرنے دیا؟ خدا تو ہمہ دان ہی مگر شیطان کو کیوں اُس کا امتحان کرنے کر دیا؟ ایوب کی بابت مکالمہ عالم نادیدنی میں ہوا- خدا نے اُس کی خدا پرستی اور صدق کی تعریف کی مگر شیطان نے کینہ سے ایوب کی خدا پرستی پر لالچ اور خود غرضی کا الزام لگایا کہ وہ اجر کے لالچ کی خاطر خدا پرست بنا ہوا ہی- کیا ایوب مفت میں خدا پرستی کرتا ہی؟ (۱: ۹) اپنا ہاتھ بڑھ

---

[*] نوٹ- ہندو اور چینی اور ایشیا کی دیگر قدیم اور جدید قومیں شائستہ اور وحشی- اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ کی سب اصلی قومیں جو سانپ کی پرستش کرتی ہیں یا کرتی تھیں سو سب شیطان کی پرستش کرنے والی ہیں کیونکہ سانپ شیطان یا شیطان کی علامت ہی- اور نہ صرف ڈر کے مارے اُس کو پوجتے ہیں بلکہ اِس لیئے بھی کہ سانپ عرفان بخشتا ہی- پنڈت دیانند صاحب بائبل پر سوال کرتے ہوئے ویدوں کے اسُوروں اور منو اور مہابھارت کے راکھس بھول گئے جن سے دیوتے بھی ڈرتے تھے- گو وہ بھی پرجاپتی میں سے نکلے تھے +

کے اُس کا سب کچھ چھوٹ جائے تو کیا وہ تیرے منہہ پر تیری ملامت نہ کریگا"۔ اِس پر خدا نے شیطان کو اجازت دی کہ ایُوب پر اپنا زور آزمالے مگر اُس کی جان کا نقصان نہ کرے۔ (آیت ۱۲) ایوب عالم نادیدنی کی اِس کارروائی سے ناواقف تھا اور اُس کو معلوم نہ ہوا کہ خدا نے اپنے بندے پر وہ اذیت کیوں آنے دی۔ مگر ایوب صابر ہی رہا۔ عالم نادیدنی کی یہہ ویسی ہی بات ہے جیسی خداوند یسوع نے پطرس کو جتائی تھی کہ "شمعون شمعون دیکھہ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا کہ گیہوں کی طرح پھٹکے لیکن میں نے تیرے لئے دعا مانگی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے" (لوقا ۲۲: ۳۱ و ۳۲) اسی طرح خدا نے اپنے فضل سے ایُوب کے ایمان کو قایم رکھا تھا ✣

جب شیطان نے ایوب پر اپنے وار شروع کر دیئے تو وہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھا۔ اور اگرچہ اِتنے برسوں کے بعد دیانند نے اِس سبب سے خدا کو بھلا بُرا کہہ دیا ہی مگر ایوب نے خود "خدا پر بے وقوفی کا عیب نہ لگایا تھا" (ایوب ۱: ۲۲) البتہ ایُوب کی جورو تو اُس مصیبت سے گھبرائی اور ہاری اور کہنے لگی کہ "خدا کی ملامت کر اور مرجا" (۲: ۹) لیکن ایوب نے اُس کے اور پنڈت جی کے سوال کا جواب تب ہی دیدیا تھا کہ "تو نادان عورتوں کی سی بات بولتی ہی۔ کیا ہم خدا سے اچھی چیزیں لیویں اور بُری چیزیں نہ لیویں"؟ (آیت ۱۰) پس پنڈت جی کا یہہ کہنا کہ خدا اپنے معتقدوں کو شیطان سے بچا نہیں سکتا صرف ایک کچّا خیال ہی۔ کیونکہ نہ صرف ایوب خود شیطان کے مقابلہ میں مردِ میدان تھا بلکہ لکھا ہی کہ خداوند نے ایوب کی طرف توجہ کی۔ اور خداوند نے جس وقت کہ ایُوب نے اپنے دوستوں کے لیے دعا مانگی ایوب کی گرفتاری کو مبدل کیا اور خداوند نے ایوب کو آگے کی نسبت دونی دولت عنایت کی وغیرہ (۴۲: ۹-۱۷) شیطان اُس وقت تو چلتا بنا مگر اِس زمانہ میں پنڈت دیانند جی کو اپنا وکیل کر لیا ✣

تنبیہہ۔ ایوب کے احوال سے خداوند کریم نے بنی آدم کے لئے ایک بڑا بھاری سبق دیا

ہی۔ انتظام الٰہی انسان کو پُورا پُورا سمجھ میں نہیں آسکتا۔ دُنیا میں دُکھ اور سزا کی بے ترتیبی سی نظر آتی ہی اور اہل دنیا یہہ حال دیکھ کر خدا کو ملامت کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں جیسے ایوب کی جورو نے سوچا تھا۔ اِس سے لئے خدا کے بندوں کے دُکھوں کی نظیریں اور اُن دکھوں کے درمیان اُن کے ایمان اور سلامتی ہمارے نمونہ کے لئے درج کئے گئے ہیں۔ اصل خیال یہہ ہی کہ دُکھ کسی نہ کسی گُناہ کا نتیجہ ہی (ایوب ۴: ۶-۱۱) مگر ایوب اِس میں مستثنا حالتیں بیان کرتا ہی چنانچہ ایک تو اپنے تئیں اُس دُکھ کے آنے پر بھی بے قصور قرار دیتا ہی گو اُس دُکھ کی آمد کا سبب اُسکو معلوم نہ تھا۔ اور دوسرے وہ شریروں کی کامیابی اور چین کو پیش کرتا ہی (۱۲: ۶ وغیرہ) اور دونوں حالتوں میں خدا کو راست قرار دیکر اُسی پر توکل رکھتا ہی (۱۳: ۱۵ و ۱۶) سلیمان نے بھی اپنی کتاب واعظ ۸: ۱۴ میں انتظام دنیا میں یہہ دونوں حالتیں بیان کی ہیں مگر اِن کو بطلان کہتا ہی اور باوجود اِن کے اصل بات کو پیش کرتا ہی کہ ہر حال میں خدا سے ڈرنا چاہئے۔ آخر خدا ترسوں ہی کا بھلا ہوگا (واعظ ۸: ۱۲ و ۱۳۔ اور ۱۲: ۱۳ و ۱۴) +

غرضیکہ جس طرح ایوب زندگی کی ہر حالت میں۔ کشادگی اور تنگی میں (تنگی کا سبب معلوم ہو یا معلوم نہ ہو سکے) خدا کا متوکل تھا اسی طرح ہر ایماندار کو ہونا چاہئے +

سوال (۵۹) واعظ کی کتاب۔ ہاں میرا دل حکمت اور دانش میں بڑا کاردان ہوا لیکن جب میں نے حکمت کے جاننے کو اور حماقت اور جہالت کے سمجھنے کو دل لگایا تو معلوم کیا کہ یہہ بھی ہوا پر چہنا ہی۔ کیونکہ بہت حکمت میں بہت دقت ہوتی ہی اور جس کا عرفان فراوان ہوتا ہی اُس کا دُکھ زیادہ ہوتا۔ (واعظ ۱: ۱۶-۱۸) +

(تحقیق) دیکھیئے حکمت اور دانش مترادف الفاظ ہیں۔ عیسائی ان کو جدا جدا مانتے ہیں اور جہلا کے سوائے دانش کی ترقی میں دقت اور دُکھ کون مان سکتا ہی اس لئے یہہ بائبل خدا کی بنائی ہوئی تو کیا کسی عالم کی بھی تصنیف کردہ نہیں ہی +

رہبر سلیمان کی تصنیفات سے یعنے امثال کی کتاب اور واعظ کی کتاب سے تو صاف ظاہر ہے کہ سلیمان کوئی جاہل آدمی نہیں تھا۔ اور اُس کی دانش کی شہرت یہاں تک تھی کہ دُور دُور سے لوگ اور بادشاہ اُس کی حکمت سُننے کو آتے تھے (اسلاطین ۴: ۲۹-۳۴) پنڈت جی میں اُس کی دانش کو سمجھنے کا مادہ نہیں تھا اور اِس لئے چاند پر تھوک دیا +

آیات پیش کردہ میں سلیمان حکمت کے جاننے اور حماقت کے سمجھنے کو منع تو نہیں کرتا لیکن یہہ کہتا ہے کہ یہہ سب صرف ہوا پر چرنا ہے کیونکہ بہت حکمت میں بہت دِقّت ہے اور عرفان کی فراوانی میں بہت دُکھ ہے۔ اور یہہ بالکل صحیح ہے۔ فی الواقعی ایسا ہی ہے۔ شاید صرف سنسکرت زبان جان لینے میں وہ دِقّت نہ ہو جو سلیمان بیان کرتا ہے۔ ورنہ معاملہ تو سچ ہے۔ اور سوائے جاہل آدمی کے کوئی اور اِس وقت اور دُکھ کا انکار نہیں کرسکتا +

شروع کتاب میں مصنّف یہہ حاکمہ پیش کرتا ہے۔ کہ اِس دُنیا میں انسان کی کوئی محنت اُسے راضی نہیں کرسکتی۔ اُس کی روح آسودہ نہیں ہوتی۔ (واعظ ۲ و ۳) + اور پہلے پانچ بابوں میں اسکے ثبوت پیش کرتا ہے۔ انسان کی محنت میں سے ایک چیز حکمت اور جہالت ہے۔ اور مصنّف دکھلاتا ہے کہ ان کو جانکر اور سمجھ کر بھی انسان کو سیری نہیں بلکہ زیادہ فکر اور دُکھ بڑھتا ہے۔ ان میں اُس کو سچی خوشی نہیں ملتی۔ (۲: ۲۲ و ۲۳-۶: ۷) جائے غور ہے کہ انسان کے علم میں کیا حکمت یا فلاسفی آئی یا آسکتی ہے؟ لوگوں کے خیالات۔ اور دیگر چیزوں کی کیفیت لوگوں کے خیالات اکثر باہم مختلف ہوتے ہیں اور دیگر چیزوں کی معلومات صحیح ہیں ناقص ہیں اور غلط بھی ہیں۔ تو کیا حکمت کی یہہ حالت انسان کو زیادہ دِقّت اور فکر میں نہیں ڈالتی ہیں؟ اگر کوئی اور مثال نہ بھی ہو تو مذہبی فلاسفی کا اختلاف بجائے خود اِس کا کافی ثبوت ہے۔ کیسے کیسے فکر اور عذاب اس کے باعث اہل دنیا پر وارد ہوتے رہے ہیں اور پھر بھی تسلّی نہیں ہے۔ لہذا بائبل کا یہہ حصّہ روح القدس نے ایک بڑے روحانی اور تجربہ کار اور دانا آدمی کے ذریعہ قلم بند کروایا ہے ایک اور مثال انسان کی محنتوں

کی مصنف نے بہہ دی ہی کہ روپیوں سے سب کام نکلتا ہی (واعظ ۱۰: ۱۹) اور اہل دنیا روپیہ کو اپنے کل کاروبار میں ایک مشترک اور ضروری آلہ سمجھتے ہیں اور اس کے لئے محنت کرتے ہیں اور دولت اچھی چیز سمجھی جاتی ہی مگر اس روپیہ اور اس دولت کا حقیقی فائدہ کیا ہی؟ کچھ نہیں صرف مالکوں کے لئے نقصان اور عمر بھر کی بے چینی اور دقداری اور خفگی کا باعث ہوتی ہی (واعظ ۵: ۱۰-۱۷) ایسے ہی دنیوی دانش کی فراوانی اور حماقت کی سمجھ صرف زیادہ بقرار کرتی اور دُکھ دیتی ہی مگر مصنف انسان کو دانشِ دنیا کی اِس مذہب حالت میں نہیں چھوڑتا بلکہ اُس دانش کا پتا دیتا ہی جس میں پایداری اور حقیقی خوشی ہی اور وہ حقیقی اور پایدار خوشی قبر کے پرے ہی (واعظ ۹: ۱۲) اور سچی دانش جس میں خوشی او سلامتی ہی اس بات میں قائم کرتا ہی کہ خدا سے ڈر اور اُس کے حکموں کو مان کہ انسان کا فرض کلی یہی ہی۔ کیونکہ خدا ہر ایک فعل کو پوشیدہ چیز کے ساتھ خواہ بھلی ہو خواہ بُری عدالت میں لاویگا" (واعظ ۱۲: ۱۳ و ۱۴) "خداوند کا خوف دانش کی ابتدا ہی" (واعظ ۱: ۷) خداوند کا خوف زندگی کے لئے ہی" (امثال ۱۹: ۲۳)+

عہدِ عتیق پر پنڈت دیانند کے سوالات اِس سوال ۵۹ پر ختم ہوئے۔ باقی سوال عہدِ جدید پر کیئے ہیں اور اب اُن کا جواب دیا جاتا ہی+

سوال (۶۰) متی کی انجیل۔ اب یسوع مسیح کی پیدایش یوں ہوئی کہ اُس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو اُن کے اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی ... دیکھو خداوند کے ایک فرشتہ نے اُس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا ای یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر کیونکہ جو اُس کے رحم میں ہی سو روح القدس سے ہی۔ (متی ۱: ۱۸ و ۲۰)+

(محقق) اِن باتوں کو کوئی عالم نہیں مان سکتا کہ جو پرتکش وغیرہ پرمانوں اور قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ بھلا جو خدا کا قانون ہی اُسے کوئی کیونکر توڑ سکتا ہی۔ اگر خدا ہی قانون کو ردّ و بدل

کرے تو اُسکا حکم کوئی نہ مانے +

(رہبر) لوگ جو پنڈت جی کی طرح قانونِ قدرت سے معجزہ کے برخلاف استدلال کیا کرتے ہیں
وہ قانونِ قدرت کی بابت یہہ گمان رکھتے ہوں گے کہ خدا دنیا میں سے کہیں غیر حاضر ہی اور
اور اُس کی غیر حاضری ہیں قانون اُس کی جگہ کام کرتا ہی اور اُس کے بغیر ہی پیدا کرتا ہی۔ مگر ہم جو
بائبل کی الہٰیات کے ماننے والے ہیں اُن سے یہہ معلوم کرتے ہیں کہ قانونِ نیچر کچھہ نہیں مگر عاقل خدا
کے عمل کا صرف ایک طریقہ یا ذریعہ ہی اور نیچر اُس سے آزاد نہیں ہی۔ اُسکی پائیداری اور تبدیلیاں
بھی اُس مالک کی مرضی اور قدرت کے باعث ہوتی ہیں وہ بیجا و زیاتبدیلیاں اس قسم کی ہیں جو
جانداروں پر اثر کرنے والی ہیں۔ جیسے فصل کا کم ہونا اور کال پڑنا۔ بارش کا وقت پر نہ ہونا یا بہت
کم ہونا۔ جنم کے اندھوں اور لنگڑوں وغیرہ کا پیدا ہونا۔ عورت کا بانجھہ ہونا۔ آدمی کا نامرد یا مخنث
پیدا ہونا۔ وبا کا آنا جانا۔ باوجود ایسی تبدیلیوں کے قوانینِ نیچر پھر بھی بنے رہتے ہیں۔ اسی طرح
اگر بغیر انسانی باپ کے کنواری سے بیٹا پیدا ہوا تو قوانینِ نیچر میں کوئی فساد برپا نہیں ہوا۔ اِسکے
لئے صرف ثبوت چاہیئے۔ اس امر میں قابلِ غور بات یہہ ہی کہ قوانینِ نیچر میں ایک مشترک قانون یا شرط
یہہ ہی کہ بلا سبب کوئی نتیجہ نہیں ہوتا۔ اور مسیح کی پیدایش۔ اگرچہ ولادت کے معمولی سلسلہ سے تجاوز
کی صورت میں ہی۔ مگر درحقیقت قانونِ قدرت کے خلاف نہیں ہی اور نہ اُسکا بگاڑ ہی۔ اُسمیں اعجاز
اِس بات میں ہی کہ بغیر انسانی باپ کے وقوع میں آئی اور یہہ اعجاز مریم کو بھی نظر آیا تھا جب اُس نے
کہا کہ "یہہ کیونکر ہوگا جس حال میں میں مرد کو نہیں جانتی" (لوقا ۱: ۳۴) تو وہاں انسانی باپ یعنے
معمولی سبب کے بجائے غیر معمولی سبب بتلایا گیا تھا کہ روح القدس تجھپر اُتریگا اور خداتعالیٰ کی
قدرت کا سایہ تجھپر ہوگا . . . کیونکہ خدا کے آگے کوئی بات انہونی نہیں ہی (لوقا ۱: ۳۵ و ۳۷)
پس جو کام کہ قانونِ قدرت کے مقنن کی قدرت سے ہوا اُسکو بلا سبب یا ناممکن نہیں کہہ سکتے
اور اس لئے مسیح کی معجزانہ پیدایش خلافِ قانونِ قدرت نہیں تھی۔ البتہ اعلیٰ طور سے ہوئی۔

اور ایک خاص فائدہ کی غرض سے ایسی ولادت کا ہونا ضروری تھا۔ اور یہہ غلط بات ہی کہ معجزہ کے سبب سے کوئی خدا کا حکم نہیں مانیگا۔ بائبل کا بنی آدم کو یہی فائدہ ہی کہ اس نیچر میں جسکو فلاسفر اپنے میں پائیدار اور قادر بتلاتے ہیں اور انہیں اوصاف کے باعث ساری قدیم قوموں نے نیچر کی قوتوں کو خدا کر کے مانا جیسا کہ ویدوالوں نے کیا تو بائبل ہم کو یہہ عرفان دیتی ہی کہ خدا ان قوتوں اور نیچر کی چیزوں سے غیر ہی مگر اُن پر حکومت کرتا ہی اور اس حکومت کو معجزوں سے ثابت کیا اور خدا کی مرضی مستند طور پر جتائی ہی اور حکم عدولی کی سزا سے آگاہ کر دیا ہی +

(محقق) اس طرح تو جس باکرہ کو حمل ٹھہر جائے اُس کی بابت یہہ کہہ سکتے ہیں (ہندوؤں میں کنواری بیواؤں میں یہہ نوبت پہنچ سکتی ہی مدہبر) +

یہہ حمل خدا کی طرف سے ہی اور کوئی جھوٹھہ کہدے کہ خدا کے فرشتے نے مجھکو خواب میں کہدیا کہ یہہ ہی روح القدس کیطرف سے ہی۔ یہہ بات اس طرح پر ہوئی ہوگی کہ کسی آدمی کے ساتھہ صحبت کرنے سے مریم حاملہ ہوگئی ہوگی۔ اُس نے یا کسی دوسرے نے ایسی ناممکن بات مشہور کر دی کہ اس کا حمل روح القدس کی طرف سے ہی +

(رہبر) اس بات کا بار ثبوت پنڈت جی پر تھا کہ مریم ناجائز طور سے حاملہ ہوئی تھی یونہی بیہودہ بکنا اور کسی کی عصمت پر تہمت لگانا ایک نفرتی عادت ہی۔ پنڈت جی نے ذرا بھی غور نہ کیا کہ ایسے مخفی امر کے لئے مقدس راویوں نے ہر ممکن ثبوت دیا ہی کہ مریم پاک دامن کنواری تھی اور کہ اُس کا حمل خدا کی قدرت سے تھا۔ اب اُن کے بیرو ذرا دھیان دیویں کہ دُنیا میں ہر حمل کے صرف دو ہی شخص گواہ ہو سکتے ہیں۔ یعنے جورو اور خصم۔ یا عورت اور اُس کا آشنا مگر اصل گواہ عورت ہی ہی۔ اب

پہلا گواہ مریم کے حمل کا خود مریم تھی۔ اور اُس کی بابت جو کچھہ لوقا نے لکھا ہی وہ مریم ہی کا بتلایا ہوا بیان تھا جو سوائے اُسکے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور اُسکا بیان دیانتدار

الزام کو رد کرتا ہی +

دوسرا گواہ اس معجزانہ حمل کا یوسف ہی جس کے ساتھہ مریم کی منگنی ہو گئی ہوئی تھی۔ جو کچھہ متی رسول نے اپنی انجیل کے پہلے باب میں اُس کی بے قراری اور فکرمندی اور طلاق دینے کے ارادہ کی بابت لکھا ہی وہ دراصل یوسف کی زبانی بیان ہی کیونکہ کوئی دوسرا یوسف کے دلی خیالات او بیقراری کا اور آسمانی خواب کا حال نہیں جانتا تھا۔ اب یوسف کی گواہی یہہ ہی کہ مریم کا حمل نہ اُس کا تھا اور نہ کسی اور آدمی مگر خدا کی روح القدس سے تھا۔ اگر یوسف کو یقین نہ آجاتا کہ وہ حمل کسی آدمی کا نہیں ہی تو مریم کو اپنے گھر ہرگز نہ لاتا۔ اور یوسف کا مریم کو ایسی حالت میں اپنے گھر رکھہ لینا اس بات کی بھی دلیل ہی کہ اُس کو ضرور خدا کی طرف سے آگاہی ملی تھی کہ جو کچھہ اُسکے رحم میں ہی سو روح القدس سے ہی* +

تیسرا ثبوت اِس اعلی ولادت کا قانون ارثی ہی جس سے مراد یہہ ہی کہ اولاد کی مشابہت والدین سے ہوتی ہی یعنے نسلی مشابہت۔ سارے مخلوق اپنے والدین کی مانند ہوتے ہیں۔ حتی کہ بعض خاص خصوصیتیں والدین کی اولاد میں نمایاں ہوتی ہیں۔ یہی حال یسوع مسیح کا تھا۔ اُسکا باپ خدا اور جسم کے لحاظ سے مریم اُس کی ماں تھی۔ اب مسیح ابن اللہ کی ارثی مشابہت خدا باپ کے ساتھہ ہونی چاہئے اور ایسا ہی تھا۔ چنانچہ اس مخفی امر کا ظاہر ثبوت اُسکی زندگی تھی

*نوٹ۔ مریم یا یوسف مسیح کی ولادت کی نسبت ایسا فوق العادت قصہ ایجاد نہیں کر سکتے تھے کیونکہ یہودیوں کو یہہ خیال مطلق نہ تھا کہ اُن کا مسیح بغیر انسانی باپ کے فوق العادت طریق سے پیدا ہوگا ایسی ولادت کی عہد عتیق میں خبر تھی مگر یہودی اُس کے معنے سے ناواقف تھے۔ پھر یہہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا کہ مریم کو مسیح موعود کی ماں ہونے کا شوق ہوا ہوگا اِس لئے اُس نے یہہ غیر معمولی قصہ بنایا ہوگا۔ کیونکہ اگر ایک کو یا دونوں کو اِس ناموری کا شوق ہوتا تو اس ولادت کو اپنے ہی ذمے لگاتے لیکن جو کچھہ اُنہوں نے بیان کیا اُس کی رو سے تو ایسی ناموری کا شوق خارج ہوتا ہی +

اُس کی زندگی انجیل میں بالکل پاک اور کامل زندگی بیان کی گئی ہے کسی قسم کی بدی نہیں تھی
جس کے لئے یہہ عذر کرنا پڑا ہو کہ سامرتھی کو دوش نہیں۔ ایسی زندگی کی کوئی اور وجہ
نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ وہ تولید کے نیچری سلسلہ میں نہیں لیکن ایک اعلیٰ
طور سے پیدا ہوا تھا۔ نیچری پیدایش والی زندگیاں بلا کسی مستثنیٰ کے پلید اور ناکامل ہوتی
ہیں۔ اُس کی الٰہی ازلی خصوصیت اور مجسم حالت کو پولوس رسول نے یوں بیان کیا ہے کہ "وہ
جسم کے اعتبار سے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہوا لیکن پاکیزگی کی روح کے اعتبار سے۔
مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرایا گیا" (روم ۱: ۴) غرضیکہ
اُس کی زندگی نے ثابت کر دیا کہ اُس میں الٰہی ابنیت تھی۔ جس طرح اور سب اپنی زندگی سے ثابت
کرتے ہیں کہ ہم اپنے جسمانی والدین کے بیٹے ہیں اُسی طرح مسیح نے اپنی الٰہی ابنیت ثابت
کی (مقابلہ کرو یوحنا ۵: ۱۷-۳۱ اور ۸: ۴۲)۔

چوتھا ثبوت خداوند یسوع کی اپنی گواہی ہے۔ وہ اپنے تئیں کس کا بیٹا جانتا
اور جتاتا تھا؟ لوگوں کا گمان معمولی طور پر یہہ تھا کہ وہ یوسف کا بیٹا تھا (لوقا ۳: ۲۳)
مگر خداوند نے اپنے لڑکپن میں مریم اور یوسف دونوں کو جتایا کہ یوسف میرا باپ نہیں
میرا باپ خدا ہے۔ اُس کی ماں نے اُس سے کہا اے بچے تو نے کیوں ہم سے ایسا
کیا؟ دیکھ تیرا باپ* اور میں کُڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے۔ اُس نے اُن سے کہا
تم کیوں مجھے ڈھونڈتے تھے؟ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں رہنا ضرور ہے؟
(لوقا ۲: ۴۸ و ۴۹)۔ دونوں کو یاد دلاتا ہے کہ کیا تم کو معلوم نہ تھا وغیرہ؟ کیا تم نہیں جانتے
کہ میں کون ہوں اور کہاں سے اور کاہے کو آیا ہوں؟ اور فوراً خدا کو اپنا باپ کہتا ہے۔ اور
اپنی آمد کو اُس کی مرضی بجا لانے کے لئے بتلاتا ہے۔ انسانی باپ کا خیال بالکل ترک کرتا

*نوٹ۔ چونکہ سوتیلا باپ بھی باپ کہا جاتا ہے اس لئے مریم نے بھی رواجی طور پر یوسف کو اُسکا باپ کہا تھا۔

اُس کی ماں کو اور یوسف کو بھی یہہ سمجھہ میں نہ آیا کہ خدا کی ہیکل میں اُس کا کیا کام ہے۔ کیونکہ فرشتہ نے تو یہہ خبر دی تھی کہ خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا۔ (لوقا ۱ : ۳۲) تو سردار کاہنوں اور فقیہوں کے درمیان خدا کے گھر میں اُس کا کیا کام ہے ؟ یہہ تو تخت نشینی نہ ہوئی ؟ لیکن اگرچہ وہ مسیح کے جواب کو نہ سمجھے مگر اُس کی ماں نے یہہ سب باتیں اپنے دل میں رکھیں (لوقا ۲ : ۵۰ و ۵۱) پھر لوگوں کو بھی جتایا کہ خدا میرا باپ ہے۔ اِس لئے نہیں کہ وہ بھی مثل یوحنّا یا ایلیاہ یا یرمیاہ کے یا کسی اور نبی کی مانند ایک نبی تھا اور اِس لئے خدا کا پیارا اور ازاں موجب خدا کا بیٹا تھا بلکہ اِس لئے کہ وہ سچ مچ خدا کا بیٹا تھا۔ اپنی آلہی اور انسانی دونوں ذاتوں میں اور اُس کی یہہ ابنیت لوگوں کے لئے ایک سرّ آلہی تھا۔ (یوحنا ۸ : ۱۹) مگر جن پر یہہ راز کشف ہو گیا اُن کے لئے ایمان کی بنیاد ہو گیا ہے کہ تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے (متی ۱۶ : ۱۳-۱۸) اور خداوند لوگوں کو صاف صاف کہتا تھا کہ مَیں خدا سے نکلا اور آیا ہوں (یوحنا ۸ : ۴۲) اور کسی کو اپنا انسانی باپ نہیں کہتا۔ اُس کی ہر کام سے یہہ خیال ہی خارج ہے۔ لہذا پنڈت جی کی بات صرف ایک بناوٹی تہمت ہے ❊

سوال (۶) تب یسوع روح کے وسیلے بیابان میں لایا گیا تاکہ شیطان اُسے آزمائے۔ جب چالیس دن اور چالیس رات روزہ رکھہ چکا آخر کو بھوکا ہوا تب آزمایش کرنے والے نے اُس پاس آکے کہا اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ یہہ پتھر روٹی بن جائیں۔ (متی ۴ : ۱-۳) ❊

(محقق) اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ہمہ دان نہیں کیونکہ اگر ہمہ دان ہوتا تو اُس کی آزمایش شیطان سے کیوں کرواتا خود جان لیتا ❊

(رہبر) آزمایش کرنے والا تو شیطان تھا اور خدا نے یسوع کو اُس کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا اور خدا جانتا تھا کہ فتح کس جانب ہوگی مگر شیطان بلا زور آزمائے اُس کی اطاعت نہ

والا نہیں تھا۔ کیونکہ وہ دنیا کو اپنی بادشاہت اور یسوع مسیح کو اپنا غنیم سمجھتا تھا۔ اس میں خدا کی
ہمہ دانی ثابت ہی کیونکہ وہ وعدہ جو اُس نے پہلے سے ٹھہرادیا تھا (پیدایش ۳ : ۱۵) اب پورا ہونے
لگا ہی۔ پھر جس حال کہ خدا کی مرضی ہی کہ جیسے اس دُنیا میں ویسے نادیدنی دُنیا میں بھی بھلے اور
بُرے وجود ہستی میں قایم رہیں جب تک کہ وہ اُن کو اپنی اپنی اصلی جگہوں کو نہ پہنچاے تو دونوں
قسم کے مخلوقوں کا حق ہی کہ اپنی اپنی آزاد مرضی سے اپنے اپنے طور پر کام کریں۔ لہذا شیطان
مسیح کا مقابلہ اپنا حق سمجھتا تھا اور جب خدا اپنے بندوں کو زور اور مدد دیتا ہی تو وہ شیطان
کے فریبوں پر غالب آتے ہیں +

(محقق) بھلا کسی عیسائی کو آجکل چالیس رات اور چالیس دن بھوکا رکھیں تو وہ کبھی
بچ سکیگا +

(رہبر) پچھلے زمانہ میں بہتیرے عیسائیوں نے اس قسم کی جفاکشی کی جو راہب کہلاتے
تھے اُن سے یہہ خیال صوفیوں میں جاری ہوا۔ اور ہندوستان کے لوگ ست کا طریق بھی کچھ
ایسا ہی ہی۔ اس طور سے بہتوں نے زہد کمانے کی کوشش کی تاکہ مسیح کی مانند ہو جائیں مگر زہد
کی غرض زہد کمانے کی نہتھی اور نہ اُس نے رہبانیت کے لئے کوئی اصول جاری کیا بلکہ اس
فاقہ کشی کا ایک خاص سبب تھا جیسا لوقا حواری لکھتا ہی کہ چالیس دن تک شیطان سے آزمایا
گیا اور اُن دنوں میں کچھ نہ کھایا۔ اور جب وہ دن پورے ہو گئے آخر کو بھوکا ہوا (لوقا ۴ : ۲
اور تب شیطان نے یہہ آزمایش کی جس کی تفصیل متی اور لوقا نے لکھی ہی۔ یہہ شیطان کا
آخری حملہ تھا۔ اور یہہ بات کہ کیونکر مسیح اتنا عرصہ بھوکھ برداشت کر سکتا تھا تو اس کا سبب
تھا جو مسیح نے اپنے جواب میں بیان کیا کہ انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر ایک بات سے
جو خدا کے مُنہہ سے نکلتی جیتا ہی (متی ۴ : ۴) لہذا اس خاص موقعہ پر اس طریق سے مسیح جیتا رہا
تھا۔ اور ہر ایک عیسائی پر ہمیشہ ایسی آزمایش کی حالت وارد نہیں ہوتی اور جس قدر آزمایش

اُن پر آپڑتی ہے اُسی قدر خدا اُن کو زور بخشتا ہے (دیکھو رومیوں ۸: ۲۶ اور اقرنتیوں ۱۰: ۱۳) اور اس طور سے وہ بھی ہر غالب پر غالب آتے ہیں مسیحی تجربہ اس کا شاہد ہے۔ لیکن وہ خود ہی فاقہ کشی یا کسی اور کسی قسم کی ریاضت کو دیدہ دانستہ اپنے اوپر وارد کرکے خدا کو آزماتے نہیں جیسا پنڈت جی چاہتے ہیں اور جیسا شیطان نے مسیح سے تقاضی کیا تھا +

(محقق) اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ نہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور نہ کچھہ اُس میں کرامات تھی ورنہ شیطان کے سامنے پتّھر کی روٹیاں کیوں نہ بنادیں اور آپ بھوکھا کیوں رہا ؟

(رہبر) بھوکھا تو نہیں رہا تھا۔ فرشتوں نے آکے اُس کی خدمت کی تھی (متی ۴: ۱۱) + پھر اگرچہ مسیح جس نے پانی کو مے بنا دیا اور مردوں کو زندہ کیا تھا وہ پتّھر کو بھی روٹی بنا سکتا تھا اور گو شیطان نے کہا تھا مگر ایسی قدرت دکھلانے میں کچھہ بُرائی نہ تھی جیسا پنڈت جی کو بھی خیال گذرا ہے۔ اور شیطان کے سوال سے ظاہر ہے کہ شیطان بھی جانتا تھا کہ مسیح خدا کا بیٹا یہہ کام کرسکتا ہے (گو پنڈت جی اپنے سوال کی رُو سے شیطان سے کم علم معلوم ہوتے ہیں) ورنہ اِس طرح سوال ہی نہ کرتا۔ پس مسیح نے پتّھر کو روٹی کیوں نہ بنایا ؟ اور لفظوں میں یوں کہیں کہ شیطان کے سوال میں آزمایش کیا تھی جس کے باعث مسیح نے اُسکے سوال کے مطابق نہ کیا ؟ سبب یہہ تھا کہ یسوع مسیح ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی تھا۔ "میں اپنی مرضی کو نہیں پر باپ کی مرضی کو جس نے مجھے بھیجا چاہتا ہوں" (یوحنا ۵: ۳۰ اور ۶: ۳۸) یہی رضا مسیح کے جواب سے ظاہر ہے۔ اور شیطان کی غرض یہہ تھی کہ مسیح کو اس اصول الٰہی سے پھیرے اور اُس کو مائل کرے کہ وہ اپنی مرضی کے موافق اپنے کام کرے اور خدا کی مرضی کو رہنے دے۔ اور ایسا کرانے کے لئے اُس کو اُس کی الٰہی ابنیت کی نسبت شک میں ڈالنے کی طرز اختیار کی کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہہ پتّھر روٹی بنجائیں۔ مگر مسیح کو حاجت نہ تھی

کہ اپنے اس عرفان کی تصدیق کرے کیونکہ وہ اپنی ابنیت اور قدرت کو لڑکپن سے جانتا تھا (لوقا
۲: ۴۸ و ۴۹) غرضیکہ خداوند یسوع شیطان کو اپنے جواب سے جتاتا ہی کہ میں اپنے انسانی جامہ
میں خدا پر اپنے بھروسہ کو زائل نہ کرونگا کیونکہ خدا کو قدرت ہی کہ روٹی کے بغیر زندہ رکھ سکے لیکن
روٹی اُس کی قدرت کے بغیر زندہ نہیں رکھ سکتی۔ اور کسی قسم کی تکلیف یا سختی میں اُس کے
وعدوں اور قدرت پر شک لانا اور اُس کی مرضی سے تجاوز کرنا بے ایمانی ہی اس لیئے میں تیرے
کہے کے موافق ہرگز نہ کرونگا +

(محقق) سچ تو یہہ ہی کہ جس کو خدا نے پتھر بنایا ہی اُس کو روٹی کوئی بھی نہیں بنا سکتا۔ اور
خدا بھی قانون سابقہ کو تبدیل نہیں کرسکتا کیونکہ وہ ہمہ دان ہے اور اُس کے تمام کام غلطی
سے پاک ہیں +

(رہبر) اگر خدا اور مادہ اور جیو ازلی ہیں جیسا دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا
ہی اور ہم نے اِس خیال کی واجبی تردید کردی تھی (چوتھا سوال) تب تو خدا کا مادہ وغیرہ پر کچھ اختیار
نہیں تھا اور اُس کی ہمہ دانی بھی بیکار ٹھہری لیکن اگر اس نیچر کی ہر چیز کا خالق خدا ہی تو وہ خالق
اُس پر قادر ہی۔ اور اُسکی ہمہ دانی کارآمد ہی۔ اُس خالق نے پتھر کو پتھر بنایا لیکن پتھر کو چونہ بنا
دینا انسان کے ذمہ چھوڑا اگرچہ خود اُس کی کوئی اور صورت نہیں کرسکتا! پنڈت جی خدا کی قدرت
کے تو خاصے قائل تھے! دیکھیئے۔ کوئی مخلوق چیز بذاتہ خالق کی مانند لاتبدیل نہیں ہی بلکہ فنا و
تبدیلی کی طرف مائل ہی اور اگر قدرت مطلق سے سنبھالی نہ رہے تو از خود ہست نہیں رہ سکتی۔
اور ایسی حالتوں میں یہہ عین خدا کی ہمہ دانی کی وجہ سے ہی کہ فلاں وقت میں فلاں تبدیلی
یا زوال کس طرح ہوگا اور اُس کا کوئی تدارک ہوگا یا نہ ہوگا۔ اور خدا کو نیچر کو پائدار رکھنے اور تبدیل پذ
ہونے یا خود تبدیل کرنے کا سارا علم تھا۔ جو کچھ اُس کی قدرت کرسکتی ہی اُس کا سارا علم تھا
اور اِس لیئے نیچر کی حالت جو تھی اور جو ہی وہ اِس لیئے ایسی تھی اور ایسی ہی کہ اُس کا خدا قادر اور

ہمہ دان اور عقلمند ہے۔ اور جو سوال شیطان نے پیش کیا تھا اِس کے لئے خداوند نے تدارک کرنے میں عقلمندی نہ دیکھی اور اِس لئے وہ پتھر پتھر ہی بنے رہے تھے +

سوال (۶۲) اور اُنہیں کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ کہ میں تمہیں آدمیوں کے مچھوے بناؤنگا۔ وہ اُسی وقت جالوں کو چھوڑکر اُسکے پیچھے ہولئے (متی ۴: ۱۹ و ۲۰) +

(محقق) واضح ہوتا ہے کہ عیسیٰ نے توریت کے دس احکام میں سے اُس حکم کو کہ (اولاد اپنے والدین کی خدمت اور عزت کرے جس سے اُن کی عمر بڑھے) توڑا کیونکہ عیسیٰ نے اپنے والدین کی خدمت نہیں کی بلکہ دوسروں کو بھی والدین کی خدمت سے باز رکھا۔ اُسی گناہ کے بدلے (شاید) درازعمری کو نہ پہنچا +

(رہبر) خداوند عیسیٰ نے توریت کے احکام کو ایک نقطہ بھر بھی نہیں توڑا تھا (دیکھو متی ۵: ۱۸) اور نہ والدین کی خدمت سے مُنہہ موڑا تھا۔ لڑکپن تک تو والدین نے پرورش کی اور بارہ برس کی عمر کا ہوکر لکھا ہے کہ تیس۳۰ برس کی عمر تک ناصرت میں اُن کے تابع رہا (لوقا ۲: ۵۱) اور پھر تین برس کے عرصہ میں خدا باپ کا کام کرنے کرنے جب مصلوب ہونے کو تھا اور بعد ازاں آسمان پر عروج کرنا تھا تو اپنی ماں کی بابت فکر کی اور اُس کو اپنے ایک شاگرد کی ماں قرار دیکر اُس کے سُپرد کیا (یوحنا ۱۹: ۲۵-۲۷) پس مسیح نے مرتے وقت تک اپنی ماں کی خدمت کی اور اُس کا ایسا کرنا اولاد کے واسطے ایک پیارا اور اعلیٰ نمونہ ہے۔ پھر اُن کو جو دوسروں کو والدین کی خدمت سے باز رکھتے تھے سخت ملامت کی تھی (دیکھو متی ۱۵: ۴-۸۔ اِس میں والدین کی خدمت اور عزت کرنے کی زبردست ہدایت ہے۔ پنڈت جی دیدہ دانستہ جھوٹھا الزام کیوں لگاتے ہو +

(محقق) اور یہہ بھی ظاہر ہوگیا کہ عیسیٰ نے مچھلی کی مانند آدمیوں کو پھنسانے کے لئے ایک مذہب کا جال پھیلایا تا کہ اُن کو پھنسا کر اپنا مطلب پورا کیا جاوے +

(رہبر) اس میں بھی پنڈت جی کا الزام جھوٹا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس دنیا میں آنے سے مسیح کا

اپنا کوئی مطلب نہیں تھا اور انجیل میں اُس کی آمد کی غرض فقط یہہ ظاہر کی گئی ہی کہ بنی آدم کی بھلائی کے لئے خدا کی محبّت کو ظاہر کرے۔ چنانچہ مسیح کی زندگی میں یہہ باتیں نظر آتی ہیں +

(۱) مسیح نے خود فرمایا کہ اِبن آدم آیا ہی کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھے اور بچاوے (متی ۹: ۱۳۔ لوقا ۹: ۵۶۔ اور ۱۹: ۱۰) +

(۲) چونکہ اُس کے آنے کی فقط یہی غرض تھی اِس لئے اُس نے اِس دُنیا میں اپنے لئے مکان اور محل نہ بنائے اور نہ بیاہ کیا (متی ۸: ۲۰) نہ بادشاہت کی حرص کی (یوحنا ۶: ۱۵) نہ مُلک گیری کے لئے فوج کشی کا بندوبست کیا (یوحنا ۱۸: ۳۶) ہاں کوئی دنیوی مطلب اپنے لئے پورا نہ کیا بلکہ مصلوب ہونے سے پہلے جو کچھ کیا دوسروں کی بھلائی کے لئے کیا۔ وُہ نیکی کرتا پھرا اور جب مصلوب ہوا تو یہہ اُس کا کفارہ ہونا تھا جو اُس نے دُنیا کے گناہوں کے بدلے خدا کی عدالت کے آگے ادا کیا۔ (متی ۲۰: ۲۸) +

(۳) جو کچھ خداوند نے آپ لوگوں کی بہتری اور نجات ابدی کے لئے کیا اُس کی بشارت تمام دنیا میں دینے کے لئے اُس نے شاگرد مقرر کئے اور اُن کو غریب اور گمنام لوگوں میں سے چُنا محصول لینے والوں اور مچھوؤں میں سے اور اُن کے کام کو تمثیلی طور پر بیان کیا کہ میں تمہیں آدمیوں کے مچھوے بناؤنگا۔ پہلے وہ مچھلیوں کے مچھوے ہوکر اُن جانوروں کی جانیں مارتے تھے۔ اور وہ بھی اپنے نفع کے لئے لیکن اب وہ آدمیوں کے مچھوے ہوکر اُن کو بچاوینگے اور وہ بھی اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالکر۔ (متی ۱۰: ۱۶۔ ۳۹) ہاں پنڈت جی وہ شاگرد اِسبات کے لئے آدمیوں کے مچھوے کہے گئے کہ خداوند کی یہہ مرضی ہوئی کہ اُن کے وسیلے سے انسانوں کو جو بسبب گناہ میں گمراہ اور لاچار ہو رہے ہیں اور گویا اپنے اصلی عنصر پاکیزگی اور راستبازی سے گمراہ ہوکر گناہ اور ناپاکی کے سیلاب میں پڑ گئے ہیں اُن کو پھر اُن کے اصلی عنصر یعنے پاکیزگی اور راستبازی اور نجات کی زمین پر یوں کھینچ لاویں جس طرح وہ مچھلیوں کو

کے لیے غیر عنصر میں لاتے تھے۔ غرضیکہ مسیح نے اپنا کوئی مطلب پورا نہیں کیا لیکن آسمان
کی بادشاہت کو مثل جال کے دنیا پر ڈالا ہے (متی ۱۳: ۴۷ وغیرہ) یہہ کوئی دھوکہ کا جال نہیں
ہے۔ انسان کی عقل اور ضمیر کو مخاطب کرکے اُن کو قائل کیا جاتا ہے۔ اور لوگ خواہ سچائی سے
خواہ مکاری سے اس میں آتے ہیں اُن کا زمانہ کے کنارے پہنچکر فیصلہ ہوگا۔ اور جنہوں نے
اس بادشاہت کو بالکل پسند ہی نہیں کیا وہ اپنے ہلاکت کے عنصر میں پڑے رہینگے آپ نظر
اُٹھاکر دُنیا کو دیکھئے کہ اُن آدمیوں کے مجموعوں نے اہل دنیا کا کیا حال کر دیا ہے۔ کیسے اوج
پر پہنچایا ہے۔ صرف ضد سے اپنے باطن کو جلانا کیا فائدہ ہے۔ آپ نے ایک صاف معاملہ پر بیفائدہ
ایسی باتیں بنائیں ٭

(محقق) جب خود عیسیٰ ہی ایسا تھا آجکل کے پادری لوگ اپنے جال میں آدمیوں کو پھنساویں
تو کیا تعجب ہے۔ . . جو بہت سے آدمیوں کو اپنے مذہب میں پھنسا لے اُس کی بھی زیادہ عزت
ہوتی ہے اور وہ دولت کماتا ہے ٭

(رہبر) اگر ایسا کرنے سے اُن کی عزت ہوتی ہے تو پنڈت جی اُن کی عزت کا کیوں حسد کرتے
ہیں؟ اور شاید آپ یہی سنانے گئے ہونگے کہ خدا کرے یہہ پادری لوگ بھوکے مریں ننگ ہو جاویں
مگر چوہڑوں کے کہنے سے گورو نہیں مرتے والی مثل یاد رکھتے تو بھی کچھ فائدہ ہوتا۔ اور اب معلوم
ہووے کہ (۱) لوگوں کو مسیح خداوند کی پیروی میں لانا اگرچہ فی الحقیقت خدا کے نزدیک عزت کا
اور بنی آدم کے لئے بھلائی کا کام ہے (رومیوں ۱۰: ۱۵) مگر اس سے یہہ غرض نہیں ہے کہ منادی
کرنیوالا اُس کو دولتمند ہونے کا ذریعہ بنا دے۔ انجیل میں مشنریوں کی گذران کا یہہ قاعدہ مقرر کیا
گیا ہے کہ جو انجیل کے سنانے والے ہیں انجیل سے اسباب زندگی پاوینگے" (۱ قرنتیوں ۹: ۱۴) اور
گذشتہ زمانوں میں اور اب بھی بہتیرے ایسے ہیں جو پولوس کی مانند اپنے خرچ سے انجیل سناتے
ہیں۔ اور بہتیرے ہیں جن کی گذران کے لئے مسیحی لوگ اپنی کمائی میں سے دیتے ہیں۔ اور یوں

انجیل سنانیکے لئے مسیحی لوگ ازحد روپیہ خرچ کرتے ہیں نہ کہ دولت کماتے ہیں البتہ اس کارخیر ہیں خدا اُن کی کمائی میں اور کاروبار میں برکت دیتا ہے او پنڈت! وہ داتا تو دان کرتا ہے تمہارا پیٹ پھٹتا ہے! افسوس! (۲) کیا ہندوؤں ہیں براہمنوں کو اور مسلمانوں ہیں مولویوں اور پیروں کو۔ اور چوہڑے اپنے پیروں کو اُن کی خدمات یا محض پیر ہونے کے باعث معاش کا بلکہ دولتمند ہونیکا سامان بہم نہیں پہنچاتے؟ جو اصل میں لوگوں کو بت پرستی اور اوہام پرستی اور دیگر دھوکوں میں پھنسائے رکھتے ہیں۔ اور اب جب لوگوں کے بیدار کرنے کے لئے انجیل سنائی جاتی ہے تو پنڈت جی جیسے لوگ اپنی کمائی کو خطرے میں سمجھکر افسس کے سناروں دیمتری اُس کی مانند پادریوں کو کوستے اور لوگوں کو اُن کے برخلاف اُبھارتے ہیں۔ اور بُری باتیں جھوٹ سے اُن کے حق میں کہتے ہیں یاد دیکھو اعمال ۱۹: ۲۳-۳۴) مگر پنڈت جی ایسے جوش و خروش سے کچھ نہیں بنیگا۔ آخر ہندو بھرم چھوڑنا پڑیگا +

(محقق) اسی لالچ سے یہہ لوگ جنہوں نے کہ وید شاستر نہ پڑھا نہ سنا دکیا پنڈت دیانند سے؟ رہبر) بیچارے سادہ لوح آدمیوں کو اپنے دام میں پھنسا کر کے اُن کے ماں باپ خاندان وغیرہ سے اُن کو جدا کر دیتے ہیں +

(رہبر) اگر ہندو لوگ ناخواندہ اور سادہ لوح نہ ہوتے تو آپ کا چھوٹا سا سمپرداے بھی کیونکر چل پڑتا؟ اور آپ کے ستیارتھ پرکاش اور بھومکا وغیرہ کو کیوں الہامی کتابوں سے بھی بڑھکر سمجھتے اور پھر کیا آپ کہوگے تو معلوم ہوگا کہ عیسائی وید شاستر نہیں جانتے؟ چونکہ آپ نے رگوید ادی بھاشا بھومکا لکھی ہے اِس لئے اور کوئی وید جانتا ہی نہیں! خاصہ گھمنڈ ہو سکتا ہے۔ اگر عیسائی وید وغیرہ نہ پڑھے ہوتے تو آپ بھومکا کا ہیکو لکھتے اور اُسکا مترجم اُس میں ایک فضول لمبا دیباچہ کیوں جوڑ دیتا؟ آپ نے عیسائیت پہ یہہ رائے مشتہر کی ہے میں آپ کو عیسائیوں کی رائے ہندو پنڈتوں کی علمیت کی بابت بتلاتا ہوں۔ سارے عالموں کا نام!

نا کی رائے لکھنا ضرور نہیں آپ کے جواب کے مقابلہ میں صرف ایک ہی کی رائے لکھتا ہوں†
پروفیسر میکس مُلّر رگوید کے اور اُس پر سیانا کی تفسیر کے ترجمہ کی جلد سوم کے دیباچہ میں لکھتے
ہیں کہ سیانا اگرچہ سب سے جدید مترجم ہے تاہم کل پر سب سے ہشیار ہے۔ اُس کی صرفی غلطیوں
میں سے اکثر کو سیانا کے ذِمّہ لگانا چاہئے۔ اور اختیاری معنے جو وہ فلسفہ الٰہیات یا رسومات
کی خاطر جائز کرتا ہے اِس سبب سے ہیں کہ اُسکو براہمنہ کا پاس تھا یعنے براہمنہ جو زمانہ تصنیف
کے لحاظ سے رگوید کے منتروں کے بہت ہی متصل تھے سو نہایت ناکارہ اور ناقص تحقیق
والے ترجموں کی بھی نازبرداری کرتے ہیں۔ جبکہ براہمنہ کے مصنّف الٰہیات سے اندھے
ہوئے تو اُن کے نرکت کے مُصنّف صرفی قصّوں کے دھوکے میں آگئے اور دونوں نے
ملکر اپنے مستند ہونے کی وجہ سے متاخرین اور زیادہ تر منصف مزاج مفسّروں کو جیسا سیانا
تھا گمراہ کیا۔ جہاں سیانا کو بے راہ کرنے کی کوئی ایسی سند نہیں ہے وہاں اُس کی تفسیر معقول
رہتی ہے پنڈت جی۔ کیا وید شاستر بلا پڑھے اور اچھی طرح پڑھے اُس کے قدیم اور جدید مفسّروں
اور ترجموں کی بابت ایسی تفتیش کے ساتھ کوئی رائے دیسکتا ہے +

پھر بھی پروفیسر پنڈت دیانند کی تفسیر سازی کی بابت یوں لکھتا ہے کہ اُس کے (دیانند
کے) نزدیک ویدوں میں کی ہر ایک بات نہ صرف کامل سچّائی ہے بلکہ وہ ایک قدم اور آگے
بڑھا اور نہایت ناقابل اعتبار معنوں سے اپنے تئیں اور اوروں کو بھی منایا کہ ہر ایک چیز
جو جاننے کے قابل ہے بلکہ زمانہ حال کے سائنس کی تازہ ایجادیں بھی ویدوں میں اشارۃً رکھی
ہیں وغیرہ Max Muller's Biographical Essays اور پنڈت جی کے
مصنوعی معنوں کی مثالیں بھی دی ہیں +

سادہ لوح ہندوؤں کی آگاہی کی خاطر اِس موقعہ پر اتنا اور بھی جتایا جاتا ہے کہ انگلش
اور امریکن اور فرینچ اور جرمن اور اٹالی ان وغیرہ اور ہندوستانی پادریوں اور دیگر مسیحی عالموں

نے ہندوؤں کے ویدوں اور شاستروں اور پرانوں کے ترجمے اور شرح کرکے اور
ان کے اندرونہ کا احوال شائع کرکے جو حالت ہندو مذہب کی ظاہر کی ہے اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ اُس واقفیت کو پنڈت جی نہیں پہنچے تھے - اور یہہ بھی یاد رکھئے کہ ہندوؤں کی کتابوں
کو خود پڑھنے اور پھر مذکورہ طور سے سکھانے میں مسیحی لوگوں نے اپنا زرکثیر خرچ کیا ہے - یہہ بھلا جیوں
کا کام نہیں ہو سکتا - بلکہ اُن کی غرض یہہ ہے کہ ہندوؤں کو اچھی طرح دکھلاویں کہ ہندو مذہب
کیا ہے اور اُس کے مقابلہ میں عیسائی مذہب کیا ہے - پس پنڈت جی کی یہہ شیخی بھی رایگاں گئی +

سوال (۶۳) اور یسوع تمام جلیل میں پھرتا ہوا اُن کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا
اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا اور لوگوں کے سارے دُکھ اور بیماری رفع کرتا
تھا... سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماری اور عذاب میں گرفتار تھے اور اُنہیں جن پر
دیو چڑھے تھے اور مرگیوں اور جھولے کے مارے ہوؤں کو اُس پاس لاتے اور اُس نے
اُن کو چنگا کیا (متی ۴: ۲۳ و ۲۴) +

(تحقیق) اگر آجکل کی پوپ لیلا یعنے منتر پڑھ کر چرن اشیرباد - تعویذ اور خاک کی چٹکی دینے
سے بھوتوں کا نکالنا اور بیماریوں کا رفع کرنا درست ہو تو یہہ انجیل کی بات بھی سچی ہو... اگر
عیسائی لوگ عیسیٰ کی باتوں کو مانتے ہیں تو یہاں کے دیوی کے مجاوروں کی باتیں کیوں
نہیں مانتے - کیونکہ یہہ باتیں بھی اُنہیں کی مانند ہیں +

(رہبر) پنڈت جی کی منطق ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کہا جاوے کہ خرگوش آدمی ہے - کیونکہ
آدمی کے دو کان ہیں اور خرگوش کے دو کان ہیں (گو ذرہ لمبے ہیں!) اس لئے خرگوش
آدمی ہے - چونکہ منتر وغیرہ سے بھوتوں کا نکالنا اور بیماریوں کو دُور کرنا درست نہیں ہے اسلئے
مسیح کے الٰہی قدرت کے معجزات بھی درست نہیں - معجزات مسیح سے انکار کرنے کی یہہ خوب
آسان تجویز ہے - مگر یاد رہے کہ اُس کے معجزے ایسی آسانی سے غلط ثابت نہیں ہو سکتے - اصل

اور عمل میں کچھہ مماثلت ہو تو اس سے اصل کی تکذیب نہیں ہو جاتی - پیشتر اس سے کہ اس مماثلت کا بطلان ظاہر کروں

اوّل یہہ واضح کرتا ہوں کہ منتروں وغیرہ کی اماں کون تھی اور کیونکر ایسی واہی باتوں نے ہندوؤں میں رواج پایا - پُرانوں سے پہلے ایسے خیالات کہاں تھے +

معلوم ہوتا ہی کہ ویدوں میں خدا اور اُس کی قدرت کا اور اُس کے الہام کا خیال تو نہیں تھا لیکن راکھشوں اور اُن کے باعث بیماریوں کا اور دشمنوں کا ڈر بہت رہتا تھا اور اُن کے اثر کو دُور کرنے کے لئے منتر اور قربانی اور دیگر تجویزیں استعمال کیجاتی تھیں چنانچہ +

(۱) ویدوں میں مذکور ہوا ہی کہ دیوتے بدروحوں (راکھشوں) کو کس طرح نکالتے تھے

اینیریا برہمنہ کتاب پہلی فصل ۲۳ میں یوں لکھا ہی - کہ "دیوتوں اور بدروحوں میں لڑائی ہونے لگی بدروحوں نے زور آور بادشاہوں کی مانند ان عالموں کو قلعے بنا دیا - پھر اُنہوں نے اِس زمین کو آہنی گڑھی - ہوا کو روپے کا قلعہ اور آکاس کو سونے کا قلعہ بنا دیا - اسپر دیوتوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ ہم اِن قلعوں کے مقابلہ میں اور عالم بناویں تب اُنہوں نے قربانگاہیں بنائیں اور وہاں تگونی سوختنی قربانی ادا کی - پہلی قربانی کے ذریعہ اُنہوں نے بدروحوں کو زمینی قطعہ سے نکالدیا - دوسری کے ذریعہ ہوا سے اور تیسری کے ذریعہ آکاس سے - یوں بدروحیں دیوتوں نے فتحمندی کے ساتھہ عالموں میں سے نکالدی تھیں" (تعجب ہی کہ پھر ہندو لوگ بدروحوں کو نکالنے کی تجویزوں میں کیوں سرگرداں رہتے ہیں) +

(۲) پھر منتروں یعنے گیتوں کے وزن میں بڑی تاثیر مانی جاتی ہی - چنانچہ +

اینیریا براہمنہ میں گیتوں کے مختلف وزنوں کی بابت یوں تعریف کی گئی ہی کہ جو کوئی عمر درازی چاہتا ہی چاہیئے کہ وہ دو آیات اُشنیہہ وزن کی استعمال کرے - کیونکہ اُشنیہہ زندگی ہی - جو کوئی یہہ علم جانتا اور دو اُشنیہہ استعمال کرتا ہی پُوری عمر یعنے ایک سو برس کو پہنچتا ہی +

جو کوئی بہشت چاہتا ہی چاہیئے کہ دو اشٹبھہ برتے وہ اشٹبھہ ہیں ۴ پسے جیسے ہیں - ان تینوں عالموں (زمین - ہوا - اور اکاس) میں سے ہر ایک میں ۴ مقام ہیں ایک دوسرے کے اوپر (جیسے سیڑھی کے قدم) ۱۲ قدموں سے وہ ان عالموں میں سے ہر ایک میں الگ الگ چڑھ جاتا ہی اور ۴۶ واں قدم لیکر وہ آکاس میں پختہ طور سے جا کھڑا ہوتا ہی - جو کوئی یہ جانتا اور دو اشٹبھہ برتتا ہی وہ آکاس میں پہنچ جاتا ہی +

جو کوئی قوت چاہتا ہی چاہیئے کہ دو ترشٹبھہ استعمال کرے - ترشٹبھہ زور اور قوت اور تیزی حواس ہی - جو کوئی یہہ جانتا اور دو ترشٹبھہ استعمال کرتا ہی قوی ہو جاتا ہی - تیز اور مضبوط حواس پاتا ہی +

جو کوئی چوپائے چاہتا ہی چاہیئے کہ دو جگتیں استعمال کرے - پشو جگتی کی مانند ہیں - جو کوئی یہہ جانتا اور دو جگتیں استعمال کرتا ہی مویشیوں میں مالدار ہو جاتا ہی +

—Account of the Vedas - page 40.

کیوں پنڈت جی ویدمنتروں کی نظم بندی میں یہہ تاثیریں سچ مچ ہیں؟ کیا یہہ لفظی ٹونے درست ہیں؟ اور آجکل کے منتر جنتر ویدمنتروں سے کوئی نرالی بات تو نہ ہوئے - آپ نے اُن کو نادرست کیوں کہا؟

(۳) پھر ستپتھ براہمن ۶ - ۸ - اور ۱۰ میں گاڑی کے دُھرے کے چوں چوں کا یہہ منتر آیا ہی "جب کبھی دُھرا چوں چوں کرتا ہی تو آدمی وہ دُعا . . . . پڑھے - کیونکہ وہ آواز جو دُھرے میں ہی شیطانی ہی - اِس طور سے وہ اُس آواز کو راضی کرتا اور اُسے دیوتوں کی آواز بنا دیتا ہی"

Macdonald's Brahmana of the Vedas. page - 160.

کیوں پنڈت جی یہہ ویدمنتر کیسا ہی؟ گاڑی بانوں کو اِس کی ضرور خبر دینی چاہیئے +

(۴) یرقان کا منتر - رگوید منڈل پہلا - سوکت ۵۰ - آیت ۱۱ و ۱۲ +

اَے سُورج (سوریہ) میرے دل کی بیماری دور کر مجھ میں سے یہہ زرد رنگ نکال دے +

ہم طوطوں اور شارکوں کو اپنی یہہ زرد رنگی دے دیویں یا میری یہہ زرد رنگی ہرتال کے پیڑوں میں چلی جاوے" (رگوید- از ترجمہ گرفتھ صاحب) پروفیسر ولسن صاحب لکھتے ہیں کہ یہہ آیات واجبی رسومات کے ساتھ بیماری کو دور کرنیکے واسطے بولی جاتی ہیں +

پھر رگوید منڈل اوّل کا گیت ۱۹۱- اور منڈل ۷ کا گیت ۵۰- کیڑوں اور بچھوؤں کے زہر اور مصنوعی زہروں کو دُور کرنے کے لئے بطور تریاق دل میں پڑھا جاتا تھا- ان گیتوں میں زہر اور زہریلے جانوروں کے اور بیماریوں کے برخلاف دعا ہے- اور موقعہ پر ان کا پڑھنا مؤثر سمجھا جاتا تھا- گر پنڈت جی کیا آپ اِس کو درست مان گئے کہ ان گیتوں کے الفاظ پڑھنے میں سچ مچ یہہ تاثیر تھی؟ ناظرین غور کریں کہ ان ویدک اوہام نے ما بعد کے ہندوؤں کے وسوسوں کے لئے کافی بنیاد ڈالی ہوئی تھی جن کو پنڈت جی غلط کہتے ہیں- ہم بھی انکو سچ تو نہیں کہتے لیکن ویدوں کو بھی ویسا ہی پاتے ہیں- وید بھی پرانوں کے ساتھ ہی سمیٹ دینے چاہئیں اور آپ کا اتھروَن وید تو ایسے منتروں اور تعویذوں کی جنتری ہے- اُس کو بھی دور کیجئے- باقی جو کچھ رہ جائے اُس کا ہم کو پتا دیجئے +

دوم یہہ واضح کیا جاتا ہے کہ مسیح یسوع کے معجزات قدرت الٰہی کی آشکارا حقیقتیں ہیں اور اُن میں اور ہندوؤں کے منتروں اور مٹی کی چٹکیوں اور جھاڑ پھونک میں کوئی نسبت نہ ہی اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ +

(الف) اس قسم کے کام بائبل میں بے ایمانی کے کام قرار دئے گئے ہیں- اور جوتش اور ہر قسم کی تدبیر جو کسی نہ کسی قسم کی جادوگری کہی جا سکتی ہے نفرتی ٹھہرائی گئی ہے- جیسا لکھا ہے کہ +

"تم میں پایا نہ جائے جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ میں گذر کروائے- یا غیب گو یا نجومی یا فال

کھینے والا ڈائن بنے اور نہ منتر پڑھنے والا ہو- نہ یار دیو سے سوال کرنیوالا اور نہ رمال اور نہ ساحر ہو- کیونکہ وے سب جو ایسے کام کرتے ہیں خداوند کی نفرت کے باعث ہیں- اور ایسی کراہتوں کے سبب سے خداوند تیرا خدا اُن کو تیرے آگے سے دُور کرتا ہے" (استثنا ۱۸: ۱۰-۱۲) پھر جب وے تمکو کہیں کہ تم دیووں کے یاروں اور افسوں گروں کی جو پھسپھساتے اور بڑبڑاتے ہیں تلاش کرو تو تم کہو کیا لوگوں کو مناسب نہیں کہ اپنے خدا کو ڈھونڈھیں" (یسعیاہ ۸: ۱۹)"

(ب) خداوند یسوع اور اُس کے رسولوں نے بھی ایسے کاموں کی مخالفت کی اور خدا کی قدرت کے مدعی تھے- دیکھو متی ۱۲: ۲۷ و ۲۸ و ۳۱)- اور اعمال ۳: ۱۲ و ۱۶ میں یوں لکھا ہے کہ "پطرس نے یہہ دیکھکر لوگوں سے کہا کہ اے اسرائیلی مردو اِس پر تم کیوں تعجب کرتے ہو؟ اور کیوں ہمیں ایسا دیکھ رہے ہو کہ گویا ہم نے اپنی قدرت یا دینداری سے اُس شخص کو چلنے کی طاقت دی؟ اُس کے (خدا کے بیٹے یسوع کے) نام نے اُس ایمان کے وسیلے جو اُسکے نام پر ہے اِس شخص کو جسے تم دیکھتے اور جانتے ہو مضبوط کیا ہاں اُسی ایمان نے جو اُسکی طرف سے ہے یہہ کامل تندرستی تم سب کے سامنے اُسے دی"- اور مقابلہ کرو اعمال ۱۹: ۱۳-۲۰ اور مکاشفات ۲۱: ۸) پس ہنود جادوگروں اور دیویوں کے مجاوروں کے کاموں اور خداوند یسوع کے معجزات میں جو مماثلت دیانند جی نے گمان کی اُس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے"

(ج) خداوند یسوع کے معجزات کی غرض محض شعبدہ نمائی اور لوگوں کو جیسے تیسے خوش کرنے کی نہ تھی بلکہ اپنے ہیں خدا کی قدرت ثابت کرنا اور از آں موجب لوگوں کا ایمان طلب کرنا تھا- ساتھ ہی یہہ بھی کہ لوگوں کا بھلا کرے- میں اس امر کی زیادہ تفصیل کرتا ہوں تاکہ یہہ معاملہ اچھی طرح طے ہو جائے- اِس بات کا وجہی وزن کرنے کے لئے

اوّلاً اِس بات پر ناظرین کی توجہ درکار ہے کہ معجزوں سے خدا تعالیٰ کی کیا غرض تھی- بائبل سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ خدا کو کل عالم کا خالق و مالک بیان کرتی ہے مگر کسیکو معلوم نہیں کہ

طرح خالق نے عدم سے خلقت موجود کی صرف اتنا ظاہر کیا گیا ہی کہ خدا نے کہا کہ ہُوا اور ہو گیا
مگر یہہ اظہار بجائے خود انسان کے لئے خدا کے خالق و مالک اور ہر چیز پر قادر ہونے کی محسوس دلیل
نہیں ہی۔ لہذا اس بات کو ثابت کرنے اور انسان کو یقین دلانے کے لئے کہ خدا بیشک ایسا
قادر مطلق ہی کہ اُس نے اور فقط اُسی نے اپنے کلمۂ قدرت سے سب کچھہ کیا اور کرسکتا ہی بائبل
مقدّس نے اُن معجزات کو پیش کیا جو فقط خدا ہی کی قدرت سے ظہور میں آئے۔ اگر خوب غور
کیا جاوے تو معجزات ہی وہ ثبوت ہیں جو خدا نے بنی آدم کو اپنی خدائی کے لئے دیئے۔ اِلّا
یہہ نہیں کیا کہ یہہ آسمان و زمین اُن کی آنکھوں کے سامنے پیدا کرکے دکھایا یا آئے دن نئے
زمین آسمان پیدا کرکے دکھاتا ہی۔ چنانچہ اِس امر میں خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہی کہ
"اگلے دنوں کا احوال جو تم سے آگے گذر گئے اُس دن سے کہ انسان کو خدا نے زمین پر
پیدا کیا۔ پوچھو اور آسمان کے اِدھر سے لیکر اُدھر تک پوچھو کہ کیا ایسا امر عظیم کبھی واقعہ ہوا یا
اُس کی مانند کبھی سُنا گیا؟ کبھی لوگوں نے خدا کی آواز آگ میں سے بولتی سُنی جیسا تو نے
سُنی اور زندہ رہے؟ یا کبھی خُدا نے قصد کیا کہ جا کے ایک گروہ کو کسی قوم کے بیچ میں سے
امتحانوں اور نشانیوں اور معجزوں کے وسیلے اور جنگ سے اور زور آور ہاتھ اور بڑھائے ہوئے
بازو سے۔ اور ہولناک ماجروں سے اپنے لئے اختیار کرے جس طرح خداوند تمہارے
خدا نے تمہاری آنکھوں کے سامنے مصر میں تمہارے لئے کیا؟ یہہ سب کچھہ تجھی کو دکھایا
گیا تاکہ تو جانے کہ خداوند تو خدا ہی اور اِس کے سوا کوئی نہیں" (استثناء ۴: ۳۲-۳۵)
اِس سے ظاہر ہی کہ معجزات سے خدا کی کیا غرض تھی۔ یہی کہ اپنی خدائی لوگوں پر ثابت کرے
اور وے اُس پر یقین لاویں اُن ہی معجزات کی وجہ سے ہی کہ خداوند یسوع نے دوبارہ یہہ
کوشش نہ کی کہ خدا کی خدائی پھر ثابت کرے کیونکہ وہ ایک مسلّم بات ہو چکی تھی اور بائبل ہی کے
معجزات کی بنا پر محمد صاحب نے قرآن میں اہل عرب کو خدائے خالق کی منادی کی تھی اور اسطور

سے بائبل کی وہ مسلّم تعلیم یہودیوں اور مسیحیوں اور محمدیوں کے ذریعہ تمام روئے زمین پر پھیلی۔

ثانیاً یہی غرض مسیح کے معجزات کی تھی۔ چنانچہ خداوند نے خود فرمایا کہ مجھ پاس یوحنا کی گواہی سے ایک بڑی گواہی ہے اس لئے کہ یہہ کام جو باپ نے مجھے سونپے ہیں تاکہ پورے کروں یعنے یہہ کام جو میں کرتا ہوں مجھپر گواہی دیتے ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے (یوحنا ۵: ۳۶۔ اسکے ساتھ دیکھو اعمال ۲: ۲۲)۔ یہہ بھی یاد رہے کہ خداوند کے معجزات سے صرف یہی غرض نہ تھی کہ اُس کو خدا کا رسول ثابت کریں بلکہ یہہ بھی تھی کہ وہ اور باپ ایک ہیں۔ چنانچہ جس طرح اوپر ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل پر معجزوں کے ذریعہ اپنی خدائی اور قدرت ثابت کی تھی اُسی طرح مسیح جس کی بابت لکھا ہے کہ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اُسنے اپنے میں الوہیت کو معجزات سے ثابت کیا اور اُسی طرح ایک سے ایک بڑھکے معجزہ دکھلایا۔ تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنیکا اختیار ہے (متی ۹: ۶) تاکہ تم یقین کرو کہ باپ مجھ میں ہے اور میں اُس میں ہوں (یوحنا ۱۰: ۳۰ و ۳۷ و ۳۸) اور خداوند یسوع نے اپنے کاموں کا خدا کے کاموں کے ساتھ یوں مقابلہ کیا کہ میرا باپ اب تک کام کیا کرتا ہے اور میں بھی کام کیا کرتا ہوں . . . جو کچھہ کہ باپ کرتا ہے بیٹا بھی اُسی طرح سے کرتا ہے (یوحنا ۵: ۱۷ و ۱۹۔ اور آگے دیکھو آیات ۲۱ و ۲۶)۔

اب اگر بریٹ صاحب جیسے آدمی یا کوئی ہندو دیویوں کے مجاوروں کے منتر جنتر وغیرہ کی ایسی غرض دکھلا سکیں تب تو کچھہ بات بنے مگر جیسے وہ ہیں اور ہوتے رہے ہیں وہ تو محض دھوکے بازیاں ہیں۔

(۵) معجزات مسیح ثابت ہیں۔ اور واقعات ہیں۔ اور جیسے جیسے ثبوتوں سے مسیح کے معجزے ثابت ہوئے ویسے ثبوت دنیوی تواریخ کے کسی واقعہ کے لئے نہیں ہیں۔ میں اس موقعہ پر اُن ثبوتوں کا صرف نمونہ پیش کرتا ہوں۔

(۱) مسیح کے معجزات اس زمین پر ہوئے اور فی النفسہ ایسے تھے کہ لوگوں کو محسوس ہوتے تھے کسی گپت لوک میں نہوئے تھے۔ جہاں انسان کچھ محسوس نہ کرسکے۔

(۲) یہی وجہ ہے کہ انجیل نویس اُن واقعات کے چشم دید گواہ تھے جو اُنہوں نے قلمبند کئے ہیں۔ اُنہوں نے وہ کام اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پرکھے تھے۔

(۳) خداوند یسوع نے بار بار لوگوں سے تقاضی کیا کہ میرے کاموں پر ایمان لاؤ۔ بہتیرے ایمان لائے اور جو نہ لائے وہ اُنکی سچائی کا انکار نہیں کرسکتے تھے

(۴) لوگوں نے (خاص و عام نے) خداوند کے معجزوں کی تفتیش بھی کی تھی جو آجکل کے ڈاکٹروں کی تفتیش سے کچھ کم نہ تھی اور اُنہوں نے اُن کو سچے اور اعلیٰ قدرت کے کام مانا مثلاً ایک اندھے گونگے بدروح والے کا معجزہ (متی ۱۲: ۲۲-۳۲) ایک مفلوج کے گناہ معاف کرنے اور اُسکو چنگا کرنیکا معجزہ (متی ۹: ۱-۸) ایک جنم کے اندھے والا معجزہ (یوحنا ۹ باب) مردہ لعزر کو زندہ کرنیکا معجزہ (یوحنا ۱۱ باب) ایک سردار کی مردہ بیٹی کو زندہ کرنیکا معجزہ (متی ۹: ۱۸-۲۶) خداوند کے مُردوں میں سے زندہ ہونیکا معجزہ (متی ۲۷: ۵ سے ۲۸: ۲۰) اور جن معجزوں پر دیانند صاحب نے باتیں بنائی ہیں وہ بھی ایسے ہی ہیں۔ لوگ عموماً اُنکی سچائی کے قائل ہوگئے تھے اور اسلئے بیماروں وغیرہ کو مسیح کے پاس لاتے تھے۔ اور وہ سب کو اپنی قدرت کے کلام سے چنگا کرتا تھا۔

(۵) مسیح خداوند کے عروج کے بعد رسولوں نے اُس کے معجزات سے یہودیوں کے گروہوں کے سامنے جگہ بجگہ استدلال کیا اور کوئی انکار نہ کرسکا۔ بلکہ ایمان لاتے تھے۔ اور ایمانداروں کی گواہی سب سے زبردست گواہی ہے۔ اور مسیح کے شاگرد بھی اسکے شاگرد اور دوست بنے تھے صرف ان سچے واقعات کے سبب اور ہر زمانہ میں مسیح کی کلیسیا کی ترقی اور روحانی زندگی مسیح کی قدرت کا زندہ ثبوت رہی ہے۔

(۹) اُسی زمانہ کے یہودی مورّخ جو مسیحی نہ ہوئے تھے مسیح کے معجزوں کے واقعہ ہونے پر اپنی گواہی قلمبند کر گئے جیسے یوسیفس مورّخ +

دیکھو خداوند مسیح کے معجزے اِس خوبی اور زور کے تھے اور انسان کی بھلائی اور نیچر کے قوانین کے مناسب حال تھے۔ مگر بیدوں والے منتروں کا اور اُنکے دیوتوں اور راکھشوں کے معجزوں کا حال جو ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں وہ ویسے ہی خیالی قصّے ہیں۔ بے نسبت اور بیفائدہ مُہمل ہیں جیسے کہ کرشن اور کنس کے کرتُوت بھاگوت پُران کے سودیں اسکھند یا پریم ساگر میں بیان ہوئے ہیں۔ پنڈت جی صرف دھوکا دیتے ہیں جب پرانوں کی باتیں رد کرتے اور وید کی یونہی تعریف کرتے ہیں۔ اور بائبل کی باتوں کو یونہی ٹالتے ہیں۔ بہتر ہوگا اگر ویانندی صاحب دیانند کے ستیارتھ پرکاش اور بھومکا ہی پر قناعت نہ کریں۔ بلکہ خود ویدوں کو پڑھیں اور بائبل کا مطالعہ کریں عیسائی لوگوں نے ایسا کیا ہے اور اسلئے ویدوں کو رد کرتے ہیں۔ اور بائبل ہی کی پیروی پر زور دیتے ہیں +

سوال (۶۴) مبارک وے جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے اور ویسا ہی آدمیوں کو سکھلاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاویگا۔ (متی ۵: ۳ و ۱۸ و ۱۹) +

(محقق) اگر آسمان یعنے بہشت ایک ہی ہو تو اُسکا بادشاہ بھی ایک ہی ہونا چاہئے +

(رہبر) ہاں بہشت کا بادشاہ ایک ہی ہے۔ اور وہ خدا کا بیٹا یسوع مسیح ہے۔ دیکھو (متی ۲۵: ۳۱-۳۴) اور اُس کے ایماندار اُس بادشاہت میں میراث پاوینگے۔ اور بھی دیکھو فلپیوں ۲: ۱۰ و ۱۱

(محقق) اسلئے جتنے دل کے غریب ہیں اگر وے سب بہشت کو جاوینگے تو بہشت میں سلطنت

کا حق کسکا ہوگا؟ وہ باہم لڑائی جھگڑا کرینگے اور سلطنت کا انتظام درہم برہم ہوجائیگا۔

(رہبر) آئندہ زندگی میں اس قسم کے جھگڑے اور خونریزیاں تو اُس صورت میں ممکن ہوتیں اگر لوگ بھیڑیوں اور شیروں اور کُتوں اور گائیوں اور بکریوں۔ اور باز اور گدھ اور کبوتر اور بلّی چوہے کے جونوں میں آیا جایا کرتے۔ لہذا شاستروں اور دیانندیوں کے بہشت کا یہہ حال ضرور ہوگا مگر آسمان کی بادشاہت یا بہشت میں جو مسیح کے ایماندار جاوینگے وہ آسمانی رُوپ یعنے رُوحانی اور نُورانی اور پاک وجود میں ہونگے۔ اور سب خدا کی مرضی بجا لاوینگے (متی ۶: ۱۰) اور اس بادشاہت میں شامل ہونیوالے خود مختار اور خدا سے باغی بادشاہ ہونگے لیکن سدا خدا کی بندگی کرینگے (مکاشفہ ۲۲: ۳) آپ نے بار بار اہل بائبل کو جنگلی کہا لیکن ایسا کہنے سے تو کچھہ حاصل نہ ہوا۔ اُلٹی آپکی جہالت نمایاں ہے۔

(محقق) اور لفظ غریب سے اگر کنگال مراد لوگے تو درست نہیں۔

(رہبر) لفظ غریب سے آپ کیوں ایسی من گھڑت مُراد ہماری طرف سے پیش کرتے ہیں ذرا تو غور کرنا تھا کہ وہاں صرف لفظ غریب نہیں لیکن دل کے غریب لکھا ہے۔ لہذا آپکی اگر مگر غلط ہے۔

(محقق) اگر اس سے مراد حلیم لوگے تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ کنگال اور حلیم کے معنے ایک ہیں۔

(رہبر) اس میں پھر وہی جاہلانہ من گھڑت ہے۔ کس اُستاد نے آپکو سکھلایا کہ کنگال کے معنے حلیم ہیں۔ اُس وعظ میں دل کی غریبی ایک وصف ہے اور حلیمی ایک اور وصف بیان کی گئی ہے۔ حلیمی سے مُراد نقصان کی برداشت کرنا ہے اور یہہ امیر اور غریب دونوں سے مطلوب ہے۔

(محقق) جو دل میں غریب ہوتا ہے اُس کو صبر کبھی نہیں ہوتا اِس لیئے یہہ بات درست نہیں۔

(رہبر) نہیں پنڈت جی۔ یوں کہنا تھا کہ جو پیسے میں غریب ہوتا ہے اُس کو صبر کبھی نہیں

ہوتا کیونکہ دل کی غریبی جو یہاں طلب کی گئی ہے اُس سے پیسے کی امیری کے مقابل ہیں پیسے کی غریبی مراد نہیں ہو سکتی۔ دل کی غریبی ظاہرا غریبی سے بالکل جُدا ہے۔ دنیوی غریب اکثر مغرور۔ عیاش۔ بیدین اور جھوٹے اور فریبی ہوتے ہیں۔ اور بعضے دنیوی امیر حلیم اور نیک خو ہوتے ہیں۔ پس دل کی غریبی سے خداوند کا مطلب باقی سبار کیا دیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک عاجز مسکین طبیعت جو گناہ کے بوجھ کی وجہ سے اندر پیدا ہوتی ہے اور چاہتی ہے کہ خدا رحم کرے اور بچاوے اور جو کچھ خدا فرماوے اُس کے ماننے کو تیار ہو جاوے۔ ایسے لوگ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونیکے لائق ہیں۔ یوگ ابھیاس اِس دل کی غریبی کی صورت نہیں ہے۔ اور نہ اُس سے یہ غریبی حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یوگ ابھیاس وغیرہ صرف اپنے گھمنڈ کی کرنی ہے (رومیوں ۳: ۲۷ اور فلپیوں ۲: ۲۰-۲۳) +

(محقق) جب آسمان زمین ٹل جاوینگے تب توریت بھی ٹل جاویگی۔ ایسی عارضی آئین انسان کی گھڑنت ہو سکتی ہے ہمہ دان خدا کی نہیں +

(رہبر) پنڈت جی آپ کو خدا کی ہمہ دانی سے کیا واسطہ آپکے وید اور آپکے اپنے خیالات الہیات کے بارے میں بالکل ناقص ثابت ہوئے۔ آپ کیا بلکہ ہر ایک آدمی ایسے سوال خدا کی ہمہ دانی پر کر سکتا ہے کہ جس حال کہ خدا کو علم تھا کہ آدمی اور عورت مر جائیگا تو اُن کو پیدا ہی کیوں کیا یا کرتا ہے؟ اِس لئے خدا ہمہ دان نہیں۔ اگر خدا جانتا تھا کہ ۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۳ء تک ہندوستان کے لاکھہا آدمی کال اور طاعون سے ہلاک ہو جائینگے تو اُنکو پیدا ہی کیوں کیا یا کال اور طاعون کو کیوں نہ روکا؟ اِسلئے خدا ہمہ دان نہیں! اگر خدا جانتا تھا کہ پُرانوں اور دیتّہا پادہ سے وید منسوخ ہو جائینگے تو وید کیوں جاری ہونے دیئے تھے؟ اِس لئے خدا ہمہ دان نہیں! ہاں پنڈت جی اِس قسم کے سوال تو بات بات پر ہو سکتے ہیں اور آپکے ایسے سوال کرنے میں کوئی بڑی لیاقت یا فلاسفی ظاہر نہیں ہوتی۔ اور میں لوگو

کو صلاح دیتا ہوں کہ آپکے ایسے سوالوں پر کوئی گھمنڈ نہ کرے +

باقی توریت کی بابت پوری عبارت یہہ ہے کہ توریت کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ اس سے خود ہی ظاہر ہے کہ توریت میں پیشتر ہی سے ایسی باتیں بیان کی گئی تھیں جو آئندہ وقتوں میں پوری ہونگی۔ ایسی پیش بینی اور صحیح پیش بینی کیا خدا کی ہمہ دانی کا ثبوت نہیں ہے؟ بیشک ہے۔ اور مسیح نے ان پیشگوئیوں کا بلا پورے ہوئے اٹل ہونا پیش کیا ہے۔ یعنے یہہ ہو نہیں سکتا کہ آسمان و زمین کا خاتمہ ہو جاوے اور توریت کی باتیں اس سے پہلے پوری نہ ہوں۔ بس توریت کے آئین انسانی گھڑت نہیں ہیں بلکہ خدا کے ہیں اور اسلئے ضرور پورے ہونگے +

(محقق) یہہ تو صرف لالچ اور خوف دکھلایا ہے کہ جو ان حکموں کو نہ مانیگا وہ آسمان میں سب سے چھوٹا شمار کیا جائیگا +

(رہبر) خداوند نے آسمان کی بادشاہت لوگوں کے سامنے پیش کی اور اُسکے متعلق خدا کے احکام اور شرائط سچائی اور صفائی سے بیان کئے اور پیروی کی تاکید کی اور جو کوئی نہ کریگا اور کوتاہی کریگا اُسکو تجاوز کے نتیجے سہنے پڑینگے۔ بھلا اور برا انسان کے سامنے رکھا اور اُنکے نتیجوں سے خبردار کیا۔ اس میں اگر لالچ اور خوف سمجھو تو یہہ اپنی اپنی سمجھہ ہے اور اگر ہدایت اور رہبری اور آگاہی جانو تو بہتر ہے۔ البتہ تجاوز کرنے میں خوف تو ہے سو آگاہی کو کام میں لانا چاہیئے +

الفاظ آسمان کی بادشاہت کے معنوں میں بھی پنڈت جی نے غلطی کی ہے۔ آسمان کی بادشاہت اور خدا کی بادشاہت (یوحنا ۶ : ۲۰) سے مراد مسیح کی روحانی بادشاہت ہے جو زمین اور آسمان پر ہے۔ یعنے زمینی اور آسمانی کلیسیا جس میں مسیح کے ایماندار شامل ہیں اور ہونگے۔ موقعہ استعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ فلاں مقام مُراد زمینی کلیسیا سے ہے یا آسمانی کلیسیا سے (مقابلہ کرو متی ۵ : ۱۰ اور

۱۱ میں آسمان کی بادشاہت اور آسمان اور ۱۶: ۱۸ و ۱۹) +

سوال (۶۵) ہماری روزینہ کی روٹی آج ہمیں بخش۔ مال اپنے واسطے زمین پر جمع نکرو (متی ۶: ۱۱ و ۱۹) +

(محقق) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسوقت عیسیٰ پیدا ہوا تھا اُسوقت لوگ جنگلی اور کنگال تھے +

(رہبر) نہیں صاحب۔ یہہ غلط ہے۔ یہودی لوگ شائستہ اور آسودہ حال لوگ تھے۔ اُن کی بادشاہی عبادتگاہ یعنے ہیکل موجود تھی۔ ہر قصبہ میں عبادتخانے اور ربّی موجود تھے اور تعلیم دیتے تھے۔ مسیح کا زمانہ نہ صرف یہودیوں کی فلاسفی کا زمانہ تھا بلکہ رومن اور یونانی علوم و انشاء کے رواج کے لحاظ سے آگسٹینی ان کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یعنے شائستگی کا زمانہ تھا لہذا آپنے غلط کہا کہ اُسوقت لوگ جنگلی تھے اور کنگال تھے۔ غیر ملک کے تواریخی حالات پر بھی پنڈت جی نے اپنی خیالی گپیں اُڑائی ہیں۔ محقق کی تو یہہ صفت نہیں ہوتی +

(محقق) اور عیسیٰ بھی ویسا ہی تھا۔ تب ہی تو دن بھر کی روٹی کے حاصل کرنے کی خدا سے دعا مانگتا ہے اور دوسروں کو بھی تعلیم دیتا ہے +

(رہبر) انجیل مقدس سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ مسیح صاحب ہنر اور علم تھا اور تیس برس کی عمر تک اُس نے یہہ حاصل کر لئے تھے اور روٹی کے لئے کسی کا محتاج نہ تھا اور نہ علم کی کمی تھی (دیکھو لوقا ۲: ۴۰ و ۵۱ و ۵۲) یہہ سبب تھا کہ وہ اپنی روٹی کی فکر میں نہیں رہتا تھا (دیکھو یوحنا ۴: ۳۱-۳۴ اور لوقا ۴: ۲) اور جنگلی نہیں بلکہ صاحب علم و دانش تھا حتّیٰ کہ لوگ حیران تھے (مقابلہ کرو لوقا ۴: ۱۵-۳۲ اور متی ۱۳: ۵۴) اور پھر جو تعلیم اُس نے دی اور انسان کی نجات اور روحانی زندگی کی جو اعلیٰ اور ممکن فلاسفی مسیح نے سکھلائی اسکے آگے یونان اور روم اور ہندو چین کی فلاسفی خس کی حیثیت رکھتی ہے کیا پنڈت جی آپ کو شرم نہ آئی جو ایسے شخص کو کنگال اور جنگلی کہدیا۔ آپکے پیرو بھی ابتک اسی طرح منہہ پھٹ باتیں کہدیا کرتے ہیں گر یہہ وتیرہ شائستگی

اور تحقیق سے بعید ہے +
اب معلوم کیجئے کہ مسیح دوسروں کو روزینہ کی روٹی کی بابت کیوں اس طرح سکھلاتا ہو اس کی یہی وجہ ہے کہ لوگ مال اپنے واسطے جمع نہ کریں۔ کیونکہ آدمی دولت پر دل لگاتا اور اس کو جمع کرتے رہنے کی فکر میں لگا رہتا ہے تو دولت کو اپنا بت بنا لیتا ہے اور خدا پر سے بھروسہ زائل ہوتا ہے اور یہہ بہت برا ہے کیونکہ ایسے دولتمند اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ دیکھئے (۱۔تمطاؤس ۶: ۶-۱۲) جس میں روزینہ کی روٹی اور دولت کا مقابلہ کر کے سمجھایا گیا ہے۔ آجکے لئے روزی مانگنے سے دو باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ ایک یہہ کہ اپنی جسمانی ضروریات کے لئے عرض کریں۔ اور دولتمند ہونے کی فکر کر کے اپنے آپکو بے قرار نہ کریں۔ دوسری یہہ کہ آجکے لئے آج دعا کی ہے کل کے لئے کل کرنا اور یوں روزمرّہ اپنے خالق اور آسمانی باپ سے درخواست کر کے اپنا بھروسہ اُس پر جاری رکھنا +

(محقق) اگر مال جمع کرنا ناروا ہے تو عیسائی لوگ کیوں مال جمع کرتے ہیں (پنڈت جی اُن سے چھین کیوں نہ لیا ؟) اُن کو چاہیئے کہ یسوع کے حکم کی تعمیل کر کے سب کچھ خیرات میں دیدیں اور مفلس ہو جائیں +

(رہبر) نہیں صاحب مسیح کا یہہ مطلب نہیں ہے۔ بلکہ دولت کی پیچھے لالچ کی ممانعت کی گئی ہے (۱) دیکھئے آیت ۲۴۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے " اُس میں تاکید یہہ ہے کہ دولت کی خدمت نہ کرو بلکہ فقط خدا کی خدمت کرو۔ دولت پر بھروسہ نہ رکھو کیونکہ اُس کو تمہاری فکر ہے (۱۔پطرس ۵: ۷) جانوروں کی بہ نسبت تمہاری اُس کو زیادہ فکر ہے اس لئے تم بھی فقط اُسی پر بھروسہ رکھو اور اُسی کی خدمت کرو نہ کہ دولت جمع کر کے اُس کو معبود بنالو۔ آیت ۱۹ سے ۲۳ تک جو باتیں پیش کی گئی ہیں اُن سے یہی سبق حاصل ہوتا ہے +

(۲) آیت ۳۳ میں ہے کہ تم پہلے اُس کی بادشاہت اور راستبازی کو ڈھونڈو تو یہہ سب

چیزیں بھی نہیں ملینگی" یعنے کھانے پینے پہننے کی چیزیں۔ اس صورت میں خداوند دولت
دینے کا وعدہ کرتا ہی لیکن تاکید کرتا ہی کہ پہلے خدا سے شروع کرو۔ اُس کی بادشاہت اور
راستبازی کو پہلے ڈھونڈھو تو یہہ چیزیں بھی ملینگی۔ دیکھئے پنڈت جی عیسائیوں کے دولتمند ہونے
کا یہہ سبب ہی۔ اُنہوں نے خدا کو مانا ہی اور اُس راستبازی کو جو مسیح سے ملتی ہی لے لیا ہی تو خدا
اُن کی محنت اور کمائی پر برکت دیتا ہی۔ اُن کو زیادہ زور اور سمجھ دیتا ہی اور اگرچہ وے خداوند
کے حکم کے مطابق خیرات میں لاکھہا اور کروڑہا روپیہ دیتے رہتے ہیں تو بھی اُن کے پاس
کم نہیں ہوتا۔ خدا اُن کو مفلس نہیں ہونے دیتا جیسا آپ چاہتے ہیں ✤

(۳) یہہ بھی خیال کیجئے کہ جب ہر روز روزینہ کے لئے دعا مانگنے کی ہدایت ہی اور اُسکے
بندے ایسا کرتے ہیں تو خدا انہوں ہر روز اُن کو نہ دیوے اور یہہ اُس کی مرضی ہی کہ کسی
کو کم اور کسی کو نہایت سے دیتا ہی ✤

بایں ہمہ یہہ بھی جاننا چاہئے کہ یہہ کوئی فقیر مجہول کی تعلیم نہیں ہی کہ لوگ گھٹنوں میں
سر دیکے مجہول ہوکر بیٹھہ رہیں اور محنت نہ کریں اور خدا سے روزی روٹی مانگ چھوڑیں۔ تو
بچے پکوان آجایا کرینگے۔ نہیں نہیں۔ یہہ تعلیم ہرگز نہیں ہی برعکس اس کے ہم معلوم کرتے
کہ خداوند آپ بھی کام کاج کرتا رہا۔ اور فرمایا کہ مزدوری مزدور کا حق ہی۔ محنت کرنا اگرچہ انسان (۱)
کے لیے ایک دشواری ٹھہرائی گئی لیکن یہی اُس کی برکت کا باعث بھی ٹھہرائی گئی (پیدایش
۳ : ۱۹) اور اگر یہہ نہ کرے تو کھانے کو نہ پاتے (۲ تسلونیقیوں ۳ : ۸ و ۱۰)۔ (اور بھی دیکھو
رومیوں ۱۲ : ۱۱۔ افسیوں ۴ : ۱۱ و ۱۲) اسکے ساتھہ کلام اللہ میں یہہ ہدایت بھی آئی ہی کہ انسان (۱)
اپنی کمائی کو کس کس طریق پر خرچ کرے (نہ کہ جمع کرتا جاتے) ایک اپنے بال بچوں کے لیے
(۲ قرن ۱۲ : ۱۴) دوسرا غریبوں کے لئے متی ۶ : ۲۔ اعمال ۶ : ۱۔ افسیوں ۴ : ۲۸۔ اور تیسرا
طریقہ آمدنی کو اُن کاموں میں خرچ کرنے کا ہی جو خدا کی خدمت کے لیے ہیں (امثال ۳ : ۹۔ متی

۲:۲- ا-قرنتیوں ۱۶: ۲-گلتیوں ۶: ۶) پس اِن خدمات کو نظر انداز کرنا اور مال فقط جمع ہی کرتے رہنا لالچ ہی- ایسا کرنا دولت کو مخدوم بنانا ہی اور اپنے پیٹ کو خدا (فلپیوں ۳: ۱۹) +

توکّل الٰہی کی اِس تعلیم سے خداوند نے ایمانداروں کو دُنیا کے دو بڑے زبون خیالوں سے محفوظ کر دیا- ایک تو اپیقیورس والا ہی کہ جسمانی خوشی کو حاصل کرنا زندگی کی مقدم غرض ہی- دوسری فلاسفی اُن کی تھی اور ہی جو اپنے آپ کو تارک الدنیا بنا بیٹھتے ہیں- لوگ ابھیاس یعنے جسم کو ننگا بھوکھا اور دُکھی رکھنا روح کے لئے ثواب کا باعث جانتے ہیں- ایسی نفسانی فلاسفی کے برخلاف خداوند یسوع کی تعلیم یہہ ہی کہ سب سے پہلے خدا کی بادشاہت اور اُس کی راستبازی کو ڈھونڈو اور صرف یہی فکر نہ کرتے رہو کہ کیا کھائینگے کیا پئینگے کیا پہنینگے- (متی ۶: ۲۴ وغیرہ) ایسی فکر خدا سے غافل کرنے والی ہی- اور دوسری طرف جسم کو سراسر ہیچ اور پرورش کے نالائق جاننے کے برخلاف فرمایا کہ تمہارا آسمانی باپ جانتا ہی کہ تم اِن سب چیزوں کے محتاج ہو اور یہہ سب چیزیں بھی تمہیں ملینگی- اِس سے یہہ بات حاصل ہوئی کہ نہ تو زندگی سے بیزار ہو (جیسا گوتم بدھ اور اواگون ماننے والے ہندو ہیں) اور نہ دنیا کی چیزوں پر دل لگاؤ اور خدا کی خدمت اور اپنی زندگی کے کاموں میں کامیاب ہونے کا وہ اصول قائم کیا ہی جس پر پنڈت جی نے اعتراض گھڑا ہی- یعنے خدا سے مانگو اور اپنی دولت پر بھروسہ نہ رکھو +

سوال (۶۶) نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہی آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا- (متی ۷: ۲۱) +

(محقق) غور کیجیے کہ اگر بڑے بڑے پادری بشپ اور کرسچن لوگ عیسیٰ کا یہہ قول سچا سمجھتے ہوں تو عیسیٰ کو خداوند کہکر کبھی نہ پکاریں +

(رہبر) پادری اور کرسچن لوگ اِس قول کو یوں سمجھتے ہیں کہ خداوند نے اس میں منع

نہیں کیا کہ مجھے خداوند مت کہو بلکہ نرا نام ہی جپتے رہنا منع کیا کیونکہ صرف اتنی بات سے کچھ فائدہ نہ ہوگا لیکن اُس کے ساتھ وہ فرمانبرداری لازمی ٹھہرائی جسکو آپ صرف اعتراض گھڑنے کی خاطر دبا گئے۔ اور وہ یہہ ہی مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہی مرضی پر چلتا ہی یہیں مطلوب یہہ ہی کہ سبھی لوگوں کا زبانی اقرار اور فرمانبرداری یکساں ہو۔ اور ایسا ہی ہر ایک جو صرف اللہ اللہ کہتا رہتا ہی یا کچھہ اور رٹتا رہتا ہی بے فائدہ ہی اگر اُس کی سیرت اور چال چلن اللہ کو ثابت نہ کریں۔ اور مسیح کو خداوند کہنے کی بابت معلوم ہووے کہ اُس نے اِس لقب کو خود ہی جائز کیا تھا۔ تم مجھے اُستاد اور خداوند کہا کرتے ہو۔ تم خوب کہتے ہو کیونکہ میں ہوں (یوحنا ۱۳: ۱۳)۔

سوال (۶۷) اُس دن بہتیرے مجھہ سے کہینگے . . . اور اُس وقت میں اُن سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور رہو۔ (متی ۷: ۲۲ و ۲۳)۔

(محقق) دیکھئے! عیسیٰ جنگلی آدمیوں کو یقین دلانے کے لئے بہشت کا منصف بننا چاہتا تھا۔ صرف سادہ لوح آدمیوں کو لبھانے کی بات ہی۔

(رہبر) پنڈت جی جیسے پڑھے ہوئے لوگوں کو لبھانے کی بات تو تب ہوتی اگر مسیح کہتا کہ بہشت وغیرہ کچھہ نہیں ہم سب نے جانوروں وغیرہ کی ۸۴ لاکھہ جونیں بھوگنی ہیں۔ یہہ جاہلوں کا قول ہی کہ یہہ جہاں میٹھا اگلا کس نے دیکھا۔ خبر نہیں کس جون میں جاوینگے۔

اور اُن لوگوں کو جنگلی کہنا آپ کی صرف ضد ہی جیسا پہلے ۵۶ سوال میں مختصر طور پر واضح کر چکا ہوں۔ باقی مسیح کا بہشت کا منصف بننے کی آرزو کرنا تاکہ سادہ لوح لوگوں کو لبھاوے یہہ آپ کا محض وہم ہی۔ اُس نے تو دنیا کا منصف ہونے کا اقتدار اور اختیار اپنے میں ثابت*

---

* نوٹ۔ اپنے معجزات سے اور اُن پیش گوئیوں سے ثابت کیا جن میں اُس نے یہودیوں اور اُنکے شہر اور ہیکل پر اپنی عدالت کے آنے کی خبر دی تھی اور جو سنہ ۷۰ء میں لفظ بلفظ وقوع میں آئی۔ متی باب ۲۴ اور لوقا باب ۲۱ کو واقفانہ

کر دیا تھا اور اُن بیوقوف لوگوں کو جو اور اَور طرح سے بہشت کے اُمیدوار بنے بیٹھے ہیں دھوکے میں قرار دیا۔ اور صرف مردُود لوگ اُس کے اس اختیار کے منکر ہیں اور رہینگے جب تک اُس بڑی عدالت کے سامنے پیش نہ ہونگے +

سوال (۶۸) اور دیکھو ایک کوڑھی نے آکے اُسے سجدہ کیا اور کہا ای خداوند اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہی۔ تب یسوع نے ہاتھ بڑھا کے اُسے چھوا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو پاک صاف ہو اور وہیں اُسکا کوڑھ جاتا رہا۔ (متی ۸: ۲ و ۳) +

(محقق) یہہ سب باتیں سادہ لوح آدمیوں کے پھنسانے کی ہیں۔ اگر عیسائی لوگ ان باتوں کو جو کہ علم اور قانونِ قدرت کے خلاف ہیں صحیح مانتے ہیں +

(رہبر) دیکھو سوال ۶۰ و ۶۳۔ ہم ان واقعات کو قانونِ قدرت کے خلاف نہیں مانتے کیونکہ خلاف نہیں ہیں۔ اور صحیح ہیں کیونکہ اسی طرح وقوع میں آئے تھے۔ ثابت ہیں +

(محقق) تو شکراچاریہ۔ دھنونتری کشیپ وغیرہ کی باتیں جو کہ پرانوں اور مہابھارت میں لکھی ہیں سچ کیوں نہیں مانتے؟ مثلاً لکھا ہی کہ بہت وینو کی مری ہوئی فوج زندہ کر دی گئی۔ برہسپتی کے فرزند کچ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جانوروں اور مچھلیوں کو کھلا دیا اُسے شکراچاریہ نے زندہ کر دیا بعد ازاں کچ کو مار کر شکراچاریہ کو کھلا دیا پھر اُسکو شکم میں زندہ کر کے باہر نکالا۔ آپ مر گیا اُس کو کچ نے زندہ کر دیا۔ وغیرہ اگر مذکورہ بالا باتیں جھوٹھی ہیں تو عیسیٰ کی باتیں جھوٹی کیوں نہیں؟

(رہبر) یہاں پنڈت جی پھر پرانوں اور مہابھارت کی اور انجیل کی باتوں کو یکساں جھوٹی اور قانونِ قدرت کے خلاف بتلانے اور ایسا کہکر گویا ویدوں کو ایسی باتوں سے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۱۰۔ نے ثابت کیا۔ دیکھو تواریخ یوسیفس۔ اور علاوہ اس کے انجیل کی بشارت کی خبر تھی اور وہ بھی ثابت ہوئی۔ یہہ کوئی چھپی بات نہیں ہی۔ اور بیجا مخالفت بیفائدہ ہی +

بری ٹھہراتے ہیں۔ مگر یہہ آپکی صرف چال بازی ہی اور یا آپکو معلوم نہیں کہ ویدوں میں بھی اور اسی قسم کی باتیں بھری پڑی ہیں۔ چند مثالیں پیش کرتا ہوں +

(۱) آپ نے مہابھارت سے چند دیتوں کی مری ہوئی فوج کے زندہ کردیئے جانے کا قصہ پیش کیا ہی اُسکی بابت مہابھارت کا یہہ بیان ہی کہ گذشتہ زمانہ میں دیوتاؤں اور دیتوں میں دنیوی سلطنت کے واسطے سخت جنگ ہوئی اور کئی بار لڑائیاں ہوئیں۔ دیوتا برہسپت کے پاس گئے اور التماس کی کہ آپ ہم سب میں سے بڑے دانا اور ہمارے بزرگ ہیں کوئی ایسا کام کریں جس سے ہم راچھسوں پر غالب آجاویں۔ اُدھر راچھسوں نے شکر سے پناہ کی درخواست کی شکر نے راچھسوں سے کہا کہ میں ایک منتر جانتا ہوں جسکو سنجیونی کہتے ہیں اُس کی تاثیر یہہ ہی کہ جس مُردہ پر پڑھا جاوے فی الفور زندہ ہوجاتا ہی۔ تم جاؤ اور دیوتاؤں کے ساتھ جنگ کرو جو کوئی تم میں سے مارا جاویگا میں اُسے زندہ کرونگا۔ القصہ راچھس دیوتاؤں کے ساتھ جنگ کرنیکے واسطے گئے جو راچھس میدان میں کام آتا تھا اُسے فی الفور اُٹھا کر شکر کے پاس لے آتے تھے اور وہ اپنے منتر سے اُس کو جلا دیتا تھا۔ اس طرح دیتوں کی تعداد گھٹنے نہ پائی تھی اور دیوتاؤں کی جماعت کم ہوتی جاتی تھی اسلئے کہ برہسپت جو انکا مددگار تھا ایسا کوئی افسوں نہ جانتا تھا" (مہابھارت پہلا پرب) اِس کے بعد ذکر ہی کہ برہسپت کا بیٹا کچ شکر سے وہ منتر سیکھ آیا تھا۔ اور اُس نے ایک دفعہ شکر کو بھی زندہ کیا جب شکر نے اُس کو اپنے پیٹ سے نکالا تھا +

اب ویدوں میں بھی دیوتاؤں اور دیتوں کی لڑائی کا قصہ درج ہوچکا ہی یعنے ایتریہ براہمنہ پہلی کتاب کی فصل ۲۳ میں اُس میں دیوتوں نے قربانی کے ذریعہ دیتوں کو پرتھوی وغیرہ سے نکال دیا تھا" (اور تیتریہ سنگھتہ۔ اشٹک ۶) اور ایتریہ براہمنہ پہلی کتاب فصل ۱۴ میں بھی ان کی لڑائی کا بیان ہی جس میں دیوتوں نے کئی بار شکست کھائی تھی پھر اُسی براہمنہ کی ۷ کتاب کا،

۴فصل ۱ور ۱۔۳۳ آیات میں ایک اور لڑائی کا ذکر ہے جس میں دیوتے بھی اپنے منتر چلاتے اور دشمنوں
کو شکست دیتے تھے۔ اُس کی آیت ۳۴ میں دیوتوں کو مارنیوالا اگنی ہے اور آیت ۳۷ میں اُنکو
مارنیوالا ایک درخت ہے جسے کرش مر ہے جس کے وسیلے راکشس پیدا کیے گئے تھے +

Macdonald's Brahmanas of the Vedas pg. 191-2.

(۲) وشن کے معجزوں کے قصے۔ ست پتھ براہمنہ۔ سات کتاب ۴۔۳ و ۵ +

کچھو کی صورت دھار کے پرجاپتی نے اولاد پیدا کی۔ جو کچھ اُس نے پیدا کیا اُس
نے (akarot) بنایا۔ اِس لیے لفظ کرسیاپ کے معنے کچھو ہیں۔ اِس لیے آدمی کہتے ہیں
کہ سارے مخلوق کسیاپ کی نسل ہیں۔ یہہ کچھو وہی ادیتا ہے +

یہی معجزانہ قصہ بھاگوت پران کے اسکند دوسرے اور ادھیائے ساتویں میں یوں بیان
ہوا ہے +

پرمیشور نے گیارھواں کچھپ اوتار لیکر سمندر متھنے کے وقت مندراچل پہاڑ اپنی پیٹھ پر
لیکر چودہ رتن اُس میں سے نکالے +

پھر اُسی براہمنہ کی فصل ۱۴۔ اور آیت ۱۱ و ۱۲ میں آیا ہے کہ وہ (زمین) پہلے ایسی بڑی تھی
وغیرہ کیونکہ پہلے زمین اتنی بڑی تھی۔ ایک بالشت برابر۔ ایموشہ سور نے اُسے باہر نکالا۔ اِسکے
لیے اُسکا خداوند پرجاپتی اُسے اِس جوڑے کے ساتھ خوشحال کرتا ہے۔ جو اُس کی خواہش
کی غرض تھی اُسے مکمل کرتا ہے۔ (۲۷ صفحہ۔ جلد ۴۔ Muir's Sanscrit Texts

اِسکے مطابق دیکھو بھاگوت پران کے حوالہ مذکورہ میں یوں ذکر ہے کہ دوسرا اوتار باراہ جی کا اِس
واسطے لیا کہ مجھ کو (برہما کو) جب دنیا پیدا کرنے کا حکم ہوا تب میں نے نارائن جی کی کرپا سے
کمل کے پتے کی پرتھوی بنائی تو اُسے پرتھوی کو ہرنیاکش دیت اُٹھا کر پاتال کو لے گیا جب
میں نے بکنٹھ ناتھ سے بنتی کیا کہ بغیر زمین کے میرے پیدا کیے ہوئے جیو کہاں رہینگے تب

اُنہوں نے باراہ روپ رکھ کر پاتال میں جاکر ہرنیاکش دیت کو مار ڈالا اور پرتھوی کو باہر لاکر اپنی ہماسے پانی پر ٹھہرا دیا۔ دیکھئے پنڈت جی ویدوں اور پرانوں کے خداوشن بار پر جاپتی کے معجزے ۔ کبھی کچھوکبھی سور کی صورت بن جاتا تھا۔ کیا آپ اِس بات کو قانونِ قدرت کے مطابق کہوگے اِس لئے کہ وید بھی اِس میں اُلجھے ہوئے ہیں ؟ آپ نرے پرانوں پر فتویٰ نہ دیجئے ویدوں کا بھی وہی حال ہے +

پھر وشن کے بونا ہونیکا معجزہ بھی ایسا ہی خیالی قصّہ ہے۔ جو ست پتھ براہمنہ کی پہلی کتاب اور رمائن میں یکساں بیان ہوا ہے۔ اور یہہ پنڈت جی نظر انداز کر گئے کیونکہ وید بھی ساتھ پھنستے ہیں۔ ڈاکٹر میور صاحب نے اپنی مستند کتاب Sanscrit Texts کی جلد چہارم باب دوم کی فصل چوتھی میں ست پتھ براہمنہ اور راماین کی اصل سنسکرت معہ انگریزی ترجمہ درج کی ہے۔ یہہ سچ ہے کہ پرانوں کی کئی ایک باتیں ویدوں میں نہیں پائی جاتی ہیں بلکہ پرانوں میں نئی ہیں جیسے تناسخ کی تعلیم مگر یہہ بھی سچ ہے کہ بعض قصّوں اور تعلیموں کی بنا ویدوں ہی نے ڈالی ہوئی تھی لہذا وید اور اُن کے براہمنہ کوئی ایسی کتابیں نہیں ہیں جنکو پرانوں وغیرہ پر چنداں ترجیح دیجائے۔ پنڈت نے بیفائدہ پرانوں کو الگ کر کے اُنپر فتویٰ دیدیا۔ گپ چلانے میں وید اُن سے کم نہیں ہیں +

(۳) ویدوں کی دیویوں کے معجزے بھی ذرہ سننے کے لائق ہیں +

"اُروسی دیوی ایک آدمی بنام پُرروس پر عاشق ہوئی جب وہ اُسے ملی تو کہنے لگی کہ مجھے دن میں تین دفعہ بغلگیر کرنا لیکن میری رضامندی کے برخلاف کبھی نہ کرنا۔ اور نہ کبھی بغیر شاہی پوشاک کے بغیر مجھے نظر آنا کیونکہ عورتوں کا یہی دستور ہے۔ گندھرو جو ایک آسمانی قوم تھے اور اُروسی کے رشتہ دار تھے سوچنے لگے کہ وہ آدمیوں کے درمیان بہت دیر تک ٹھہری ہے۔ اِس لئے اُنہوں نے اُسکو پُرروس سے جُدا کرنے کی تدبیر کی۔ اپنے مالک کے ساتھ

اُس کا یہہ عہد تھا کہ وہ اُسے کبھی ننگا نظر نہ آوے۔ اگر یہہ عہد شکنی ہوگی تو وہ مجبور ہوگی کہ اُسے چھوڑ جائے۔ تاکہ پرُروس سے یہہ عہد توڑا ویں گندھرون اُروسی کے پلنگ کے پاس سے ایک بھیڑ کا بچہ چورائے گئے۔ پرروس اس بچے کو چھڑانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور بجلی کی چمک کی روشنی میں اُروسی نے اُس کو ننگا دیکھ لیا عورتوں کے دستور کے برخلاف۔ اور وہ غائب ہوگئی وہ مدت تک اُس کی تلاش کرتا رہا اور آخرکار ایک جھیل کے پاس آیا جہاں وہ اور اُس کی سہیلی پریاں پرندوں کی صورت میں ہوکر کھیل رہی تھیں۔ اروسی نے پُرروس کو دیکھا۔ اپنے تئیں اُسپر ظاہر کیا۔ اور ست پتھ براہمنہ کے مطابق اُس وقت عجیب و بدیک گفتگو کی گئی۔ اُروسی نے وعدہ کیا کہ سال کی آخری رات کو ملونگی اور اس ملاقات کا نتیجہ ایک بیٹا ہوگا وغیرہ۔ Mcdonald's Brahmana of the Vedas

صفحہ ۱۳۶

واک اندر کی رانی شبری بن جاتی تھی۔ چنانچہ ست پتھ براہمنہ کتاب ۳ فصل ۵ میں ہے کہ۔ واک انگیروں سے غصہ ہوگئی۔ کس صورت میں فی الواقعی وہ (سورج کا گھوڑا قربانی کی اجرت ہونے میں) مجھ سے بہتر ہے۔ کیونکر ہے کہ اُنہوں نے اُسے قبول کیا اور مجھکو نہیں؟ یوں کہکر وہ اُن کے پاس سے چلی گئی۔ شبری بنکر وہ ہر چیز کو پکڑتی پھرتی تھی جو اُن دونوں جھگڑالو فریقوں یعنے دیوتوں اور راشوروں کے درمیان تھیں۔ دیوتوں نے اُسے اپنی طرف بلایا اور راشوروں نے اپنی طرف۔

پھر اتیر یہ براہمنہ میں یہ ذکر ہے:۔

سوما راجا گندھروں کے درمیان رہتا تھا۔ دیوتوں اور رشیوں نے سوچا کہ کس طرح راجا کو ترغیب دلائی جاوے کہ وہ ہمارے پاس واپس آوے۔ واک نے جو تسبد کی دیوی ہے کہا۔ گندھر عورتوں کے بڑے عاشق ہیں۔ سو میں اپنے تئیں عورت بنالونگی تو تم مجھے

اُن کے پاس سوما کے بدلے بیچ دینا۔ دیوتوں نے جواب دیا نہیں۔ ہم اُنکے بغیر کس طرح جی سکتے ہیں؟ اُس نے کہا مجھے اُن کے ہاتھ بیچ دو۔ اگر تم مجھے طلب کروگے تو میں تمہارے پاس آ جاؤنگی اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ ایک فدا اور دیسی عورت کے بھیس ہوکر اُسکو دیوتوں نے گندھروں کو سوما کے بدلہ میں بیچدیا۔ اس واقعہ کی نقل میں لوگ ایک سالہ بے عیب گائے چھوڑ دیا کرتے ہیں جو وہ قیمت ہے جس سے اُنہوں نے سوما راجا کو خریدا تھا۔ (ایتریہ براہمنہ ترجمہ ڈاکٹر ہاگ جلد دوم صفحہ ۵۹ منقولہ از ویدوں)

(Mcdonalds Brahmana of the Vedas p. 17

نہ معلوم یہہ کہاں کی باتیں اور کیسے خیال ہیں۔ اور کہئے پنڈت جی کیا مہا بھارت اور پُرانوں کی گپّوں سے ویدوں کی یہہ باتیں کچھ کم ہیں؟ ناوانوں کو سمجھانے کے لئے اتنی ہی مثالیں کافی ہیں اور آیندہ ویدوں کو پُرانوں پر ترجیح دینے کا ہرگز خیال نہ کرنا۔ مگر چونکہ آپ پُرانوں اور مہا بھارت کی ایسی ہی باتوں کو غلط کہتے ہیں تو وہی فتویٰ ویدوں پر بھی جمتا ہے اور اِس لئے چنداں ضرورت نہیں کہ ہندو آریوں کے قصّوں کی زیادہ تردید کیجاوے تو بھی چند باتیں غور کے لئے پیش کرنا بے فائدہ مضمون نہ ہوگا۔

(١) اِن قصّوں کی صداقت کے برخلاف ایک قطعی دلیل یہہ ہے کہ چشم دید گواہوں کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔

(٢) سُنانیوالوں نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے وہ سُنانیوالوں سے سینکڑوں اور ہزاروں برس پہلے کے بتلائے جاتے ہیں۔ اور دیوتوں اور دیتوں اور راجاؤں کے زمانہ کا کچھ پتا نہیں ہے۔ تو کس طرح اِن کا اعتبار آ سکتا ہے۔

(٣) اِن قصّوں کے معجزوں کی ویسی ضروری اور معقول غرض نظر نہیں آتی جیسی انجیل کے معجزات کی مُصرّح ہے۔

(٤) اِن میں بہتیری باتیں اِس زمین اور اُس کے آدم زاد باشندوں سے کچھ تعلق

نہیں رکھتی ہیں کہیں ہوائی عالم میں ہوتی رہی ہیں +

(۵) اصل معاملہ یہہ معلوم ہوتا ہی کہ نیچر کی چیزوں اور قوتوں کو دیوتے اور دیت اور بعض راجے وغیرہ تصور کر کر کے قصے بنائے ہیں۔ اور کہنے والے سب باتوں کو ویدویاس کے منتھے لگاتے ہیں۔ جس کی بابت کچھہ معیّن نہیں کہ کون تھا۔ ایسی کتابوں کے ساتھہ انجیل مقدس کی کوئی نسبت مطلقاً نہیں ہی۔ انجیل کی باتیں تو اریخی زمانہ کی باتیں ہیں اور فرضی زمانوں کی نہیں ہیں۔ اور اِس لئے ثبوت رکھتی ہیں۔ اور اُن کو سچّا مانا جاتا ہی +

(۶) وید پُران کی باتیں اور انجیل کی باتیں بنی آدم میں اپنی اپنی تاثیروں سے پرکھی جاسکتی ہیں۔ مقدم کو ماننے والوں کی روحانی اور عقلی حالت اور شائستگی کا جسکا دور لاکھوں برس کا بتلایا جاتا ہی اور موخر کو ماننے والوں کی روحانی اور عقلی زندگی اور شائستگی کا (جس کا دور اُنیس سو برس سے ہی) مقابلہ کرنے سے اُن کی تاثیروں کا حال معلوم ہوتا ہی۔ وید پُران والے لاکھوں برس کے ہندوستان اور اُنیس سو برس کی انجیلی دنیا میں دیکھو کیسا فرق ہے کیا انجیلی دُنیا ہر بات میں بہتر نہیں ہی؟ اندر، سوما کا کہیں کھوج کھُر نہیں ملتا کیونکہ شاید کرشن نے اُن سب کو مات کردیا۔ اور وید وغیرہ صرف بڑوں کی کہانیاں ہی بنے رہے ہیں +

سوال (۶۹) دو شخص جن پر دیو چڑھے تھے قبروں سے نکلکر اُسے ملے۔ وے ایسے تند تھے کہ کوئی اُس راستہ سے چل نہ سکتا تھا اور دیکھو اُنہوں نے چلّا کے کہا اَی یسوع خدا کے بیٹے ہمیں تجھہ سے کیا کام تو یہاں آیا کہ وقت سے پہلے ہمیں دُکھہ دے... سو دیووں نے اُس کی منّت کر کے کہا اگر تو ہم کو نکالتا ہی تو ہمیں اُن سوأروں کے غول میں جانے دے تب اُس نے اُنہیں کہا جاؤ اور دے نکلکر اُن سوأروں کے غول میں گئے

اور دیکھو سوروں کا سارا غول کنارے پر سے دریا میں کودا اور پانی میں ڈوب مرا (متی ۸: ۲۸-۳۲) +

(محقق) بھلا یہاں غور کیجئے کہ یہہ سب باتیں جھوٹی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ مُردہ قبرگاہ سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ وے کسی کے پاس نہ جاتے نہ بات چیت کرتے ہیں۔ یہہ سب باتیں جاہلوں کی ہیں جو نرے جنگلی ہوتے ہیں۔ وے ایسی باتوں پر اعتقاد کرتے ہیں +

(رہبر) اِن باتوں پر اعتقاد رکھنے والے سب ماجرہ آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور اس لئے ان کو ماننا پڑا تھا پنڈت جی کو تو اور سب جنگلی نظر آتے تھے مگر وہ لوگ پھر بھی ایسے جاہل نہیں تھے جیسا پنڈت جی نے اپنے آپ کو ظاہر کیا ہی۔ کیونکہ وہاں یہہ نہیں لکھا ہی کہ وہ دیوزدہ مُردے تھے مگر چونکہ دیوزدہ تھے اِس لئے قبروں میں رہتے تھے۔ وہ قبریں سخت پہاڑیوں میں کھودی ہوئی ہوتی تھیں جیسے کوٹھڑی ہوتی ہی اور اب تک اُس جھیل گنیسرت کے کنارے پہاڑوں میں ویسی قبروں کا بقیہ جابجا موجود ہی۔ سو پنڈت جی کا سوال ہی جاہلانہ ہی +

(محقق) پھر اُن سُوروں کا خون کروایا۔ سور والوں کے نقصان کرنے کا گناہ یسُوع کو ہوا ہوگا اور سور والوں کا نقصان کیوں نہ بھر دیا +

(رہبر) پنڈت جی کو سوروں کے ہلاک ہو جانے کی بڑی چنتا ہوئی! دیکھئے خداوند یسُوع نے انسان کی جان کی رکھیا کی کہ اُن دو آدمیوں کو بدروحوں سے بچا دیا جنکی اور لوگ حفاظت اور پرورش کرتے تھے۔ ہندو آریہ بھی ایسے سبق کے محتاج ہیں +

باقی سور والوں کے نقصان کی بابت معلوم ہوتا ہی کہ تاکہ خداوند اُس واقعہ سے دیگر لوگوں پر بھی اپنے تئیں ظاہر کرے اُس نے شیاطین کے ذریعہ سے سور مارے جانے دیئے "تاکہ چرانے والے فوراً اور اپنے طور پر باقی لوگوں کو خبر دیویں۔ چنانچہ وے لوگ آئے اور دیکھا

مگر سوروں کی قیمت نہ مانگی اور صرف یہہ کہا کہ ہماری سرحد سے چلا جا۔ اِس لئے خداوند نے اُن کا نقصان نہ بھرا۔ مگر درحقیقت اُس نے اُن سوروں کی قیمت سے زیادہ قیمت والا سلوک کر دیا تھا کہ اُن کے دو آدمی بچا دیئے تھے اور اِس لئے خود بھی سوروں کی قیمت دینے پر کوئی سوال یا اصرار نہ کیا +

(محقق) کیا آجکل کے تعلیم یافتہ عیسائی اور انگریز لوگ ان گپوڑوں کو بھی مانتے ہیں؟

(رہبر) آجکل کے تعلیم یافتہ عیسائی ہر ملک میں خداوند یسوع کی اُس آلہی قدرت کے ثبوت خود بھی دیکھتے ہیں اور اِس لئے اِن صداقتوں کے قائل ہیں۔ دیکھئے وید اور مہابھارت کے بیانوں سے معلوم ہوا کہ دیوتوں نے دیتوں کو مغلوب کر کے اِس دنیا سے نکال دیا تھا لیکن وہ پھر بھی نہ نکلے اور اُن کتابوں میں دیوتوں اور دیتوں کی لڑائیوں کا جھگڑا برابر چلا آتا ہے اور اب تک ہندو بدروحوں سے خوف زدہ رہتے اور اُن کے آگے قربانیاں کرتے اور اُن کے بُت بنا کر پوجتے ہیں* اور ویدوں اور مہابھارت کے خیالی جھگڑوں سے آدم زاد کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ وہ سب باتیں محض خیالی بناوٹیں تھیں۔ لیکن جن جن قوموں نے خداوند یسوع کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا ہے اُن میں سے بدروحوں کا راج و رواج بالکل جاتا رہا ہے ویسا جیسا گدرینوں کے درمیان سے خداوند نے خارج کیا تھا اور خداوند کے وہ کام تو صرف نمونہ تھے اِس کام کے کہ خدا کا بیٹا اِس لئے ظاہر کیا گیا کہ شیطان کے کاموں کو نیست کرے (۱۔ یوحنا ۳: ۸) اِس کے متعلق مفصل بیان سوال ۸۵ کے جواب میں آچکا ہے +

سوال (۸۷) (یوگ ابھیاس اور مسیحی نجات کا چرچا) اور دیکھو ایک جھولے کے مارے کو جو چارپائی پر پڑا تھا اُس پاس لائے۔ یسوع نے اُسکا ایمان دیکھ کے اُس مفلوج سے

*۱۔ قرنتیوں ۱۰: ۱۹ و ۲۰۔ احبار ۱۷: ۷۔ استثنا ۳۲: ۱۷۔ زبور ۱۰۶: ۳۷ +

کہا ای بیٹے خاطر جمع رکھہ تیرے گناہ معاف ہوئے . . . میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بلانے کو آیا ہوں (متی ۹: ۲ و ۱۳) +

(محقق) یہہ بھی بات ویسی ہی ناممکن ہی جیسی کہ پہلے لکھہ آئے ہیں +

(رہبر) پنڈت جی کا یہہ کہنا بھی ویسا ہی غلط ہی جیسا ہم پہلے واضح کر آئے ہیں اور مکرر یہہ کہ کیا دُکھہ اور بیماریوں کا دوا سے اچھّا ہوجانا ناممکن ہی ؟ اور دوا کرنا خلاف قانون قدرت ہی ؟ اگر نہیں تو پھر خدا کی قدرت سے کسی بیماری کا دُور کیا جانا کیونکر ناممکن مانا جاوے۔ البتہ خدا کو ایسا کرنے میں مصالح وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اِس لئے مفلوج کا شفا پانا اور خدا کی قدرت سے شفا پانا ناممکن نہیں ہوسکتا +

(محقق) اور جو گُناہ معاف کرنے کی بات ہی وہ صرف سادہ لوح آدمیوں کو طمع کے دام میں گرفتار کرنا ہی۔ جیسے دوسرے کی پی ہوئی شراب۔ بھنگ یا کھائی ہوئی افیون کا نشہ دوسرے کو نہیں چڑھتا ویسے ہی کسی کا کیا ہوا گناہ کسی کو نہیں لگتا بلکہ جو کرتا ہی وہی بھوگتا ہی۔ یہی خدا کا انصاف ہی (مگر کہئے کہ بعض بیماریاں ہیں مثلاً ماتا۔ ہیضہ۔ طاعون جو ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہیں وہ خدا کے کونسے انصاف میں داخل ہیں ؟ رہبر) اگر دوسرے کا کیا ہوا گُناہ ثواب دوسرے کو ملے یا عادل خود لیوے۔ یا کرنے والوں کو ہی خدا سزا جزا نہ دیوے تو وہ غیر منصف ہوجاوے +

(رہبر) ہندوؤں کو خدا کے منصف یا غیر منصف ہونے سے کیا کام ہی ؟ اُنکے تو خیالات خدا اور گناہ اور سزا اور جزا کی بابت بالکل آوارہ اور بے بنیاد ہیں۔ خدا کے عدل اور راستی کی سچّی پہچان فقط بائبل ہی سے حاصل ہوتی ہی اور دنیا میں انتظام آلہی اُس کو ثابت کرتا ہی دیکھئے ایک پُشت کی کارروائی بھلی یا بُری کا نتیجہ دوسری اور تیسری پشت کو ملتا ہی۔ نشہ پینے والوں کی فضول خرچی کا بدا اثر اولاد پر آتا ہی۔ نشہ سے اُن کی عقل خراب ہوجاتی اور اُن کی اولاد بھی

یہہ اثر پڑتا ہی۔ جو پُشت بُت پرستی اور جہالت کو بُرا نہیں جانتی اُس کی نسل کے دل و دماغ پر بھی یہی اثر آتا ہی یوں انتظام الٰہی میں آپ دیکھہ سکتے ہیں کہ ایک کا گناہ کیا ہوا دوسرے پر اثر ڈالتا ہی۔ اور دوسری طرف دیکھئے کہ جب اور وسائل اختیار کئے جائیں جن سے اصلاح ہو تو اُس حال میں بھی ایک کے کئے کا اثر دوسرے پر پڑتا ہی۔ یہہ تو عام مشاہدہ کی باتیں ہیں اور آپ پنڈت ہو کر اُن سے بے خبر تھے اور دوسروں کو یوں ہی سادہ لوح کہہ دیا۔ دوسروں کو ایسا کہہ دینا تو کسی بات کی دلیل نہیں ہی*

ہم قوانین قدرت میں یہہ بھی دیکھتے ہیں کہ بغیر کسی وسیلہ یا درمیانی کے دقتیں اور ضرورتیں رفع نہیں ہوتی ہیں۔ ایک تکلیف یا حاجت کو دور کرنے کے لئے غیر چیزیں درمیان لائی جاتی ہیں۔ نیچر کے جسمانی اور اخلاقی قوانین میں یہہ مشترک قانون ہی کہ ہر نتیجہ کا کوئی سبب ہی۔ اور اگر اُس سبب کے لازمی نتیجہ کو دور کرنا ہو تو غیر شئے یا قدرت درمیان لانے سے دور ہوتا ہی ورنہ نتیجہ وہی ہوگا جو ہوتا تھا۔ زہر اور اُس کے نتیجہ ہلاکت کے درمیان زہر مہرہ ہلاکت کو صحت سے بدلتا ہی اور کل ادویات کا استعمال اس اصول درمیانی کا شاہد ہی جہالت کے بُرے نتیجوں سے بچنے کے لئے علم و ہنر کا درمیان لایا جانا ضروری ہی۔ انتظام عالم میں خداوند خود بھی بُرے نتیجوں کو دُور کرنے کے لئے وسیلوں کو اور وراچھے وسیلوں کو درمیان لاتا ہی۔ اُس نے ایسا ہی مقرر کیا ہوا ہی کہ بغیر بارش کے زمین کی خشکی دور نہیں ہوتی بغیر خون کے جسم زندہ نہیں رہ سکتا۔ بغیر خوراک بھوک دور نہیں ہوتی صحت کا خیال نہ رکھا جاوے تو جسم کمزور اور عمر کم ہوتی ہی*

اسی طرح گناہ ایک مرض موروثی ہی اور عملی بھی ہی۔ جب تک یہ دور نہ کیا جاوے اس کی لازمی سزا سے بچ نہیں سکتے اور اُس کی کم از کم دو تاثیریں یا نتیجے ہیں۔ ایک یہہ کہ اِنسان کو اُس نے ناپاک کر رکھا ہی۔ دل کو پلید بنایا ہوا ہی یہہ پلیدگی دور ہونی چاہئے

اور تب آدمی اچھے کام کرسکتا ہی۔ دوسرا نتیجہ گناہ کی سزا ہی۔ اگر یہہ دور نہ ہو تو انسان ضرور سزا پائیگا اور اُس کا تدارک پہلے ہونا چاہئے۔ اب مسیح وہ وسیلہ یا درمیانی ہی جو انسان اور گناہ کے درمیان آکر ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہی۔ یعنے گناہ کی سزا کے بجائے وہ انسان کے گناہوں کو معاف کرواتا ہی اور وہ بھی اپنے تئیں اُن کے بدلے کفارہ میں دینے سے یعنے وہ سزا خود اُٹھاتا ہی جس طرح دوا دُکھ کو گویا اپنے ذِمہ کرلیتی ہی۔ یا پانی زمین کی خشکی کو لے لیتا ہی۔ یا کوئی ضامن دوسرے کا ڈنڈ بھر دیتا ہی۔ جب یہہ ہو لیا اور آدمی اُس پر ایمان لایا یعنے ایمان کے ذریعہ اُس میں لپٹ گیا تو پھر وہ اپنی روح مقدس سے اُس آزاد کردہ شدہ آدمی کو دل کی شدھی دینے لگتا ہی اور یوں گناہ کا وہ اثر جس نے دل کو گندہ اور گناہ میں لپیٹ کر رکھا ہی اُس کو دھوتا ہی اور پاک کرتا ہی اور تب آدمی دھرم کے کام کرنے جوگ ہوتا ہے اور تمو اور رجو کو چھوڑ سکتا ہی۔ مسیح میں شکتی تھی اس لئے اُس نے اُس مفلوج کے گناہ معاف کئے اور گنہگاروں کو توبہ کے لئے بلاتا ہی اور پنڈت صاحب جیسے جن لوگوں نے اُس وقت مسیح کی اس قدرت اور عظمت پر شک کیا اُس نے اُسی وقت ثابت کر دیا تھا کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہی (آیت ۶ و ۷) اور ہر ایک جو اُس وقت سے اب تک خداوند کو قبول کرچکا ہی مسیح کی یہہ قدرت اپنے میں ثابت کرتا ہی۔ اصل میں لوگوں نے گناہ اور پاکیزگی کو کچھ چیز نہیں سمجھا اس لئے واہی خیالوں میں پڑ گئے۔ التماس ہی کہ اس امر میں ناظرین راقم کی کتاب حکمت الالہام کا تیسرا مقصد بھی مطالع کریں۔ امید ہی کہ اس سے بہت فائدہ ہوگا اور اس بیان کی توضیح ہوجاویگی +

(محقق) دیکھو دھرم ہی بہتری کرنے والا ہی۔ یسوع یا اور کوئی نہیں۔ دھرماتماؤں کیواسطے یسوع وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں +

(رہبر) پنڈت جی نے ستیارتھ پرکاش کے آخر میں اپنا منتویہ درج کیا ہی اور اُس کی

دفعہ ۴ کے نمبر ۳۲ میں دھرم کی یہہ تعریف کی ہی کہ جو بے رو رعایت انصاف کا رویہ راستگوئی وغیرہ سے موصوف ایشور کے احکام ویدوں کے خلاف نہیں ہی اُسکو دھرم مانتا ہوں" اور اس دھرم میں مُکتی کے سادھن نجات کے وسائل ایشور کی پرستش یعنے یوگ ابھیاس کی مزاولت کرنا۔ دھرم پر عمل کرنا۔ برہمچریہ سے علم حاصل کرنا۔ راستباز عالموں کی صحبت۔ سچا علم بہترین غور اور کوشش وغیرہ ہیں" (نمبر ۱۳) مگر ایشور کی پرستش یعنے یوگ ابھیاس کی تعریف یوں کی ہی +

ستیارتھ پرکاش نواں سملاس دفعہ ۴۹۔ چت کی برتیوں (حرکتوں) کا نرودھ (روکنا) یوگ ہی۔ تب ایشور کے سروپ ذات میں قیام ہوتا ہی۔ یہ یوگ شاستر مصنفہ پتنجل مُنی کے سوتر ہیں۔ انسان رجوگن تموگن کے کاموں سے من کو روکے . . . پھر پرماتما اور دھرم کے کاموں کے اگلے حصہ میں چت (قوت متخیلہ) کو ٹھہرا رکھے۔ روک دے۔ جب چت ایکاگر اور نرودہ ہو جاتا ہی تب سب کے دیکھنے والے ایشور کی ذات میں قیام ہوتا ہی" (یوگ شاستر ۱-۳) +

اوّل تو میں یہہ کہتا ہوں کہ جبکہ پنڈت جی نے دھرم کو وید کے احکام سے تعبیر کیا تو پھر پتنجل مُنی کے درشن کی باتوں کو ایشور کی پرستش کا قاعدہ کیوں بنایا؟ ویدوں میں تو دیوتوں کی پرستش کا چرچا ہی اور اُس کا قاعدہ صرف قربانی کرنا اور سوما شراب پینا اور دیوتوں کو بھی پلانا قرار دیا گیا تھا مگر پتنجلی والا یوگ مت تو کچھہ اور ہی قصہ ہی جسکو آپ ویدک دھرم کہتے ہیں کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ نے اصل میں ویدوں کو چھوڑ دیا اور مابعد کے فلسفانہ خیالات کو ویدک احکام جتایا ہی؟ یہہ تو دیانتداری کی چال نہیں ہی +

چونکہ آپ اس یوگ ابھیاس کے بھروسے خداوند یسوع مسیح کی سبیل نجات سے روگردانی کرتے ہیں اس لئے اس کی طرف رجوع کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور

دوم یہہ امر پیش کرتا ہوں کہ چت کو اُس کی حرکتوں سے روکنا اور اُس کے لئے خاص طور کے آسن اور بدنی ریاضتیں لازمی ٹھہرانا سراسر انسان کے قانونِ فطرت کے خلاف ہی۔ خدا نے انسان کو چت وغیرہ اس لئے نہیں دئے کہ اُن کو روکے اور مجہول بن بیٹھے اور علاوہ اس کے اگر چند آدمی ایسا کر سکیں تو کوئی عجب نہیں مگر سب نہیں کر سکتے اِس لئے یہہ قاعدہ سب کے لئے نہیں ہی۔ اگر سب کے لئے خدا یہہ تجویز پسند کرتا تو آدمیوں کو گیند یا مٹی کے ڈھیلے کی طرح بلا کسی حسّ وحرکت کے آلہ کے صرف اُس میں چت بھر کے زمین پر دھر دیتا اور جب چاہتا ڈھیلا توڑ کر اپنا چت اُس میں سے نکال لیتا الٰہی تدبیر تو یہی ہوتی اگر سب آدمیوں سے مطلوب ہوتی۔ مگر موجودہ صورت میں تو یوگ ابھیاس صرف پتنجل جیسوں کا وہم ہی*

پھر پتنجل کا قول ہی کہ دھرم کے کاموں کے اگلے حصہ میں چت کو ٹھہرا رکھئے۔ اگر دھرم کے کام کوئی کام ہیں تو چاہئے کہ وہ کئے جاویں نہ یہہ کہ چت کو اُن میں روک رکھا جاوے اِن دھرم کے کاموں سے اور کیا مراد ہی؟ کیا کسی خاص آسن سے بیٹھنا یا کھڑے رہنا اور کچھہ کام کاج نہ کرنا؟ مگر یہی تو خلاف فطرت ہی اور ایسی فلاسفی کی انجیل مقدّس میں یوں تردید کی گئی ہی۔ "یہہ چیزیں تو فضول عبادت اور خاکساری اور بدنی ریاضت اور تن کی عزت نہ کرنی کہ اُس کی خواہشیں پوری ہوویں حکمت کی صورت رکھتی ہیں" (قلسیوں ۲۰: ۲۳)*

سوم۔ اس یوگ ابھیاس کی غرض یہہ بتلائی ہی کہ ایشور کے سروپ ذات میں قائم ہونا۔ مگر یہہ غرض تو بیکار اور ناممکن ہی کیونکہ پنڈت جی نے جیسا ایشور کو ازلی اور خودہست لکھا ہی ویسا ہی اور سب جیوں کو بھی ازلی اور خودہست کہا تو اس حال میں دوسرے کسی جیو کا ایشور کی ذات میں قائم ہونا کیا ضرور ہی اور کیونکر ممکن ہی جبکہ جیو اور ایشور ازل سے جدا ہیں۔ تو یوگ ابھیاس سے جو پتنجل کی تجویز تھی وہ کیونکر ایک ذات ہو سکتے ہیں*

انجیل مقدس میں اس خیال کی یوں تردید ہی کہ الٰہی اور انسانی روح کو جدا جدا خالق اور

مخلوق بیان کیا۔(متی ۱۰:۱۱؛ ۲۸) اور خدا کی ذات میں قائم نہیں ہونگے لیکن اس کے حضور میں اپنی اپنی شخصیت کے ساتھ رہینگے (مکاشفات ۲۲:۳-۵) +

چہارم۔ یوگ ابھیاس والے کام دھرم کے نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ دہرم کے کام وہ ہیں جو متی کی انجیل کے باب ۵ کی پہلی گیارہ آیات میں خداوند یسوع نے فرمائے ہیں (اور باب ۵ و ۶ و ۷ میں انکی تفصیل کی ہی) بے رو رعایت راستبازی کی روش کے کام وہی ہیں نہ کہ یوگ ابھیاس۔ قرب الٰہی تک پہنچانے والے ابھیاس وہی بتلا سکتا ہی جو خدا سے نکلا اور اِس دنیا میں آیا اور پھر دُنیا سے رخصت ہو خدا باپ کے پاس گیا (یوحنا ۱۶:۲۸) کوئی پتنجل یا صوفی گھنٹوں میں سر دیکے بیٹھے بیٹھے ایسی راہ نہیں بتلا سکتا۔ وہ مبارکبادیاں جو باب مذکور میں مندرج ہیں وہ وہ اصول ہیں جو منکشف کرتے ہیں کہ کیسے باطن اور کیسے چلن کا انسان قرب الٰہی کے لائق ہو سکتا ہی۔ اُن مبارکبادیوں کو سامنے رکھکر میرے ساتھ وچار کرو۔ پہلی حالت یا مرتبہ جسکو مبارک کہا ہی دل کی غریبی ہی۔ یعنے از حد لاچاری اور محتاجی کی حالت جو دل پر گناہ کے باعث طاری ہوتی ہی۔ یہہ غریبی غمگینی کے مرتبہ پر لاتی ہی اور اِس غم سے حلیمی پیدا ہوتی ہی یعنے نقصان کی برداشت کرتا ہی۔ صبر کرتا اور اعتقاد رکھتا ہی کہ خداوند آپ ہی بدلا لیگا اِس سے آگے مرتبہ مبارک راستبازی کی بھوکھ اور پیاس کا آجاتا ہی۔ یعنے راستباز ٹھہرنے اور گناہ کی معافی کی آرزو اُٹھتی ہی اور گذشتہ حالتوں میں سے گذر کر جب راستبازی کو خود پا لیتا ہی تو دوسروں کے لئے بھی رحم دلی کا خیال اور ہمت پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کے دکھوں پر اب رحم کھاتا ہی اور اُن کے دور کرنے میں ساعی ہوتا ہی۔ جبتک یہانتک نہیں پہنچ لیتا تب تک دل کی پاکیزگی کی نوبت نہیں آتی۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے وہ محسوس کرتا ہی کہ دل کے خیال اور ارادے میل سے پاک ہونے چاہئیں تب سب کام درست ہونگے اور یوں ہر طرح کی خود غرضی سے پاک ہو کر خدا کے ساتھ صلح کی

نوبت آتی ہے اور دوسروں کے درمیان بھی صلح کرواتا ہے۔ اگر ایسے حق رسیدہ لوگ راستبازی یعنے نیک زندگی کے سبب ستائے جائیں تو کچھ اندیشہ نہیں۔ خدا کی بادشاہت اُن کی ہے اور اس سے بڑھکر اگر وہ یسوع مسیح کے نام کے سبب ستائے جائیں جس کے وسیلے سے وہ خداوند کے فرزند ہونے کے لائق اور اُس کا دیدار پانے کے قابل ہوئے ہیں تو یہہ بھی مبارک حالی ہے۔ خوش ہونا لازم ہے مگر اُس میں ہو کے پچھتانا نہیں چاہئے پس دیکھو خداوند یسوع نے کیسے سچے اور واجبی اور قدرتی طور سے قرب الٰہی حاصل کرنے کی منزلیں بتلائی ہیں اور یہہ اُن تمام جسمانی ریاضتوں سے نہایت برتر ہے جو لوگوں نے آپ سے آپ اِس مطلب کے لئے تجویز کی ہوئی ہیں اور اس کی غرض بھی سچی اور ممکن ہے یعنے خدا کے فرزند بننا اور اُس کا دیدار حاصل کرنا سب سے اعلیٰ درجہ اور قرب الٰہی ہے جو مخلوق اور گنہگار انسان کو حاصل ہونا ممکن ہے۔ مگر فنا فی اللہ یا پرماتما کی ذات میں قائم ہونا ناممکن اور غلط خیال ہے +

سوال (۱۷) یسوع نے اپنے بارہ شاگردوں کو اپنے پاس بُلا کے اُنہیں قدرت بخشی کہ ناپاک روحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دُکھ درد کو دور کریں ... کہنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کی روح جو تم میں بولتی ہے۔ یہہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اُس کے باپ اور بیٹی کو اُس کی ماں اور بہو کو اُس کی ساس سے جُدا کروں اور آدمی کے دشمن اُس کے گھر کے لوگ ہونگے (متی ۱۰: ۱ و ۲۰ و ۳۴-۳۶) +

(محقق) یہہ وہی شاگرد ہیں جن میں سے ایک تیس روپیہ کے لالچ سے یسوع کو گرفتار کرائیگا اور باقی منحرف ہو کر علیحدہ علیحدہ بھاگینگے +

(رہبر) اُن شاگردوں کی ایسی حرکتیں اُن کے ایمان کی کمزوری کے سبب ہوئی

تھیں۔اگرچہ وہ خداوند کے معجزات دیکھتے اور اُس کی کلام سنتے تھے تو بھی یکایک ایمان میں دلیری نہیں کرتے تھے۔ ہنوز دل مضبوط نہ ہوئے تھے اور ڈر اور شک میں پڑ جاتے تھے مگر پنڈت جی خوب دھیان دیجئے کہ یہی لوگ جب اُن کے شکوک اور خوف رفع ہو گئے اور اُنہوں نے زندگی کے کلام کو اچھی طرح دیکھا اور تاک رکھا اور ہاتھوں سے چھوا تب اُس کی بابت گواہی دینے لگے (یوحنا ۱:۱) اُن کے ڈر اور شک دُور ہو گئے اور وہ سچّائی کی دلیری کے ساتھ بشارت دینے لگے۔ اُن شاگردوں کی پہلی اور پچھلی حالتیں ثابت کرتی ہیں کہ وہ لوگ اُن واقعات کے معتبر اور محقق راوی تھے جو اُنہوں نے قلمبند کئے ہیں۔ ویدوں اور پُرانوں کے مصنّفوں کی سی حالت نہیں ہے کہ جب باپ دادوں کو صدیاں گذر گئیں تو اولاد نے اُن کی شان میں قصّے جوڑ ڈالے۔ جس قسم کے وسوسوں میں لوگ پڑ گئے تھے اُس کے مطابق اُن کے داناؤں نے کہانیاں بنا لیں۔ الّا شروع میں ایسی باتیں دین کے ثبوت میں نہیں تھیں جیسے انجیلی معجزوں کا حال ہے۔ لہٰذا مسیح کے شاگردوں کا پہلے شکی رہنا فائدہ مند تھا کیونکہ ایسے ہو کر وہ اُن باتوں کی زیادہ تحقیق کے ساتھ روایت کرنے کے قابل ہو گئے تھے اور یہہ سبب ہے کہ اُن کی تحریروں پر ہم یقین لاتے اور وید پُرانوں کی باتوں کو غیر معتبر جانتے ہیں +

(محقق) دیوؤں کا آنا یا نکالنا یہہ باتیں علم کے خلاف ہیں اور بلا دوائی یا پرہیز کے بیماریوں کا چھوٹنا قانون قدرت کے خلاف ہونے سے ناممکن ہے تو ایسی ایسی باتوں کا ماننا کیا جاہلوں کا کام نہیں ہے؟

(رہبر) یہہ اعتراض کرتے وقت چاہیئے تھا کہ ویدوں کے دیتوں کو جو دیوتوں اور آدمیوں سے غیر بیان کئے گئے ہیں ویدوں میں سے صاف کرتے اور بیماریوں کو دُور کرنے کے جو منتر اور ٹوٹکے اتھرون وید میں بھرے پڑے ہیں اُن کو پھونک دیتے

تب یہہ سوال آپ کے مُنہہ سے زیب دیتا۔ انکا ذکر ہم ۶۳ سوال کے جواب میں کر آئے ہیں اور ہم جو بیماریوں وغیرہ کے دوائی سے دُور ہوجانے کے قائل ہیں تو ہم اس بات کے بھی قایل ہیں کہ وہ خدا کی قدرت سے بھی دُور ہوسکتی ہیں اور ایسے موقعوں پر دوائی وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی اور بعضے ایسے معجزے ہوئے جہاں دوائی اور تدبیر سے کچھ بن نہیں پڑتا۔ پنڈت جی نے ستیارتھ پرکاش کے آخر میں اپنے منتویہ کی دفعہ ۴ کے نمبر ۲ میں دیو اور دیت یعنے راکھشش کی تعریف لکھی ہے کہ "عالموں کو دیو اور پاپیوں کو راکھشش مانتا ہوں" مگر آپ کے اس طرح ماننے سے تو ویدوں اور مہابھارت والے دیو اور دیت یا راکھشش عالم یا پاپی آدمی نہیں بن جاتے کیونکہ ویدوں اور اُن کے براہمنہ میں دیو وہ ہیں جن کو اگنی۔ سوما۔ اندر۔ ماروت۔ ورن۔ برہسپتی۔ وایو۔ ادیتا۔ وغیرہ لکھا ہے۔ پھر راکھششوں اور اسوروں کی بابت بار بار ذکر ہے کہ ان کی دیوتوں سے لڑائی رہتی تھی اور وہ آدمیوں سے جُدا وجود کہے گئے ہیں اور اُن کو دور رکھنے اور نکالنے کے جادو بھی لکھے ہیں۔ جیسے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور بہتیرے بیان اُسی قسم کے وید اور براہمنہ سے پیش کرسکتے ہیں کہ دیوا ور اُسر یعنے راکھشش پرجاپتی نے پیدا کئے تھے* مگر ویدوں میں ایسے احوالوں کی ہمیں پروا نہیں اِس امر میں حقیقت وہی ہے جو بائبل میں بیان ہوئی ہے (دیکھو سوال ۵۸) اور اس موقعہ پر مزید براں یہہ کہتا ہوں کہ

نوٹ * بعض انگریز عالموں کی دیکھا دیکھی پنڈت جی اور اُن کے چیلوں نے بھی قانون قدرت اور خلاف قانون قدرت کہنا شروع کر دیا۔ اگر ویدک رشیوں کو بھی ان انگریزوں کی سنگت کا موقع ہوتا تو وہ نیچر کی چیزوں مثل سُریا (سورج) وایو (ہوا) سوما (شراب) اسوت (صبح) اگنی (آگ) وغیرہ کو ذی شعور وجود مان مانکر اُنکے بھجن نہ گایا کرتے اور نہ اُن سے دُعائیں مانگتے کہ ہمیں گائیں اور گھوڑے اور دوسروں کا مال اور دولت اور بیٹے دو اور نہ راکھششوں کو دور کرنے کے منتر بناتے ۔

(۱) نیک اور بد روحوں کا خیال نہ صرف قدیم ایرانیوں اور آریہ ہندوؤں اور مصریوں اور بابل والوں میں پایا جاتا تھا بلکہ اس زمانہ میں وحشی اقوام میں بھی دریافت ہوا ہے۔ اِس عمومیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ مثل اُن خبروں کے ہے جو پہلے آدم وحوّا سے اُن کی اولاد میں جاری ہوئی تھیں اور پھر نوح کے خاندان سے دُنیا کی نئی آبادی میں پھیلی تھیں اور اُن کی نسلوں کی جدائی کے باعث اُن باتوں میں کچھ اختلاف پڑ گیا ہے۔

(۲) بیماریاں مثل مالی خولیا یا دیوانگی اور ڈلیبریئم بدروحوں کے مقبوضات سے جُدا بیماریاں ہیں اور انجیل سے ظاہر ہے کہ بدروحیں حقیقت میں آدمیوں پر چڑھتی تھیں اور خداوند اور اُس کے رسولوں نے اُن کو دھمکایا اور نکالا۔ اور بیماریوں سے ہمکلام نہیں ہوا لیکن بدروحوں سے مخاطب ہوا +

(۳) بدروحوں کا آدمیوں پر قابض ہونا ناممکن نہیں ہے مشکل صرف یہہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ پاک یا بدروح دوسری روح پر یا روحدار جسم پر کس طرح اثر کرتی ہے۔ صرف نتیجے نظر آتے ہیں +

(محقق) جیسا یسوع پھوٹ کرانے اور لڑانے کو آیا تھا وہی آجکل جھگڑالو لوگوں میں چل رہا ہے۔ یہہ کیسی بُری بات ہے . . . یسوع ہی کا کام ہوگا کہ گھر کے لوگوں کے دشمن گھر کے لوگوں کو بنانا۔ شریف آدمیوں کا یہہ کام نہیں ہے +

(رہبر) خداوند یسوع کے حق میں ایسی باتیں بنانا صرف پنڈت جی کے نئے آریپن کی شوخی ہے کیونکہ بجائے اِس کے کہ اِس بیان میں اُس غیب دان اور قادر کی قدرت کے ثنا خوان ہوتے آپ نے دشنام دہی پر کمر باندھی تھی۔ البتہ جو جو باتیں اس خبر میں فرمائی گئی ہیں اگر ہر زمانہ میں اور ہر مُلک میں پُوری نہ ہوتیں تب ایسی باتیں بنا سکتے تھے۔ مگر پنڈت جی خود ہی اپنی اِس تحریر سے اور اُن کے چیلے اپنی کرتُوتوں سے اُس

پیشینگوئی کو ثابت کر رہے ہیں اور جب ہندوؤں یا محمدیوں میں سے کوئی مسیح کا نام لینے لگتا ہی تو سب سے پہلے اُس کے گھر ہی کے لوگ اُس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ ہر زمانہ میں بت پرستوں کے ہاتھوں سے مسیحی لوگوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتے رہے ہیں اور ان سب باتوں سے خداوند کے قول کی تصدیق ہوتی ہی کہ میرے نام کے سبب سب تم سے دشمنی رکھینگے اور اِس لئے خوب سمجھ لو کہ میرے نام کے سبب زمین پر صلح نہیں رہیگی دشمنی ہوگی۔ مجھ کو اپنا نام جاری کرنا تلوار چلانا ہی۔

اِس کی وجہ خداوند نے صاف صاف بتلا دی ہی کہ جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہی میرے لائق نہیں ہی (آیت ۳۷) ایسا شخص اپنے ماباپ اور رشتہ داروں کی طرف رہے اگر اُن کو اپنا دشمن بنانا نہیں چاہتا۔ کوئی جبر نہیں۔ لوگ اپنا نفع نقصان سوچکر مسیح کی پیروی کریں۔ لیکن چونکہ سچائی اور بطالت میں ہمیشہ دشمنی ہی اِس لئے ان کے درمیان تلوار ضرور چلیگی۔ تلوار کی یہی تشریح خداوند نے کی تھی (آیت ۳۵ و ۳۶) اور یہہ بھی خیال رہے کہ خداوند کے مقابلہ میں یہہ تلوار دشمنوں کے ہاتھہ میں ہوگی اور اِس لئے یہہ بھی جتا دیا کہ اُن سے مت ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں پر روح کو قتل نہیں کر سکتے۔ بلکہ اُسی سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہی (آیت ۲۸) باوجود اِس دشمنی اور تلوار کے یہہ بھی فرمایا تھا کہ تم دنیا میں مصیبت اُٹھاؤ گے لیکن خاطر جمع رکھو کہ میں نے دنیا کو جیتا ہی (یوحنا ۱۶: ۳۳) اور تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو (متی ۲۸: ۱۹) سو اگرچہ عزیز دشمنوں کی تلواریں عیسائیوں کی گردنوں پر چمکتی رہیں تو بھی دُنیا ہارتی گئی اور اِسی لئے پنڈت دیانند جیسوں نے ہائے وائے مچائی ہی اور اپنی زبانی اشراف بنتے ہیں اور پھر جب خداوند کی یہہ مرضی ہوئی کہ اپنے قول کے مطابق اپنے بندوں کو جو اُسکا نام لیتے ہیں زمین کا وارث کرے (متی ۵: ۵)

اور دشمنوں کی تلوار کو کھنڈا کرے تو کیوں آنکھیں پھٹتی ہیں۔ انجیل تو کسی پر زبردستی نہیں کرتی دشمن خود ہی مقابلہ پر تلوار پکڑ لیتے ہیں اور جب مسیحی خود حفاظتی کے لئے ویسا ہی مقابلہ دکھاتے ہیں تو آپ چونک چونک پڑتے ہیں اور اس صورت میں جب اُن کو غلبہ ہوتا ہے تو اُن کو جھگڑالو کہنے لگتے ہو کیا یہہ انصاف ہے؟ اِس بات کو نگاہ رکھئے کہ مسیحی دین سچائی کی پہچان کو دُنیا میں قائم کر کے صلح اور سلامتی کا وہ زمانہ لا رہا ہے جس کی یسعیاہ ۲: ۴۔ زبور ۲۲: ۷ وغیرہ اور لوقا ۲: ۱۳ میں خبر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دُنیا نے اُس کی ایسی مخالفت کی جسکو خداوند نے پہلے ہی سے دیکھا اور اپنے بندوں کو خبردار کیا *

سوال (۲۷) تب یسوع نے اُنہیں کہا کہ تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں وے بولے سات اور کئی ایک چھوٹی مچھلی۔ تب اُس نے جماعتوں کو حکم دیا کہ زمین پر بیٹھ جاویں پھر اُن سات روٹیوں اور مچھلیوں کو لیکر شکر کیا اور توڑ کر اپنے شاگردوں کو دیا اور شاگردوں نے لوگوں کو اور سب کھا کے آسودہ ہوئے اور ٹکڑوں سے جو بچ رہے تھے اُنہوں نے سات ٹوکریاں بھر کر اُٹھائیں اور کھانے والے عورتوں اور لڑکوں کے سوا چار ہزار تھے۔

(متی ۱۵: ۳۴-۳۸) *

(محقق) دیکھئے کیا یہہ آجکل کے جھوٹے کراماتیوں اور شعبدے بازوں وغیرہ کی طرح فریب کی بات نہیں ہے؟ اِن روٹیوں میں اور روٹیاں کہاں سے آگئیں؟ *

(رہبر) اگر آجکل کے شعبدہ باز وغیرہ چار چار پانچ پانچ ہزار آدمیوں کو اسی طرح روٹیاں کھلا سکتے ہیں جس طرح مسیح نے اُس ویرانے میں کھلائی تھیں تو اُن شعبدہ بازوں کو فریبی کیونکر کہہ سکتے ہو؟ کس نے کسی شعبدہ باز کو ایسا کرتے دیکھا؟ آپ نے کوئی نظیر دی ہوتی جو آدمیوں کے سامنے گذری ہو اور چشم دید گواہوں نے بیان کی ہو۔ یونہی انٹ شنٹ کلام کرنا کسی محقق کا کام نہیں محض ضدی آدمی ایسا کہا کرتے ہیں۔ آپنے

تو وہ بات بنائی کہ کتا اگر کاٹنے نہ پائیگا تو بھی بھونکیگا ضرور +
اور پھر اُن روٹیوں میں اور روٹیاں اُس قدرت کے کارخانے سے آئی تھیں جہاں سے ایک دانہ میں تیس۔ ساٹھ۔ سو دانے آیا کرتے ہیں۔ جس طرح قادر خدا نے ایک دانے میں جو زمین میں پڑے بہت جوہر ڈالا ہی اُسی طرح خداوند نے اُن سات روٹیوں کو رسولوں کے ہاتھ میں ہزاروں سات کر دیئے +
اور پھر دیکھیئے کہ وہ شاگرد جو اس واقعہ کے چشم دید گواہ تھے اُنہوں نے بھی اُس وقت ایسا ہی سوال کیا تھا کہ "بیابان میں ہم اتنی روٹیاں کہاں پائیں کہ ایسی بڑی بھیڑ کو سیر کریں" (آیت ۳۳) اور تاکہ کسی قسم کا لوگوں کو دھوکا نہ لگے خداوند نے لوگوں سے بھی دریافت کیا کہ "تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں۔ وے بولے سات"۔ ان باتوں سے سب کو معلوم ہو گیا تھا کہ مسیح اور اُس کے شاگردوں نے ہزارہا روٹیاں بچا کر کہیں چھپائی ہوئی نہیں تھیں اور نہ اُس بڑی بھیڑ کے پاس تھیں اور اُس سارے مجمع کثیر میں فقط سات روٹیاں تھیں اور لوگ بھوکے تھے۔ پھر لکھا ہی کہ "سب کھا کے سیر ہوئے اور ٹکڑے بہت بچ بھی رہے مگر شعبدہ بازوں کے کاموں کے ایسے نتیجے نہیں ہوتے ہیں۔ لہذا پنڈت جی کا خیال بالکل بے حیثیت سا معلوم ہوتا ہی حالانکہ مسیح کے معجزہ نے خداوند کے رحم اور قدرت کو لوگوں پر ثابت کیا تھا +
(محقق) اگر یسوع میں ایسی کرامتیں ہوتیں تو وہ خود بھوکھا ہو کر انجیر کے پھل کھانے کو کیوں بھٹکتا پھرتا۔ اپنے واسطے مٹی پانی اور پتھر وغیرہ سے حلوا اور روٹیاں کیوں نہ بنا لیں ؟
(رہبر) آپ اُلٹا سمجھے۔ یوں اقرار کرنا چاہیئے تھا کہ وہ جس نے ہزاروں کو اپنی قدرت سے روٹی کھلا کے سیر کیا اپنے تئیں بھی اسی طرح بھوکھ وغیرہ سے محفوظ رکھ سکتا تھا۔ کیونکہ پنڈت

جی آپ کی مرضی کے موافق عمل نہ کرنے سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ خداوند صاحب کرامت نہ
تھا جیسے شیطان کی آزمایشی درخواست نہ ماننے سے یہ ثابت نہوا تھا کہ وہ خدا کا بیٹا نہیں
ہے۔ خداوند کے معجزے ہمیشہ دوسروں کے فائدے کے لئے کئے جاتے تھے نہ کہ اپنے
فائدے کے لئے اور دوسروں کو قائل کرنے کے لئے ہوتے تھے نہ کہ اپنے آپ کو کیونکہ
وہ اپنی قدرت کو خود جانتا تھا کہ کیا کر سکتا ہوں +

اور ایک دفعہ راہ چلتے ہوئے بھوکھ کی حالت میں انجیر کے پھل کھانے کی غرض
سے اُس کی طرف جانا بھی اِسی سبب سے تھا۔ آپ نے اپنی بھوکھ مٹانے کے لئے
معجزہ نہ کیا اور جب اُس درخت میں کوئی پھل نہ پایا تو اُس میں پھل لگانے کی بجائے اُسے
سُکھا دیا تھا۔ سو پنڈت جی کو ربانی قدرت تو پھر بھی دکھا دی اور اُس واقعہ سے
یہودی قوم اور یروشلم کی تباہی کی بابت شاگردوں کو ایک واقعی پیشگوئی دکھلادی
اور اصل غرض بھی اُس درخت کی طرف جانے کی یہی معلوم ہوتی ہے +

سوال (۳۷) اور تب ہر ایک کو اُس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا۔
(متی ۱۶: ۲۷) +

(محقق) اگر اعمال کے موافق بدلا دیا جائیگا تو عیسائیوں کا گناہ کے معاف ہونے
کی تعلیم دینا بے سود ہے اور اگر وہ بات سچی ہے تو یہہ جھوٹی ہے +

(رہبر) وہ جن کے گناہ معاف ہو گئے ہونگے اور جن کے نہیں ہوئے دونوں
قسم کے لوگ اپنی اپنی جگہ اعمال بھی رکھتے ہیں اور ویسا ہی بدلا پائینگے وہ جن کو یہہ حکم ہے
کہ "جو شخص شریعت پر عمل کر کے راستبازی حاصل کرتا ہے وہ اُسی کی وجہ سے جئیگا"
(روم ۱۰: ۵ بمقابلہ متی ۱۹: ۱۷) لیکن "جو کوئی اُن سب باتوں کے کام کرنے پر قائم نہیں
رہتا جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ہے (گلتیوں ۳: ۱۰) یہہ بدلا تو اُن کا ہوگا جو

اہل اعمال کہلاتے ہیں۔ اور بخشش یافتہ یعنے اہل ایمان کے اعمال اور انکا بدلا یہہ ہوگا کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہی۔ (یوحنا ۶: ۴۷) اُس کے لیئے سزا کا حکم نہیں (یوحنا ۳: ۱۸) اور اہل ایمان کے اعمال بھی نیک اجر والے ہونگے۔ کیونکہ ہم اُسی کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں اُن نیک کاموں کیواسطے مخلوق ہوئے جن کو خدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لیئے تیار کیا تھا (افسیوں ۲: ۱۰) لہذا یہہ بالکل ٹھیک ہی کہ ہر ایک کو اِس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا اور یہہ جتا دیا گیا ہی کہ کن کے کام نیک اجر کے لائق ہونگے اور کن کے سزا کے قابل ہونگے اور عفو والی جانب میں ہی خیر ہی۔ اِس لیئے ہم اُس کی تعلیم دیتے ہیں +

سوال (۴۷) ای بے اعتقاد اور ٹیڑھی قوم .... میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اِس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہ ہوتی (متی ۱۷: ۱۷-۲۰) +

(تحقیق) جب یسوع کے شاگرد رائی بھر ایمان نہیں رکھتے تھے اور اُنہوں نے یہہ کتاب انجیل لکھی ہی (اور یہہ سچائی سے ظاہر کیا کہ وے کیسی بے ایمانی کی حالت سے ایمان میں آئے تھے۔ (رہبر) پھر یہہ کتاب کیونکر مستند ہوسکتی ہی؟ کیونکہ جو بے اعتقاد ناپاک اور ادھرمی آدمیوں کی تحریر ہوتی ہی اُسپر اعتقاد کرنا بہبودی کی خواہش کرنے والے آدمیوں کا کام نہیں ہی +

(رہبر) انجیل لکھنے والوں کا اپنی کمزوریوں - بزدلی اور بے ایمانی کا اقرار کرنا اور اُن پر رنگ چڑھا کر اُن عیبوں کو نہ چھپانا اور اُن کو خوبیاں کرکے نہ جتانا جیسا اور مذاہب کے بانیوں نے کیا ہی اس بات کی دلیل ہی کہ انجیل کے لکھنے والے صاف دل اور راستگو آدمی تھے اور انکا بے ایمان ہونا اور شک لانا خاصکر خداوند یسوع جیسے شخص کی قدرت پہ دلیل اس

بات کی ہو کہ وہ زود اعتقاد نہ تھے بلکہ تحقیقی تربیت کے میدان میں تھے اور مسیح کی بابت جو کچھ انہوں نے لکھا ہو پورا ایمان لانے کے بعد لکھا ہو نہ کہ بے ایمانی کی حالت میں اور اس لئے اُن کی تحریر سب سے زیادہ مستند ہو اور اس لئے وے لکھتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے دیکھا اور سنا ہو تمہیں بھی خبر دیتے ہیں تاکہ تم بھی ہمارے شریک ہو (۱ یوحنا ۱: ۳- اور ۲ پطرس ۱: ۱۶) اور بھی دیکھو یوحنا ۲۰: ۳۰ و ۳۱- اب ہم اس خاص معاملہ پر غور کریں (۱) اُس موقعہ پر شاگردوں کو کیا ہو گیا کہ معجزہ نہ کر سکے؟

جواب- ایمان نہیں رہا تھا- حالانکہ مسیح نے اُن کو منادی کی تائید میں معجزے کرنے کی قدرت بخشی تھی اور وے کامیاب بھی ہو چکے تھے (مرقس ۶: ۱۲ و ۱۳) +

(۲) کس پر ایمان نہیں رہا تھا؟

جواب- خداوند مسیح کی قدرت اور حضوری پر- اُس وقت وہ تین شاگردوں کو لیکر پہاڑ پر تھا اور اُس کی غیر حاضری میں اُس بد روح کی زبردست حالت دیکھ کر اُن کا ایمانی حوصلہ زائل ہوا اور اس لئے کامیاب نہیں ہو سکتے تھے اور اُن کی اس بے ایمانی پر خداوند نے ملامت کی- اور ایمان میں قائم رہنے کی تاکید کی اور اُس ایمان کی استواری کی مثال دی تھی +

(محقق) اگر کوئی کہے کہ یہاں تکبر وغیرہ برائیوں کا نام پہاڑ ہو تو بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو مُردے اندھے کوڑھے دیوچڑھوں کو بھلا چنگا کرنے سے سُست جاہل زانی اور گمراہ لوگوں کو خبردار کر کے تندرست کرنا مراد ہو گی +

(رہبر) ایسی کوئی مراد تصور کرنیکی حاجت نہیں ہو- مُردوں اندھوں کوڑھیوں اور دیوچڑھوں کو چنگا کرنا معجزانہ حقیقتیں بیان کی گئی ہیں اور اُن کو جاہلوں اور زانیوں وغیرہ کو تندرست کرنے کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا گیا- آپ عیسائیوں کی طرف سے ایسی عذر خواہیاں

نہ گھڑیئے اور پہاڑ کو پہاڑ ہی رہنے دیجئے۔ کیونکہ اُس ایمان میں جو خداوند اپنی قدرت پر اُن سے طلب کرتا تھا فی الحقیقت یہہ زور تھا کہ پہاڑ کو سرکا سکتے اگر ایسا کرنے کی ضرورت اور فائدہ کبھی نظر آتا جیسا موسیٰ نے سمندر کے پانی کو اپنی جگہ سے سرکا دیا تھا +

(محقق) اگر یسوع کا یہہ قول درست ہی تو ثابت ہوتا ہی کسی عیسائی میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہیں ہی۔ اگر کوئی کہے کہ ہم میں پورا یا تھوڑا ایمان ہی تو اُس کو کہنا چاہیئے کہ اب اِس پہاڑ کو راستہ میں سے ہٹا دیویں +

(رہبر) نہیں پنڈت جی یہہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ ایسا ایمان اُن سے مطلوب تھا جن سے ویسے کام کروانے مطلوب تھے۔ بے ایمانی اُن شاگردوں نے دکھلائی تھی اور معجزہ نہیں کر سکے تھے اور تب اُن کو کہا گیا کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وغیرہ۔ رسولوں اور اُن کے زمانہ کے بعض لوگوں کو یہہ بخشا گیا تھا کہ معجزانہ قدرت سے دین عیسوی کو ثابت کریں اور اور عام ایمانداروں کو یہہ بخشا جاتا ہی کہ حیات رساں ایمان سے مسیح کی نجات دینے والی قدرت کو ثابت کریں۔ دیکھو یوحنا ۳ : ۱۶۔ اور اگر آپ ۱۔ قرنتیوں ۱۲ : ۲۹ و ۳۰ اور ۱۳ : ۱ و ۲ کا مطالعہ کرتے تو یہہ فرق محسوس کرتے اور ایسے من گھڑت سوال نہ کرتے +

سوال (۷۵) میں تمہیں سچ کہتا ہوں اگر تم توبہ نہ کرو اور چھوٹے لڑکوں کی مانند نہ ہو تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے (متی ۱۸ : ۳) +

(محقق) جب اپنی ہی مرضی سے توبہ کرنا بہشت کا باعث اور توبہ نہ کرنا دوزخ کا باعث ہی تو کوئی کسی کا گناہ و ثواب کس طرح لے سکتا ہی؟

(رہبر) انجیل مقدس کی تعلیم یہہ ہی کہ جو کوئی خداوند یسوع پر ایمان لاتا ہی وہ خدا کے فرزندوں میں قرار دیا جاتا ہی (یوحنا ۱ : ۱۲) اِس نئے رشتہ میں داخل ہونے کے لئے ضرور

ہی کہ اِنسان اپنے گناہ کے طریقوں کو اور پُرانی انسانیت کی باتوں کو ترک کرے اور اُس نئے رشتہ کی مناسب چال اختیار کرے اور جو مسیح پر ایمان نہیں لانا چاہتے اُن کو ایسی توبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہی اور نہ اُنکی توبہ توبہ ہی اور نہ فائدہ مند ہی کیونکہ وہ توبہ اُن کے گناہوں کا جو کر چکے ہیں فدیہ نہیں ہی اور نہ گنہگار سچی توبہ کر سکتے ہیں کیونکہ اُن کے دل کو پاک رکھنے کی کوئی صورت یا قوت اُن کے پاس نہیں ہی۔ یہہ اُس توبہ کا حال ہی جو اپنی مرضی سے کیجائے خواہ نہ کیجائے مگر انجیلی توبہ وہ توبہ ہی جو تائب کو مسیح میں لاتی ہی اور ایمان والی راستبازی اور روح القدس کی پاکیزگی میں اُس کو قائم رکھتی ہی اور دن بدن اُس کو خدا کی بادشاہت کے لائق بناتی ہی +

(محقق) اور چھوٹے لڑکے کی مانند ہو جانے کی تعلیم دینے سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ کہ یسوع کی باتیں علم اور قانون قدرت کے خلاف تھیں اور وہ یہہ چاہتا تھا کہ لوگ میری باتوں کو بچوں کی مانند بغیر دلیل کے مان لیں اور سوچیں بالکل نہیں۔ مزید براں اگر یسوع آپ خود علم سے خارج اور بچّوں کی سی عقل والا نہ ہوتا تو اوروں کو لڑکوں کی مانند بننے کی تعلیم کیوں دیتا ؟

(رہبر) کیوں پنڈت جی کسی کی بات یا تعلیم کو دیدہ دانستہ بگاڑ کے بیان کرنا کن لوگوں کا کام ہی ؟ افسوس ہی کہ آپ نے یہہ بدعاوت پکّے طور سے ڈال لی ہی کیونکہ خداوند یسوع مسیح یہہ بات ہرگز نہیں چاہتا تھا اور نہ اُس کی کلام سے اس بات کا گمان ہو سکتا ہی کہ لوگ میری باتوں کو بچّوں کی مانند بلا دلیل مان لیویں۔ اگر یہہ بات ہوتی تو وہ کیوں مدلّل کلام کرتا اور ظاہر اثبوت دیا کرتا اگر ویدک شاعروں کی طرح من بھانے بھجن گاتے ہوتے تو آپ کی بات کچھ ٹھیک ہوتی کہ لوگ لڑکوں کی طرح اُن کو یاد کر لیا کرتے مگر یہاں تو معاملات کچھ اور ہی تھے خداوند کا منشا صاف صاف لفظوں میں یہی نظر آرہا ہی کہ وہ باطن

ہیں دل کی پاکیزگی اور ظاہر میں راستی کی چلن کو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی شرط قرار دیتا ہے۔ (دیکھو پہاڑی وعظ) اور ایک اور موقعہ پر اس بات کو سر نو پیدا ہونا بیان کیا یعنے پاکیزگی میں نیا جنم لینا اور اس موقعہ پر دنیوی حرص اور خود پسندی اور لالچ اور جھگڑے کے برخلاف جو شاگردوں میں بھی ظاہر ہوا تھا ایک بچہ کو اس روحانی سبھاؤ کا واقعی نمونہ پیش کرتا جس کو ہر پیر و جوان ملاحظہ کر سکتا ہے اور خداوند لوگوں کو تاکید کرتا ہے کہ اپنی ایسی بری عادتوں سے پھرو اور چھوٹے بچوں کی مانند ہو جن میں غرور اور کینہ نہیں ہوتا بلکہ حلیم اور اپنی خواہشوں میں فروتن اور نرم مزاج ہوتے ہیں۔ ذات پات والا گھمنڈ نہیں رکھتے اور اس میں اس بات کی بو تک نہیں ہے کہ خداوند لوگوں کو کہتا تھا کہ بلاحیل میری باتیں مان لو۔ بلکہ برعکس اس کے لوگوں کو ایک بڑی بھاری اور ضروری روحانی ورزش کی تاکید کرتا ہے جو دنیا کے بڑے بڑے بہادروں اور عالموں سے نہ ہو سکی۔ پنڈت جی یہاں کوئی گوکل یا ہوم والی کھیل نہیں تھی جو خداوند لوگوں کو کہتا تھا کہ لڑکوں کی طرح سیکھ لو اور سلگا یا کرو اور رہندو اور رئیے آریہ جب ایسا کرتے ہیں تو بچوں سے بھی زیادہ بیعقل نظر آتے ہیں اور علاوہ ازیں آپ لوگ خود دیکھ سکتے ہو کہ آباؤ بیدوں کے یا انجیل کے پیرو بے عقل بچوں کی سی کھیلیں کھیل رہے ہیں +

سوال (۶۷) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے بلکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔ (متی ۱۹: ۲۳ و ۲۴) +

(محقق) اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ غریب تھا اور دولتمند اس کی عزت نہ کرتے ہونگے اس لئے ایسا لکھدیا ہوگا۔ لیکن یہہ بات سچ نہیں کیونکہ دولتمندوں اور مفلسوں میں نیک و بد لوگ ہوتے ہیں جو کوئی اچھا کام کرے وہ اچھا اور جو کوئی برا کرے وہ برا ثمرہ پاتا ہے +

(رہبر) یہہ سچ ہی کہ خداوند نے دنیوی مال ومتاع جمع نہ کیا تھا اور تجارت وغیرہ نہ کرتا تھا کیونکہ وہ اس دنیا میں ایسے کاموں کے لئے نہیں آیا تھا اور یہہ بھی سچ ہی کہ اُس کو اس بات کی پروا نہ تھی کہ دولتمند یا غریب اُس کی عزت کریں یا نہ کریں لیکن وہ سچائی کے وہ اصول بتلاتا تھا جو دونوں قسم کے لوگوں کے لئے ضروری اور مفید تھے اور جب دولتمند اپنی دولت کے بھروسے پر اُن کی تحقیر کریں تو اُن کے لئے وہ فتوی ہی جو متن سے پیش کیا گیا ہی اور محض پیسے کی غریبی وہ غریبی نہیں ہی جس کی خداوند رعایت کرتا ہی بلکہ دل کی غریبی ہی جو وہ امیر اور غریب دونوں سے طلب کرتا ہی جیسا ہم پہلے بھی ذکر کر آئے ہیں "

علاوہ اس کے یہہ معلوم کرو کہ وہ امیر جس کی نظیر اُس مقام میں دی گئی ہی اپنے آپکو نیکی کرنے والا بھی تصور کرتا تھا (آیت ۲۰) مگر خداوند نے اُس میں کسر بتلائی اور ایک نیکی کرنے کی ہدایت کی جو زیادہ تر دولتمند کے کرنے کے لائق ہی مگر اُس دولتمند کو ایسا کرنا نا منظور ہوا بلکہ اُداس ہو گیا۔ اُس کا دل دولت میں لگا ہوا تھا۔ اُسکا بھروسہ اپنی دولت پر تھا ایسے دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں دولتمند سے یہاں مسیح کی مراد وہ امیر آدمی نہیں ہی جو اوروں کی بہ نسبت ہزاروں اور لاکھوں روپیہ زیادہ رکھتا ہی لیکن وہ ہی جو سب کچھ کہ بٹور سکتا ہی لے لیتا ہی اور سب کچھ جو بچا سکتا ہی بچاتا ہی۔ اور سب کچھ جو رکھتا ہی دبا کے رکھتا ہی اور کسی کار خیر میں کچھ خرچ نہیں کرتا۔ ایسے لالچی امیر خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہو سکتے ہیں وہ نیکی ہے جو دولتمندوں سے مطلوب ہی جو پیسے کا نادار نہیں کر سکتا اور جو امیر اپنے اس فرض کو ادا نہیں کرتے اُن کا یہہ لالچ ہی کافی ہی کہ اُن کو خدا کی بادشاہت سے روکے۔ پنڈت جی نے بے فائدہ اس بات میں گڑبڑی مچائی۔ دیکھو زکی بھی ایک امیر آدمی تھا جس کا ذکر لوقا ۱۹: ۱- ۹ میں آیا ہی اُس کی بابت خداوند نے کہا کہ آج اس گھر میں نجات آئی۔ اِس لئے کہ اُس نے تائب ہو کر اپنی

دولت کا واجبی استعمال کرنا چاہا۔ لہذا پنڈت جی نے جو مابعد میں لکھا ہے کہ "یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ جسقدر عیسائی دولتمند ہیں وہ سب دوزخ ہی میں جائینگے اور مفلس سب بہشت میں جائینگے" بالکل غلط کلام ہے کیونکہ زر کی دوستی ساری برائیوں کی جڑ ہے (۱ تمطاؤس ۶: ۹ و ۱۰ و ۱۷) اور ہم اور موقعوں پر دکھلا چکے ہیں کہ ویدک آریوں میں یہہ خاص عادت تھی +

(محقق) اس سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عیسوی خدا کی بادشاہت کسی مقام پر مانتا تھا ہر جگہ نہیں جو ایک مقام میں محدود ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کی بادشاہت سب جگہ ہے +

(رہبر) خداوند یسوع تو خدا کی حکومت کو دوزخ پر بھی بتلاتا ہے اور یہہ خدا کی حکومت کے باعث ہے کہ شیاطین اور دیگر بدروحیں وہاں قید اور سزا میں ہیں اور خداوند یہہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس کے علاوہ خدا کی اپنی بادشاہت بھی ہے اور وہ اس زمین پر اور آسمان پر ہے جس میں اس کے مقدس لوگ اور مقدس روحیں داخل ہوتی ہیں اور خدا تو محدود نہیں لیکن مخلوق کسی محدود جگہ کے بغیر نہیں رہ سکتے اور لامحدود خدا ان جگہوں میں بادشاہی کر سکتا ہے اور خود محدود نہیں ہو جاتا (اعمال ۱۷: ۲۴-۲۸) +

سوال (۷۷)۔ یسوع نے انہیں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم جو میرے پیچھے ہوئے ہو جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھو گے اور اسرائیل کی بارہ گروہوں کی عدالت کروگے اور جس نے گھر یا بھائی یا بہن یا ماں باپ یا جورو یا بال بچوں یا زمین کو میرے نام پر چھوڑا سوگنا پاویگا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا (متی ۱۹: ۲۸ و ۲۹) +

(محقق) دیکھئے یسوع کی اندرونی لیلا۔ اس نے یہہ خیال کرکے کہ لوگ بعد موت بھی میرے پھندے سے نکل نہ جائیں یہہ باتیں گھڑ لیں +

(رہبر) کیوں پنڈت جی کیا سچ مچ اُس نے اسی خیال سے باتیں گھڑی تھیں؟ آپ کی بات سے تو یہہ ظاہر ہی کہ موت کے بعد بھی یسوع کا لوگوں پر اختیار چل سکیگا۔ سچ ہے اگر مسیح کو موت کے پرے لوگوں پر اختیار نہ ہوتا تو وہ ایمانداروں کو ایسی امید اور تسلّی کی باتیں اور بے ایمانوں کو عذاب کی خبریں نہ سُناتا۔ کیونکہ موت کے بعد لوگوں کو مسیح کا کیا ڈر ہوتا +

(محقق) جس شخص نے کہ تیس روپیہ کے لالچ سے اپنے ہادی کو پکڑوا کر مروایا ویسے گنہگار بھی اس کے پاس تخت پر بیٹھینگے +

(رہبر) نہیں صاحب۔ اس پر تو خداوند نے یہہ فتویٰ سُنا دیا تھا کہ "کیا میں نے تم بارہوں کو نہیں چُنا اور ایک تم سے شیطان ہی" (یوحنا ۶: ۷۰) اور اُس کو "ہلاکت کا فرزند" قرار دیا تھا (یوحنا ۱۷: ۱۲) اور وہ تو اُنہیں دنوں میں اپنی جگہ چلا گیا تھا جیسا پطرس رسول نے خبر دے دی تھی (اعمال ۱: ۱۸ و ۲۵) اور یقین ہی کہ پنڈت جی کی بھی اس سے ملاقات ہوگئی ہوگی +

(محقق) اور اسرائیل کے خاندان کا طرفداری کی وجہ سے انصاف ہی نہ کیا جائیگا +

(رہبر) جو حوالہ پنڈت جی نے پیش کیا ہی اُس میں تو رعایت کا ذکر نہیں ہی بلکہ صاف لکھا ہی کہ اسرائیل کی بارہ گروہوں کی عدالت کی جائیگی پنڈت جی اچھی طرح دھیان نہ کیا ہوگا اس لئے دھوکہ لگ گیا +

(محقق) اسی وجہ سے تو عیسائی عیسائیوں کی بہت طرفداری کرتے ہیں۔ اگر کوئی گورا کسی کالے کو مار ڈالے تو بھی طرفداری کرکے عموماً مجرم کو بے قصور ٹھہرا بری کر دیا جاتا ہی

(رہبر) یہہ بات کسی نو آموز آریہ وکیل نے آپ کو کہی ہوگی۔ ایسے الزام کے ہم جوابدہ نہیں ہیں۔ گورنمنٹ ہند جواب دیوے اگر چاہے +

انجیل میں تو بنی آدم کی عدالت کی بابت یہہ اظہار کیا گیا ہی کہ "سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں" "سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (روم ۳: ۹ و ۲۳) +

وہ (خدا) ہر ایک کے کام کے موافق بغیر طرفداری کے انصاف کرتا ہے (۱-پطرس ۱: ۱۷)
"خدا کے گھر سے عدالت شروع ہوگی" وغیرہ (۱پطرس ۴: ۱۷) +
اگر تم طرفداری کرتے ہو تو گناہ کرتے ہو" (یعقوب ۲: ۹) +

پنڈت جی نے اپنی اس غلط تحقیق کے ساتھ ایک اور خیال بھی پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ (محقق) یہاں پر ایک اور اعتراض پیدا ہوتا ہے وہ یہہ کہ ایک شخص دنیا کی پیدایش کے آغاز میں مرا اور دوسرا قیامت کی رات کو (پنڈت جی کو خیال نہ رہا کہ قیامت والی رات کو مرنا محال ہوگا- (رہبر) پہلا شخص تو قیامت تک انتظار میں رہیگا اور دوسرے کا انصاف اُسی وقت ہو جائیگا- دیکھئے یہہ کتنی بڑی بے انصافی ہے +

(رہبر) اگر آپ لوقا ۱۶: ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ کو اور ۲ پطرس ۲: ۵ و ۶ کو نگاہ رکھتے تو اُس انتظاری کا گمان نہ کرتے اور اگر لوگ کم و بیش انتظاری میں رکھے جائیں تو اس میں بے انصافی کیا ہے- گناہ تو وہ کر چکے ہیں- اور اُن کو پوری پوری سزا دینا خدا کی مرضی پر منحصر ہے جب چاہے دیوے +

(محقق) جو دوزخ میں پڑیگا وہ لاانتہا زمانہ تک دوزخ کا عذاب بھوگیگا اور جو بہشت میں جائیگا وہ ہمیشہ راحت بھوگیگا- یہہ بھی کس قدر بے انصافی ہے؟ کیونکہ محدود اعمال کا ثمرہ محدود ہونا چاہئے +

(رہبر) اگر انسان کی ہستی اور نیکی کو بقا ہے تو ضرور ہے کہ اُس کی راحت کو بھی دوام ہو اور یہی انجیل کی تعلیم ہے ہمیشہ کی زندگی اور ہمیشہ کی خوشی دوش بدوش ہیں +

پھر گناہ یا روحانی موت (روم ۶: ۸) کا لازمی اور قدرتی نتیجہ ہمیشہ کا عذاب ہے انسان اور اُس کے فعل کا محدود ہونا گناہ کے جرم ہونے کا پیمانہ نہیں ہے لیکن اُس فعل کی خاصیت سزا کا اندازہ کرنے والی ہے بات یہہ نہیں ہے کہ کتنے عرصہ میں کتنے گناہ ہوئے اور یا ایک گھنٹے

یا ایک دن یا ایک پل میں فعل سرزد ہوا بلکہ اصل بات یہہ ہی کہ گناہ ہوا اور جب تک گناہ ہی اور روکا نہ جائے تب تک عذاب رہیگا۔ اور ابد تک رہیگا موت بذات خود دوام کو چاہتی ہی اور اِس دوام کو روکنے کے لئے نجات کا بندوبست ہی ورنہ گنہگار لازماً موت میں ہمیشہ گرفتار رہیگا۔ گنہگار کے لئے سوائے دائمی عذاب کے اور کوئی جائے ہستی نہیں ہی اور انصاف یہی ہی کہ وہ اپنی اس حالت میں رہے اور راستباز ہمیشہ کی خوشی میں۔ اگر گناہ زبون نہ ہوتا تو اُس کے لئے سزا کو لازمی ٹھہرانے کی ضرورت نہ تھی خواہ تھوڑی ہو خواہ بہت اور محدودی کے لحاظ سے توبے سزا چھوڑ دینا انصاف ہوتا ہی۔ مگر خدا کا انصاف ایسا نہیں ہی گنہگاروں کو گدھے یا سور وغیرہ بنانا تو ویسی ہی بات ہی جیسے کمہار وغیرہ مٹی کے بیل اور ہاتھی گھوڑے بنایا کرتے ہیں جنکو علم نہیں ہوتا کہ ہم کون ہیں اور نہ سزا کو محسوس کرتے ہیں۔

(محقق) دو روحوں کے بالکل مساوی گناہ یا ثواب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے رنج و راحت کی کمی بیشی کی وجہ سے کم و بیش درجوں کے بہت سے بہشت اور دوزخ ہوں تب ہی تو روحیں سُکھ دُکھ بھوگ سکتی ہیں۔ سو اس بات کا ذکر کہیں بھی عیسائیوں کی کتاب میں نہیں ہی۔

(رہبر) اگر عیسائیوں کی کتاب کو حق مطالعہ کے ساتھ پڑھا ہوتا تو آپ کی کدورت بالکل دور ہو جاتی دیکھئے لوقا ۱۲: ۴۷ و ۴۸ وہ نوکر جس نے اپنے مالک کی مرضی جانکر نہ تیاری کی نہ اُس کی مرضی کے موافق عمل کیا بہت مار کھائیگا۔ مگر جس نے انجان ہوکر مار کھانے کے کام کئے وہ تھوڑی مار کھائیگا اور جسے بہت دیا گیا اُس سے بہت طلب کیا جائیگا اور جسے بہت سونپا گیا اُس سے زیادہ مانگا جائیگا" پھر دیکھئے متی ۲۵: ۱۴-۳۰ میں توڑوں کی تمثیل اور لوقا ۱۹: ۱۲-۲۷ میں اشرفیوں کی تمثیل۔ توڑوں والی تمثیل میں انعام مختلف

ہیں لیکن پہلے دو نوکروں کی دیانتداری یکساں ہی اور اشرفیوں والی تمثیل ہیں انعام یکساں ہیں مگر دیانتداری مختلف ہی۔ توڑوں والی تمثیل کا یہہ حاصل ہی کہ جتنا کسی کو دیا گیا ہی اُس کے مطابق اُس سے طلب کیا جائیگا اور اشرفیوں والی تمثیل سے یہہ حاصل ہی کہ جسقدر لیاقتوں ہیں فرق ہی اُسی قدر اُن کے روحانی حاصلات ہیں فرق ہوگا +

سزا کی بابت مکرر دیکھئے (رومیوں ۲: ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶) +

اور جلالی اجر کی بابت دیکھو اقرنتیوں ۱۵: ۳۵ وغیرہ اور متی ۱۰: ۴۰-۴۲ +

بہت سے بہشت اور دوزخ ہونے کی ضرورت نہیں ہی ایک ہی بہشت اور دوزخ ہیں آرام اور عذاب کے درجے ہو سکتے ہیں اور ہر ایک ایماندار اور ہر ایک گنہگار اپنی اپنی حالت ہیں کامل آرام یا کامل عذاب بھوگیگا اور کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہوگی عیسائیوں کی کتاب ہیں یہہ بات خوب واضح کی گئی ہی +

(محقق) کسی شخص کے ماں باپ سو سو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہہ بڑے اندھیر کی بات ہی۔ ایک شخص کی ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ ہوتا ہی +

(رہبر) جو جو رشتے خداوند نے ذکر کئے ہیں وہ سب زمینی اور نسلی رشتہ داریاں ہیں جن کو عزیز اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور مددگار سمجھا جاتا ہی اور واقعہ ہیں بھی ایسا ہی ہی۔ لیکن اگر مسیح کے پیرو بننے کے سبب سب چھوٹ جائیں تو ان کے بجائے رُوحانی اور ایمان والے رشتہ دار ہونگے +

دیکھو مسیح کا قول اپنی بابت (متی ۱۲: ۴۸-۵۰) اور یہہ روحانی رشتہ داری نسلی رشتہ داری سے زیادہ خوشنودی کا باعث ہوگی۔ ماں باپ کے بجائے نہ صرف خدا باپ حافظ ہوگا۔ بھائی بہنوں کے بجائے نہ صرف خداوند یسوع ہمدرد اور مددگار ہوگا (بہشت ہیں سے جوروؤں والا خیال تو خارج کر دیا تھا متی ۲۲: ۳۰) اور اس دنیا ہیں بہت جوروؤں والی عادت منع کر دی تھی

(متی ۱۹: ۲۸-۲۹) بلکہ اس زمانہ میں سوگنا ملیگا۔ یعنے ایماندار ایک دوسرے کے عضو ہوکر ایک دوسرے کے ہمدرد اور مددگار ہونگے اور تمام دنیا میں مسیحی قوموں کی پہلی حالت اور اُن کی مسیحی حالت اس موعودہ برکت کو اس زمین پر بھی ثابت کر رہی ہی اور خداوند کے قول کو لفظی معنوں میں نہیں لینا چاہئے لیکن اُس کے منشا مجموعی پر یقین کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ رسول جنکے روبرو یہہ کلام فرمایا گیا تھا اُنہوں نے سب کچھ چھوڑ کر مسیح کی پیروی کی تھی مگر اُن کو سو سو ماں باپ یا سو جوروان نہیں دلوائی گئی تھیں لہذا پنڈت جی سمجھ میں اندھیر پڑ گیا تھا ورنہ یہہ معاملہ تو بجائے خود صاف ہی +

سوال (۸۷) اور جب صبح کو شہر میں جانے لگا اُسے بھوک لگی۔ تب انجیر کا درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اُس پاس گیا اور جب پتّوں کے سوا اُس میں کچھ نہ پایا تو کہا اب تجھ میں کبھو پھل نہ لگے وہیں انجیر کا درخت سوکھ گیا (متی ۲۱: ۱۸ و ۱۹) +

(محقق) تمام پادری اور عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ بڑا حلیم الطبع۔ بردبار اور غصّہ وغیرہ عیبوں سے مبّرا تھا۔ مگر اس بات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہی کہ عیسیٰ غصّہ ور تھا +

(رہبر) خداوند کی حلیمی اور رحم دلی کا اندازہ اُن نیکیوں سے کرنا چاہئے جو اُس نے آدمزاد کے ساتھ کی تھیں۔ بیجان درخت کے ساتھ نیکی یا بدی کرنا بے معنی کلام ہی اور یاد رہے کہ انجیر کا درخت اُن درختوں میں سے ہی جن کی ہندو لوگ پوجا کرتے ہیں کیونکہ اُن کو متبرک جانتے ہیں۔ لہذا ہندو لوگ اس واقعہ سے سبق سیکھیں اور بُرا نہ مانیں +

(محقق) اُسے موسموں کا علم بھی نہ تھا بھلا بیجان درخت کا کیا قصور تھا کہ اُسکو بددعا دی اور وہ سوکھ گیا؟ درخت اُس کی بددعا سے تو نہ سوکھا بلکہ کسی دوائی کے ڈالنے سے سُوکھ گیا ہو تو تعجب نہیں +

(رہبر) پنڈت جی اپنے وہم کی بات ماننے کے لئے بڑے تیار ہیں لیکن جن کی آنکھوں

کے سامنے یہہ گذرا اور اُنہوں نے دیکھا کہ فقط اسکے کہنے سے وہ درخت سوکھ گیا اُن کی
گواہی سے یوں بھاگنے جیوں کو اغلبیل سے جاتا ہی۔ اور پھر اُس درخت کو خداوند نے
اپنے مدعا کو پورا کرنے کے لئے سوکھا دیا۔ تو اگر وہ اُس بیجان درخت کے قصور کے باعث
نہ بھی ہو تو بھی یہہ ویسا ہی کام ہوگا جیسا کل انسان درختوں کو کاٹ کاٹ کر سکھلاتے
اور جلاتے یا اُن سے اور سامان بناتے ہیں۔ ہندو صاحبان تو سمجھتے ہونگے کہ اُن کے
دیوتے مارے جاتے ہیں مگر کیا کیا جاوے امر مجبوری ہی۔ تاہم معلوم ہو کہ اُس درخت کے
ساتھ بے انصافی نہیں ہوئی تھی لیکن فتویٰ واجبی تھا چنانچہ انجیر کے درخت کی یہہ رسم
ہی کہ پھل پتوں سے پہلے ظاہر ہوتے ہیں اور یہہ حالت عموماً ماہ مارچ کے آخر میں ہوجاتی
ہی اور اُس ملک میں ابتک ایسا ہی ہی۔ لہذا غور طلب بات یہہ ہی کہ اُس درخت نے اپنی
بابت کیا باور کروایا؟ یہہ کہ وہ جو پتوں سے لدا ہوا تھا تو پھل ضرور ہوگا سو اگر مسیح کسی
ایسے درخت کی طرف جاتا جس میں پتے نہ ہوتے اور پھل کی امید رکھتا تو سزا دینا انصاف
نہ ہوتا۔ لہذا اس بارے میں مرقس مقدس نے جو یہہ فقرہ لکھا ہی کہ انجیر کا موسم نہ تھا"
اس بات پر اور بھی زور دیتا ہی اور سبب ظاہر کرتا ہی کہ کیوں پھل نہ پایا اِس لئے کہ پھل کا
موسم نہ تھا مگر اُس درخت نے خود اپنے پتوں سے پھل کی موجودگی جتائی اور گویا دعوت کی
لیکن اصل میں دھوکا دیا۔ سو قصور اُس درخت میں تھا اِسلئے سوکھا دیا گیا؛

مگر اس واقعہ سے خداوند کی اصل غرض کیا تھی؟ وہ شہر میں پہنچکر روٹی کھا سکتا تھا
اور اُس درخت کو سکھا دینے سے اُسکو کوئی درد محسوس نہ ہوا اور نہ اُسکو کوئی عبرت ہوسکتی
تھی۔ سو ایسی کارروائی سے غرض کیا تھی؟ معلوم ہو کہ اس سے ایک روز پہلے خداوند نے
یروشلم کی حالت کو دیکھ کر بہت افسوس کیا تھا اور اُس کی بربادی کی بابت وہ پیشینگوئی
کی تھی جو لوقا ۱۹: ۴۱-۴۴ میں درج ہی۔ اور بعد میں کئی طرح سے اُس پیشینگوئی کی تفصیل میں

صریح اور تمثیلی بیان فرمائے تھے جو متی کے ۲۱ سے ۲۴ بابوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان ساری پیشگوئیوں کی تکمیل سے پہلے یہہ معجزانہ پیشگوئی کر کے بھی شاگردوں کو دکھلا دیا کہ اس انجیر کے درخت کی طرح یروشلم اور یہودی قوم ظاہر میں خوشنما اور پھلدار نظر آتے ہیں لیکن باطن میں بیوفا اور بے پھل ہونیکے سبب برباد ہونگے اور جلدی برباد ہونگے ۔

پنڈت جی کا یہہ کہنا بالکل غلط ہی کہ مسیح کو موسموں کا علم نہ تھا۔ یہہ معجزہ ہی ثابت کرتا ہی کہ وہ نہ صرف موسموں ہی سے واقف تھا بلکہ آئندہ کی پیشینیات کو جانتا تھا اور بھی دیکھو متی ۲۴: ۳۲ اور ۱۶: ۲-۳ ۔

سوال (۷۹) اُن دنوں کی مصیبت کے بعد ترت سورج اندھیرا ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائینگے اور آسمان کی فوجیں (قوتیں) ہل جائینگی (متی ۲۴: ۲۹) ۔

(محقق) واہ عیسیٰ صاحب! آپ نے کس علم سے جانا کہ ستارے گر پڑینگے اور آسمان کی کونسی فوج ہی جو گر جائیگی ۔

(رہبر) خداوند یسوع نے اپنے علم غیب سے جانا کہ ایسے حالات وقوع میں آئینگے اُسی علم سے جانا جس سے فرمایا تھا کہ یروشلم برباد ہوگا اور یہودی لوگ قتل ہونگے اور اسیر کیے جائینگے اور ایسا ہی ہوا۔ اور اُن کی ابتک یہی حالت ہی۔ خداوند نے اُسی علم کے زور سے جانا تھا جس کے سبب یہہ خبر بھی دی تھی کہ انجیل کی منادی ساری دنیا میں ہوگی اور پنڈت جی اور اُن کے پیرو یہہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ کیسا صحیح علم تھا جس نے یہہ خبر فرمائی تھی۔ اور آپ نے جو لفظ فوجیں لکھا ہی وہ فوجیں نہیں قوتیں ہیں ۔

(محقق) اگر عیسیٰ تھوڑا بھی علم پڑھا ہوتا تو ضرور جان لیتا کہ یہہ ستارے سب دُنیا میں اور وہ کیونکر گر سکتے ہیں ۔

(رہبر) (۱) ستاروں کا دنیا ہونا اُن کے گر سکنے کا مانع نہیں ہو سکتا جیسے اِس آباد دُنیا کے برباد ہونے کی خبر ہی (۲ پطرس ۳: ۱۰ و ۱۲) اسی طرح آباد ستارے بھی برباد ہو سکینگے اور اِس بات کے امکان کی یہہ دلیل ہی کہ جس قدرت سے یہہ ہوا میں معلّق ہیں وہی قدرتِ الٰہی اُن کو گرا سکتی ہی +

(۲) ستاروں کے آباد عالم ہونے کا خیال پنڈت جی نے بعض مسیحی نجومیوں کے قیاس کی تقلید پر مانا ہی۔ مگر اُنہوں نے اس بات کو کوئی یقینی امر نہیں کہا ہی۔ صرف بعض کا قیاس ہی اور پنڈت جی نے اپنے آپ کو سائنسدان جتانے کے لئے اُس پر اپنی دلیل کی بنیاد رکھ لی ہی۔ پنڈت جی اس طرح تو آپ سائنسدان نہیں بن سکتے اس امر میں مسیحی عالموں کا یہہ بیان ہی کہ ستاروں میں زندگی کی بابت ہم کچھ بھی نہیں جانتے نہ جان سکتے ہیں نظام شمسی کے عالم ممکن ہی کہ بالکل مختلف مطلب کے لئے پیدا کئے گئے ہوں جسکا ہم پتہ نہیں لگا سکتے۔ اور یہہ ضروری نہیں ہی کہ ہر ایک دُنیا ایسی بنی ہو کہ جانداروں ہی کے لئے قرار دی جائے۔ لہٰذا بہت جلدی سے یہہ نتیجہ نکال لینا کہ ہمارے گرد نواح کے ستارے ایسی آباد دُنیا ہیں ضروری نہیں ہی۔ اور ایسا خیال کرنے کی حاجت کیا ہی؟ ممکن ہی کہ ہر ایک دنیا قدرتِ الٰہی سے اپنی اپنی قسم کے ساکنان کے مناسب حال ہو۔ اور یا اُن کی مرکبات کی غرض کچھ اور ہو جو ہنوز ہمارے علم اور قیاس سے باہر ہی۔ اور یا ممکن ہی کہ اُن ستاروں کی گردشیں اور اندرونی تبدیلیاں اُن کو ہنوز تیار کر رہی ہیں کہ کسی زمانہ میں جانداروں کے رہنے کے قابل ہو جاویں جیسے ہماری زمین کا حال ہوا تھا۔ اگرچہ جوپیٹر نے کبھی سیارہ ہونا ہی تا کہ اس زمین کی طرح جانداروں سے آباد ہو تو یہہ حال ہنوز بہت دُور ہی

(Sun, Moon & Stars by A. Giberne pp. 113, 169, 188).

(محقق) جیسا آجکل یوروپ ترقی کر رہا ہی اگر ایسا ہی اُسوقت ہوتا تو اُس کے معجزے

کوئی بھی نہ مانتا +

(رہبر) آپ روتے کیوں ہیں؟ بے فائدہ ہاتھ ملتے ہو۔ آجکل کا یورپ اپنی تاریکی کے زمانہ کی بہ نسبت معجزات مسیح کا زیادہ قائل ہے اور تواریخی اور سائنٹیفک تحقیقاتوں کی رو سے قائل ہے مگر آپ لوگوں کی عادت ہے اور نہایت کمینی عادت ہے کہ یورپ کی باسی باتوں کو اپنے لئے تازہ کر کے اپنے تئیں کچھ جتانے لگتے ہو۔ اگر یورپ میں رینن اور سٹراس اور ہیوم جیسے آدمیوں نے انجیلی تواریخ پر شک اٹھائے تو کہنے لگتے ہو کہ سارا یورپ دین عیسوی سے پھر چلا۔ مگر یہہ بالکل غلط خیال اور نفرتی عادت ہے۔ آج کل کا یورپ جیسا انجیل کی صداقت کا قائل ہے ویسا کبھی نہ تھا۔ اس کا ایک ظاہرا ثبوت یہہ دیکھو کہ یورپ کے ہر ملک سے بشارتی مشنیں دنیا کے ہر ملک میں جارہی ہیں +

(محقق) باوجود کسی قدر عالم ہونے کے عیسائی لوگ اب بھی ہٹ دھرمی اور پیچیدگی معاملات کی وجہ سے اس ردی مذہب سے کنارہ کش ہو کر مکمل سچائی سے بھرے ہوئے ویدک مارگ کی طرف رجوع نہیں ہوتے یہی اُن میں نقص ہے +

(رہبر) پہلے تو آپ نے کہا کہ جیسا آجکل یورپ ترقی کر رہا ہے اگر ایسا ہی اُس وقت ہوتا تو اُس کے معجزات کوئی بھی نہ مانتا۔ اور پھر کہتے ہو کہ وہی یورپ اس ردی مذہب کو مان رہا ہے! اور اس مذہب کو تو آپ ردی ثابت نہ کرسکے صرف تماشا بمنتہ ضدی جاہلوں کی طرح بات کردی ہے اور ویدک مارگ کو نہ ماننے کے سبب عیسائیوں کو ہٹ دھرم کہتے ہو عیسائی لوگ ویدک مارگ سے خوب واقف ہوگئے ہیں۔ اور اُسکو نادان طفلکوں کا خیال سمجھتے ہیں چنانچہ ویدک رشی جو آپ کے خیال میں بہت پڑھے ہوئے تھے پھر بھی ایسے جاہل تھے کہ نیچر کی چیزوں مثل اگنی۔ سوما۔ وایو۔ سُریا۔ ماروت اور صبح اور بجلی وغیرہ کو جاندار اور ذی شعور وجود مانتے رہے چنانچہ سارا رگوید ان دیوتوں کی تعریفوں کے گیتوں

سے بھرا پڑا ہے۔ اور ہندوؤں کو اب تک اس کارروائی سے شرم نہیں آتی۔ اور ویدوں میں دھرم مارگ کیا ہے؟ سو ما شراب پینا اور دیوتوں کو چڑھانا اور جانوروں کی قربانیاں کرنا اور یہہ سب کچھ اس غرض سے کہ پوجاریوں کو کثرت سے بیٹے اور گھوڑے اور گائے اور دولت اور دوسروں کا مال اور ملک ملے۔ یہہ باتیں اس سلسلہ میں ہم دکھلا چکے ہیں اور دیکھو بھی رسالہ آواگون یا ہمیشہ کی زندگی۔ اور ویدوں کے براہمنہ میں رشیوں کا سائنس مارگ تو عجیب کیفیت رکھتا ہے۔ میں صرف چند ایک مثالیں دیتا ہوں خاصکر ستاروں کے دُنیا ہونے کی بابت۔ اُنکا بیان ہے کہ نیک آدمی ستارے بن جاتے ہیں +

ستپتھ براہمنہ۔ ۶-۵-۴ و ۸۔ قدیم سے اگلی عورتیں بن گئے باز و والیاں سب دیوتوں کی پیاریاں انگیروں کی طرح کڑاہی کو زمین کی گود میں پکایا کرتی تھیں۔ اور اُن کی مدد سے اب وہ (دھونزی) اُن کو پکاتا ہے۔ لیکن یہہ وہ ستارے ہیں۔ عورتیں (جنی) فی الحقیقت ستارے ہیں کیونکہ یہہ اُن راستباز آدمیوں (جن) کے نور ہیں جو آسمانی عالم کو جاتے ہیں +

پھر ستپتھ براہمنہ اول۔ ۹-۳ و ۱۰۔ جب کوئی اِس طور سے اِن عالموں کو چڑھ جاتا ہے تو وہی منزل مقصود ہے۔ وہی محفوظ پناہ۔ سورج جو وہ جل رہا ہے اُس کی کرنیں گذرے ہوئے راستباز لوگ ہیں۔ وغیرہ پس پنڈت جی یہہ ستارے دنیا کیسے ہوئے یہہ ویدک رشیوں کا سائینس ہے ؟

سوال (۸۰) آسمان اور زمین ٹل جائینگے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی۔ (متی ۲۴:۳۵)

(محقق) یہہ بات ہی جہالت اور حماقت پر دلالت کرتی ہے بھلا آسمان ہلکر کہاں جائیگا جب آسمان نہایت لطیف ہونے کی وجہ سے آنکھ سے دکھائی ہی نہیں دیتا تو اُس کا ہلنا کون دیکھ سکتا ہے اور اپنے منہہ میاں مٹھو بننا شریف آدمیوں کا شیوہ نہیں ہے +

(رہبر) کیا یہہ سچ ہے کہ جو چیز دکھائی نہیں دیتی اُس کا ہلایا جانا ناممکن ہے؟ آسمان کا

لطیف ہونا اور زمین کا کثیف ہونا اُن کے گداز ہونے اور بدل جانے کے برخلاف دلیل نہیں ہی اور عقلمندی اور علم کی بابت تو آپ کے نزدیک وہ ہی جس کو منوجی نے کل موجودات (زمین و آسمان وغیرہ) کا پرلے کے بنلایا ہی جیسا لکھا ہی کہ جب تک برہماجی جاگتے رہتے ہیں تب تک یہہ جگت دیکھہ پڑتا ہی اور جب وہ شانت پُرش یعنے برہماجی سو جاتے ہیں تب پرلے ہو جاتی ہی..... اُسی طرح برہماجی جاگنے اور سونے سے تمام ساکن و متحرک کو بار بار جلانے اور مارتے ہیں" (منوسمرتی۔ پہلا ادھیائے آیت ۲ ۵ و ۷ ۵) اور اُس ادھیائے کی آیت ۸۰ یوں ہی۔ منونتر اور پیدایش اور فناء عالم بے انتہا ہیں برہماجی (بغیر محنت کے) بار بار کھیل کے لئے کیا کرتے ہیں"۔ اب دیانند صاحب یوں تو سمرتیوں کی پروا نہیں کرتے تھے لیکن منجملہ اور باتوں کے ایک یہہ ہی جس کو آپ نے اپنے اعتقاد میں داخل کر لیا ہی دیکھو ستیارتھہ پرکاش سملاس آٹھواں۔ سوال ۴۳ میں لکھتے ہیں کہ "پیدایش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدایش ازلی زمانہ سے کبھی دَور چلا آتا ہی۔ اسکا شروع یا انتہا نہیں"۔ اب دیکھئے کہ آسمان اور زمین اور سب جیوں کا مل جُل کر برہما میں یا فنا میں چلے جانا تو آپکو نظر آگیا اور ممکن بھی معلوم ہوا۔ گو یہہ صرف سپنے کی باتیں ہیں کیونکہ نہ منو نے اور نہ آپ نے کبھی کوئی پرلے دیکھی اور صرف دن و رات کی تقدیم و تاخیر سے یہہ خیال بنا لیا ہی۔ لیکن جب خداوند یسوع فرماتا ہی کہ یہہ آسمان اور زمین ٹل جائینگے اور نئے آسمان اور زمین ہونگے تو آپ پیٹ اُگلنے لگ گئے کہ یہہ جہالت اور حماقت کی بات ہی۔ مسیح کے قول سے پرلے والا خیال بے شک کسی طرح ردّ ہوتا ہی۔ اول اس بات سے کہ دنیا کا خالق سوتا نہیں ہی۔ دوسرے اِس بات سے کہ عالم کو بنانا اور ہلاک کرنا کوئی لڑکوں کا سا کھیل نہیں ہی۔ لیکن جو کچھہ وہ کرتا ہی اپنی مرضی کی مصلحت سے کرتا ہی اور یہہ نہیں کہ یہہ کل عالم اُس کے وجود میں سے کبھی بے اختیار نکل پڑتا ہی اور کبھی بے اختیار اُس میں گھس جاتا ہی۔ تیسرے

اِس بات سے کہ خالق جب چاہے اِس کل عالم کو فنا کر سکتا ہے۔ اور یا بدل سکتا ہی لیکن
اگر مادہ اور جیو خدا کی طرح ازلی ہیں تو خدا کا کچھہ زور و اختیار نہیں کہ اُن کو فنا کر سکے
یا اُن کی صورت کو بدل سکے جیسا ہم پہلے بھی اِس بات کو واضح کر چکے ہیں۔ آٹھویں سملاس
میں پنڈت جی نے جو مثال دریا کے کبھی بہنے اور کبھی خشک ہو جانے سے اس عالم کی پیدایش
اور پرلے کی دلیل بنائی ہی وہ بالکل بناوٹی دلیل ہی دونوں باتوں میں کوئی نسبت یا لازمی
نسبت ثابت نہیں کہ چونکہ دریا کبھی بہتا اور کبھی سُوکھہ جاتا ہی تو اس سے ضرور پیدایش
اور پرلے بھی منتج ہوتے ہیں۔ ایک بات لوگ ہمیشہ دیکھتے اور آزما سکتے ہیں مگر دوسری کا کسی
کو نہ علم ہی نہ تجربہ صرف آپکا خیالی خیال ہی اور اس کو کون مان سکتا ہی۔ چوتھے اِس بات سے
بھی رد ہوتا ہی کہ پیدایش اور پرلے والا دائمی سلسلہ ہم کو ہمارے جنم اور کرم کے بارے میں
بے اختیار ٹھہراتا ہی۔ اور سزا اور جزا۔ پاپ پُن کچھہ چیز نہیں ہیں۔ اس حال میں یہہ کہنا کہ
ویدیوں کہتے ہیں اور انجیل وُوں کہتی اور قرآن اور پران بھی کچھہ لکھتے ہیں سب فضول
ڈکاریں ہیں۔ کیونکہ جیو جو کچھہ کرتے ہیں پیدایش اور پرلے کے دائمی سلسلہ میں بے بس
ہو کر کرتے ہیں جس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہو سکتا۔ بس ہو چکی سبھا سماجیں اُٹھا ئیے+

میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ذرہ یہہ بھی سمجھاؤں کہ آسمان و زمین کا ٹل جانا کیا بات ہی۔ اس
بات کی تفصیل پطرس رسول نے یوں لکھی ہی کہ اُس دن آسمان بڑے شور و غل کے ساتھہ گذر
جائیں گے اور عناصر حرارت کی شدت سے پگھل جائیں اور زمین اور اُس کی چیزیں جل
جائینگی . . جس کے باعث آسمان آگ سے پگھل جائینگے اور عناصر حرارت کی شدت سے
گل جائینگے لیکن اُسکے وعدے کے موافق ہم اُس نئے آسمان اور نئی زمین کا انتظار کرتے
ہیں جن میں راستبازی قائم رہیگی" (۲ پطرس ۳: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳) اس سے ظاہر ہی کہ آسمان
اور زمین کا مہا پرلے یا برہما میں نیست ہو جانا یا یونہی نیست و نابود ہو جانا انجیل کے اقوال میں

نہیں سکھایا گیا ہے۔ لیکن صرف موجودہ صورت کی تبدیلی کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور آسمان اور زمین اس حرارت سے جل کر راکھ نہیں ہو جائینگے لیکن مراد اُس طرح گداز ہونے سے ہے جس طرح کوئی کوئی دھات بھٹی کی حرارت میں گداز ہو کر خالص ہو جاتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس ترکیب سے وہ نئے آسمان اور نئی زمین برآمد کیے جاویں جن میں راستبازی قائم رہیگی۔ خداوند خالق کو ایسا کرنے کی قدرت ہے۔ لیکن اگر مادہ اور جیو بھی خدا کی طرح ازلی اور خودہست ہیں تو خدا اُن میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں کر سکتا اُن کے لئے خدا کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ سو اب آپ نے دیکھ لیا کہ آسمان ہلکر کہاں جائیگا +

اور آسمان کی بائبل میں یہہ کیفیّت بیان کی گئی ہے کہ آسمان فضا (پیدایش ۱: ۸) ہے اور فضا کے پھیلاؤ کے سبب اُس کا یہہ نام ہے۔ اور جن قوتوں کے سہارے یہہ پھیلاؤ قائم ہے اُن کو آسمان کی قوتیں کہا گیا ہے۔ (۲ سموئیل ۲۲: ۸۔ ایوب ۲۶: ۱۱) اور آسمان کی کھڑکیوں کا محاورہ (پیدایش ۷: ۱۱) آیا ہے۔ اُس کو بلندی کے سبب بھی آسمان کہا۔ سما بمعنے بلندی اور ازاں موجب یہ محاورے آئے ہیں یعنے آسمان کے پرندے (دانیل ۴: ۱۲) آسمان کے ستارے (پیدایش ۲۲: ۱۷) اور بلندی سرفرازی کے لحاظ سے خدا کے تخت اور مقدّس روحوں کی جگہ کو بھی آسمان کہا ہے (متی ۵: ۱۲ اور ۶: ۲۰) اور زمین و آسمان اکٹھے بولنے سے مُراد کل عالم سے ہے۔ کُل چیزیں جو بلندی میں ہیں اور کل جو پستی میں ہیں۔ یعنے کُل مادی عالم۔ اِسی کے ہلائے جانے اور گداز ہو جانے کی خبر ہے۔ اور اُن کے بجائے نئے آسمان اور نئی زمین کا پتہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا اور کر سکنا خدا کی مرضی اور قدرت پر منحصر ہے +

سوال (۱۸) تب وہ بائیں طرف والوں سے بھی کہیگا اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

(متی ۲۵: ۴۱) +

(محقق) بھلا یہ کیسی بڑی طرفداری کی بات ہے کہ جو اپنے شاگرد ہیں اُن کو تو بہشت نصیب ہو اور غیروں کو ہمیشہ کی آگ میں ڈالا جاوے +

(رہبر) طرفداری کوئی نہیں۔ عین انصاف ہے کیونکہ جب کل بنی آدم کو جتا دیا کہ زندگی اور موت کی راہیں کون کون سی ہیں تو جنہوں نے زندگی کے لئے مسیح خداوند کی شاگردی اختیار کی اُن کو بہشت نہ دینا عین ظلم ہوگا اور بے ایمانوں کو سزا نہ دینا بے انصافی ٹھہریگا +

(محقق) لیکن جب لکھا ہے کہ آسمان ہی نہ رہیگا تو ہمیشہ کی آگ دوزخ اور بہشت کہاں رہینگے ؟

(رہبر) ماقبل سوال کے جواب میں بتلا دیا گیا ہے کہ کہاں رہینگے +

(محقق) اگر شیطان اور اُس کے فرشتوں کو خدا نہ بناتا تو دوزخ کی اس قدر تیاری کیوں کرنی پڑتی ؟

(رہبر) آپ کو دوزخ کی تیاری میں کیا تکلیف ہے۔ آپ کو اُس کی تیاری کا ٹھیکہ لینے کے لئے تو نہیں کہا گیا ہوگا۔ بنے بنائے دوزخ میں چلے جانا تو مشکل بات نہ تھی! صرف بے ایمانی درکار ہے +

اور پنڈت جی یہ تو واقعی بات ہے کہ فرشتے گناہ کر کے خدا کی حضوری سے خارج ہوئے اور اُن کی طرح انسان بھی گناہ کر کے خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ تو ایسے وجود دوزخ میں نہیں تو اور کہاں جائیں۔ خدا نے اُنکے لئے ایسی ہی جگہ تجویز کی ہے +

(محقق) جب صرف ایک شیطان ہی خدا کے غضب سے نہ ڈرا تو وہ خدا کیسا ہے؟ خدا اُسے نہ تو گرفتار کر کے قید کر سکا اور نہ جان سے مار سکا تو پھر اُس کی خدائی کہاں رہی ؟

(رہبر) جیسے اہل ہند نے اپنی بُت پرستی سے خدا کی خدائی کو اپنے وطن سے خارج کیا ویسے ہی شیطان کا حال بھی سمجھو۔ سب گنہگاروں نے خدا کا خوف اپنی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیا گویا اُن کے لیکھے خدا ہی نہیں۔ تو بھی خدا کی خدائی قائم ہے۔ اور حقیقت اس امر میں یہہ نظر آ رہی ہے کہ خدا نے انتظام عالم میں ہر کام کے لئے ایک وقت ٹھہرایا ہے (دیکھو ایوب ۲۱: ۳۰۔ ۳۲۔ رومیوں ۱۱: ۴۔ ۱ پطرس ۱: ۴ + ۲ پطرس ۲: ۴ اور ۳: ۷) منجملہ ان باتوں کے ایک یہہ ہے کہ شیطان اور فرشتوں کو جو پہلے پاک تھے بغاوت کرنے دیا۔ اور اِسی طرح اِنسان کو بھی اور ساتھ ہی یہہ بات بھی نظر آتی ہے کہ بُرے فرشتوں اور بُرے آدمیوں کو وہ فوراً ہی فنا نہیں کر دیتا گو وہ اس لائق ہو جاتے ہیں بلکہ اُن کو جینے دیتا ہے اور اپنے اپنے طور پر اُن کو کام کرنے دیتا ہے (اعمال ۱۴: ۱۶) یہہ کل حال ایک حقیقت ہے ایسا ہی ہو رہا ہے۔ تاہم سب شریروں کو برباد کرنے کا وقت ٹھہرایا گیا ہے اور اُن کو سزا دینے والا بھی مقرر ہے یعنے خدا کا بیٹا جو ظاہر ہوا کہ شیطان کے کام نیست کرے (۱ یوحنا ۳: ۸) سو اپنے معین وقت پر یہہ نتیجہ بھی ظہور میں آ جائیگا اور بالفعل گناہ کی بدنا تیزیں اِنسان کے اندر سے دُور کی جا رہی ہیں۔ اور توبہ کا موقعہ بھی دیا جا رہا ہے اور خدا کے فضل سے مُفت نجات پیش کی جا رہی ہے۔ اِس کے خاتمہ پر بے ایمانوں کا ہولناک دن آ جائیگا۔ پنڈت جی نے جلدی کیوں مچائی؟ اگر خدا فرصت دیتا ہے تو آپ کے حسد کی جگہ نہیں ہے۔ آپ نے ناحق خدا کی خدائی پر شک کیا اور فرصت کا وقت غنیمت نہ جانا مگر اے ناظرین آپ ایسا نہ کریں بلکہ جاگیں پیشتر اُس سے کہ خداوند کے بائیں ہاتھ کی طرف کھڑے کئے جانے کا وقت آ جائے +

سوال (۸۲) تب اُن بارہ میں سے ایک نے جسکا نام یہوداہ اسکریوطی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا جو میں یسوع کو تمہیں پکڑوا دوں تو مجھے کیا دو گے۔ تب

اُنہوں نے اُس سے تیس روپیہ کا اقرار کیا (متی ۲۶: ۱۴ و ۱۵) +

(محقق) اب عیسیٰ کے سارے معجزات اور ساری خدائی یہاں پر ظاہر ہو گئی کیونکہ جو اُسکا شاگرد رشید تھا وہ بھی اُس کی صحبت سے پاک نہ بن سکا تو بتایئے کہ اوروں کو موت کے بعد کس طرح پاک بنا سکیگا ؟

(رہبر) بے ایمانوں کی بے ایمانی سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایمان کچھ چیز ہی نہیں دُنیا میں ایک ہی یہودا تو نہیں ہوا۔ بہتیرے ہوئے پنڈت جی نے بھی محض ضد اور حسد سے بائبل کی مخالفت کی اور اُس سے کچھ فائدہ نہ پایا تو اُس سے یہہ منتج نہیں ہوتا کہ بائبل سچی کتاب نہیں ہے۔ انجیل خدا کی قدرت ہے لیکن کن کے لئے ؟ ایمان لانے والوں کے لئے (روم ۱: ۱۶) بے ایمانوں کو تو اُس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ یہی حال یہودا کا تھا۔ اور پنڈت جی اپنی اس دلیل کو پھر دیکھیں کہ ایک یہودا کے بے ایمان رہنے اور پاک نہ بننے کے سبب آپ نے مسیح کے معجزات اور خدائی بڑی آسانی سے ٹالنی چاہی مگر کیا باقی گیارہ (اور پھر بارہ) شاگردوں کا مسیح کی صحبت اور قدرت سے پاک بن جانا۔ اپنے شکوک اور خوف اور بے ایمانی سے پاک ہو جانا خداوند یسوع کے معجزوں اور خدائی کو ثابت نہ کر گئے؟ اور اب وہ خداوند اپنے بندوں کو اپنی خدائی کی روح سے اُسی طرح پاک کرتا ہے جس طرح اُس وقت اپنی سنگت سے شاگردوں کو پاک کیا تھا سوائے ایک کے (یوحنا ۱۳: ۱۰) +

سوال (۸۳) اُن کے کھاتے وقت یسوع نے روٹی لی اور برکت مانگ کے توڑی۔ پھر شاگردوں کو دیکر کہا لو کھاؤ یہہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لیکر شکر کیا اور اُنہیں دیکر کہا تم سب اس میں سے پیو کیونکہ یہہ میرا لہو ہے یعنے نئے عہد کا لہو (متی ۲۶: ۲۶-۲۸) +

(محقق) بھلا ایسی بات بجز جاہل یا وحشی کے کوئی بھی شائستہ آدمی کر سکتا ہے۔ کیا کوئی کھانے کی چیز کو گوشت اور پینے کی چیز کو لہو کہہ سکتا ہے ؟ عیسیٰ کی اس بات کو آجکل کے

عیسائی خداوند کا کھانا کہتے ہیں۔ یہہ بات کیسی بُری ہی؟ جنہوں نے اپنے پیر کے گوشت اور لہو کو کھانے پینے کی چیزیں فرض کر کے نہ چھوڑا وہ اوروں کا گوشت کیسے چھوڑ سکتے ہیں + (رہبر) جس حال کہ کوئی شخص کھانے پینے کی چیز کو اپنا گوشت اور پینے کی چیز کو اپنا لہو نہیں کہتا۔ نہ ایسا رواج ہی اور نہ ایسا کہہ دینا کوئی حقیقت ہی تو جائے غور ہی کہ خداوند عیسیٰ نے جو یہہ بات خلاف معمول کہی تو ایسے کہنے اور مقرر کرنے میں اُس کا کوئی خاص مطلب اور غیر معمولی غرض تھی۔ ایسی بات نہ وحشی آدمیوں اور نہ شائستہ آدمیوں میں ہوئی تو مسیح نے کیوں مقرر کیا؟ مقام پیش کردہ آپ ہی اُس طرز اور غرض کو ثابت کرتا ہی۔ تاویلوں اور بناوٹی اعتراضوں کی کوئی گنجایش نہیں ہی۔ اُس سے ظاہر ہے کہ روٹی اور مَے اُس کھانے میں کھانے کے لئے مقرر کئے گئے مگر وہ روٹی اور مَے کس چیز کی علامت قرار دیئے؟ مسیح کے بدن کے جو صلیب پر توڑا گیا اور اُس کے لہو کے جو صلیب پر بہایا گیا۔ وہ چیزیں بدن اور لہو کے لئے علامتیں کیوں مقرر کی گئیں؟ اِس لئے تاکہ مسیح کی صلیبی موت کی یادگاری کیا کریں (لوقا ۲۲: ۱۹ و ۲۰) مگر اُس کی موت کی یادگاری کیوں کی جائے؟ اِس لئے کہ وہ بدن اور لہو تمہارے واسطے توڑا اور بہایا جاتا ہی (ایضاً) غرضیکہ اس عظیم اور مفید واقعہ کی یادگاری قائم رکھنے کے لئے یہہ خاص طور کی ضیافت مقرر ہوئی۔ کھانے کی چیزیں تو یہی روٹی اور مَے* ہیں لیکن یہہ یادگاریں خداوند کے بدن اور لہو کی ہیں اور ایسا کرنا ہمارے ایمان کا

---

* شاگردوں نے اپنے خداوند کے حقیقی بدن اور لہو کو نہیں کھا لیا تھا جیسا پنڈت جی کی فریاد ہی لیکن صاف ظاہر ہی کہ جب خداوند نے روٹی اُن کے ہاتھ میں دی اور کہا کہ یہہ میرا بدن ہی تو اُس وقت وہ روٹی مسیح کے گوشت کا ٹکڑا نہیں بن گئی تھی بلکہ وہ صحیح سالم اُن کے درمیان بیٹھا ہوا اُن کو حکم دے رہا تھا۔ لہذا روٹی اور مَے بدن اور لہو کے لئے علامتیں مقرر کی گئیں۔ تاکہ اس طور سے اس کے بندے اُس کی کفارہ دینے والی موت کو اپنے لئے یاد رکھا کریں +

ظہور ہے کہ ہم نے ایمان سے مسیح کے بدن اور لہو کے کفارہ کو اپنے لئے قبول کر لیا ہے اور اپنے ایمان کو اِس کھانے سے جتاتے رہتے ہیں کہ خداوند یسوع ہمارے لئے موا تھا۔ پس اِس میں انسانی جہالت یا شائستگی کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہہ ایک یگانہ واقعہ کے لئے ایک نرالہ عہد بیعت ہے ؛

مگر یہہ بھی یاد رہے کہ خداوند کے سارے کاموں میں سے سب سے بڑا کام اور سب سے ضروری اور مفید کام بلکہ اُس کی زندگی کا اصل کام یہی تھا کہ بہتیروں کے لئے اپنی جان فدیہ میں دیوئے (متی ۲۰ : ۲۸) اِس لئے اُس نے اپنے کسی اور کام یا نشان کی نہیں لیکن اپنی موت کی یادگاری مقرر کی ؛

سوال (۴۷) تب اُس نے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھ لئے اور غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا تب اُس نے اُن سے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے ۔ ۔ ۔ اور کچھ آگے بڑھ کے منہہ کے بل گرا اور دعا مانگتے ہوئے کہا کہ ای میرے باپ اگر ہو سکے تو یہہ پیالہ مجھ سے گذر جائے (متی ۲۶ : ۳۷-۳۹) ؛

(محقق) دیکھئے عیسیٰ ایک معمولی آدمی تھا اگر خدا کا بیٹا اور تینوں زمانوں کے جاننے والا اور عالم شخص ہوتا تو ایسی بیجا حرکت نہ کرتا ؛

(رہبر) انسانیت کے لحاظ سے بیشک خداوند یسوع ایک معمولی آدمی تھا۔ اُسکا عورت سے پیدا ہونا۔ کھانا۔ پینا۔ دعا مانگنا۔ اور مار اجانا وغیرہ ثابت کرتے ہیں کہ حقیقی انسان تھا۔ اسی سلسلہ میں اُس کا غیب کی باتوں سے ناواقف ہونا ہے۔ اور چونکہ انسان تھا اس لئے اُس غضبناک موت کی تکلیف سے غمگین اور بے قرار ہو کر اُس پیالہ کے ٹل سکنے کے امکان کا سوال خدا باپ سے کیا کیونکہ انسانیت یہہ حال دیکھکر چاہتی تھی کہ اگر ہو سکے تو وہ دُکھ اور موت کا پیالہ ٹل جائے یعنے اگر انسان کسی اور طرح نجات پا سکتا ہے تو یہہ موت

کا پیالہ مجھ سے دور کیا جاوے (آیت ۴۲) ورنہ نہیں لہذا اسبی دعا مانگنا کوئی بیجا حرکت نہ تھی۔ اور یاد رکھئے کہ غیب کی باتیں۔ اسرار غیبی دنیوی علم سے جانے نہیں جاتے۔ پنڈت جی یونہی چونک گئے کہ وہ عالم الشخص نہیں تھا کیونکہ یہہ تو محض انسانیت کی حالت کا بیان ہی۔ مگر

علاوہ اس کے یہہ بھی جاننا چاہئے کہ خداوند جانتا تھا کہ خدا کے نبی اُس کے ضرور مارے جانے کی خبر دے گئے (لوقا ۲۴: ۲۵-۲۷) اور وہ آپ بھی اپنی آمد کی اس غرض کو جانتا اور بیان کرتا تھا۔ (متی ۲۰: ۲۸) اور یہہ بھی پہلے ہی سے جتا دیا تھا کہ تیسرے دن مُردوں میں سے زندہ ہو جاؤنگا۔ (متی ۲۰: ۱۹) اور اپنے آسمان پر عروج کرنے اور پھر آنے کی بابت بھی آگاہ کر دیا تھا (متی ۲۶: ۶۴) اِن باتوں سے صاف صاف ثابت ہی کہ مسیح ابن اللہ تینوں زمانوں کا عالم تھا مگر اس کی انسانیت بجائے خود عالم نہیں تھی بلکہ محتاج تھی جیسا اوپر بیان ہوا مگر یہہ کہ اُس نے محض انسانیت کی طاقت اور علمیت کی جو حالت دکھلائی تھی اُس میں اُن کے لئے جو محض انسان ہیں بڑا بھاری سبق دیا ہی۔ یعنے اُن کو رضا الٰہی پر راضی رہنا عملی طور پر سکھلایا گیا ہی۔ اپنی اپنی مرضی پر چلنے میں انسان کے نقصان اور ناکامیابی کا بڑا اندیشہ ہی کیونکہ ہم نہ علم غیب رکھتے ہیں نہ قدرت مطلق۔ اس لئے خداوند عالم الغیب اور قادر مطلق پر ہی بھروسہ رکھنا اور اُسکی مرضی پر چلنا سب سے محفوظ حالت ہی۔

(محقق) اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ دھوکے کی ٹٹی کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ماضی او مستقبل کا جاننے والا اور گناہ معاف کرنے والا ہی اُس نے خود دیا اُس کے شاگردوں نے گھڑی کی ہی۔

(رہبر) پنڈت جی کے سارے نشانے خطا ہی گئے۔ آپ نے اچھی طرح نہ سوچا کہ ایک معمولی آدمی خدائی کے کام کیونکر کر سکتا تھا اور کیونکر دھوکھا کی ٹٹی گھڑی کر سکتا تھا

اور وہ شاگرد جو اُس کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ کیونکر ایسی باتیں ایجاد کر سکتے جو بالکل عام لوگوں میں سے تھے نہیں صاحب اگر وے لوگوں کو دھوکا بھی دینا چاہتے تو بھی نہیں دے سکتے تھے۔ کیونکہ اپنے آپ میں وہ نکمّے اور نالائق تھے اور لوگوں کی نظروں میں کمینے تھے۔ سو ضرور اِس معاملہ میں سچائی تھی جس نے باوجود دنیا کی سخت مخالفت کے اُن کو کامیاب کروایا۔ اور پنڈت جی آپ تو اب بیفائدہ دانت پیستے گئے۔ کیونکہ دنیا اس بات کی قائل ہوگئی ہے کہ گھی اور آٹے کی دھونی لینے اور بیلوں اور بکروں کا لہو بہانے سے گناہ کی معافی نہیں ہوسکتی ہے۔ اور اگر معافی ممکن ہے تو خدا کے فضل سے ممکن ہے جس کا ظہور خدا کا بیٹا یسوع مسیح ہے۔

سوال (۸۵) متی ۲۶: ۴۷-۷۴۔ اِن آیات میں خداوند یسوع کے پکڑے جانے کا ذکر ہے اُس میں سے پنڈت جی شاگردوں کے بھاگ جانے اور پطرس کے انکار کرنے پر یوں زبان درازی کرتے ہیں۔

(محقق) دیکھئے عیسیٰ میں نہ ہی اتنی طاقت اور نہ ہی اتنا جلال تھا کہ وہ اپنے شاگردوں کو سچّا ایمان والا بنا سکے تاکہ وہ ایسے ہو جاتے کہ اگر اُنہیں اپنی جان پر بھی کھیلنا پڑتا تو بھی اپنے ربّی کو لالچ سے نہ پکڑواتے نہ منکر ہوتے نہ جھوٹ بولتے نہ جھوٹی قسم کھاتے۔

(رہبر) لالچ سے پکڑوانے والے کا احوال تو (۸۲) سوال کے جواب میں آچکا ہے باقیوں کا احوال تو عجیب بے نظیر خدا کی قدرت سے پُر ہے۔ دیکھئے جب پطرس ڈر کے مارے انکار کرچکا تو اُس سے اُس نے مسیح کے علم غیب کو ثابت کیا جس نے اُس کے انکار کی پہلے ہی سے خبر دی تھی۔ اور شاگردوں کے بھاگ جانے کی بابت بھی اور پھر جب پطرس انکار کرچکا تھا تو خداوند نے اُس کی طرف دیکھا اور پطرس پر یہ اثر پڑا کہ اُس کی پیشگوئی یاد آئی اور وہ زار زار رونے لگا پطرس میں یہ کسر تھی کہ اُس کی طبیعت میں شیخی اور شوخی تھی اور اپنے اوپر جلد بھروسہ کر اُٹھتا

تھا۔ مگر اس گرنے سے اُسکو یہہ فائدہ پہنچایا گیا کہ اُس کو اپنی کمزوری خوب نظر آگئی اور وہ تائب ہوا اور خداوند نے اُسکو قبول کیا اور محبت میں اُس کو بڑھایا اور اُسکی باقی زندگی خداوند کی محبت اور ایمان میں دلیری اور فروتنی کے ساتھ گذری۔ اُس کے کام اور اُس کے خطوط اُس کی ایسی زندگی کے شاہد ہیں +

پھر اگرچہ شاگرد ڈر کے مارے خداوند کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اِس لئے کہ مسیح کا گرفتار ہونا اور پھر صلیب دیا جانا اُن کی امیدوں کے برخلاف نکلا اور اُن کے ایمان اور محبت میں کمزوری آگئی لیکن جب خداوند مُردوں میں سے زندہ ہوا اور اُن شاگردوں نے اُس واقعہ کو خوب تحقیق کر لیا اور خداوند نے بھی اپنے زندہ ہونے کے ظاہر اثبوت دیئے تو وہ شاگرد پھر اُس کے پاس جمع ہو گئے۔ ورنہ پھر جمع نہ ہوتے اور مسیح کی بابت جان پر بازی کھیلکر گواہی دینے لگے۔ نہ لوگوں سے ڈرتے نہ حاکموں سے۔ اور تمام بے دینی اور ناپاکی کے برخلاف سچائی اور پاکیزگی کی منادی کرتے پھرے خصوصاً اُسوقت سے جب خداوند نے اپنے وعدے کے موافق اپنی روح مقدس کو اُن پر آسمان سے نازل کیا۔ رسولوں کے اعمال اور اُن کے خطوں سے یہہ تمام خوبیاں اُن میں ثابت ہیں۔ پنڈت جی نے اس بات کے دونو پہلو نہ دیکھے اور یونہی اعتراض بنا لیا +

آپ کے اعتراض کا محض جھوٹی بکواس ہونا رسولوں کے تابعین کی حالت سے بھی ثابت ہے تابعین کی بیدینی اور دینداری کی حالتوں کا یہہ مقابلہ تھا جیسا پولوس رسول افسیوں اور کلسیوں کو جتاتا ہے۔ "اپنے اُن اعضا کو مُردہ کرو جو زمین پر ہیں یعنے زناکاری اور ناپاکی اور شہوت اور بُری خواہش اور لالچ کو جو بُت پرستی کے برابر ہے . . . تم جس وقت اُن باتوں سے جیتے تھے اُس وقت انہیں پر عمل کیا کرتے تھے لیکن اب تم بھی ان سب کو چھوڑ دو کیونکہ تم نے پرانی انسانیت کو اُس کے کاموں سمیت اُتار ڈالا" وغیرہ (کلسیوں ۳: ۵

۱۰) اور افسیوں ۲: ۲ وغیرہ۔ دیکھیئے اُس زمانہ میں مسیح کی طاقت اور جلال کی ایسی تاثیریں لوگوں پر ہوگئی تھیں۔ ایک رومی مورخ پلینی اسی زمانہ کا ایسی ہی گواہی دیتا ہی۔ پلینی اصغر نے نکومیڈیہ سے عیسائیوں کی بابت اپنے مشہور خط میں شہنشاہ ٹراجن کو یوں لکھا کہ اُن کے قصور کا خلاصہ یہہ ہی کہ وہ ایک مقرری دن جمع ہوتے ہیں دِن چڑھنے سے پہلے تاکہ آپس میں باری باری مسیح کے لئے گیت گاویں جیسے کسی خدا کے لئے اپنے تئیں قسم سے باندھتے ہیں کہ کسی قسم کی شرارت کے مجرم نہ ہوویں۔ نہ چوری کے نہ رہزنی کے اور نہ زناکاری کے سبب بے وفائی نہ کریں۔ امانت میں بددیانتی نہ کریں۔ یہہ رسمیں ادا کرکے وہ رخصت ہوتے ہیں اور پھر جمع ہوتے تاکہ ایک کھانا یا ناشتہ کھاویں۔ کیا اُن کو اِس نام کے سبب سزا دیجائے گو بے قصور ہی ہوں؟ یا کہ یہہ نام ہی ایسا بُرا ہی کہ سزا کے قابل ہی؟ یہہ ایک غیر قوم حاکم کی گواہی ہی۔ مگر پنڈت جی تو جلے تن صرف اپنے ہندوؤں کو بہلانے کے واسطے ایسی جھوٹی باتیں بنا گئے +

مگر دوسروں کی گواہی جانے دو۔ ہم خود خداوند یسوع کی قدرت کے گواہ ہیں۔ ہندوستان کے جو ہندوؤں اور محمدیوں اور چوہڑوں وغیرہ میں سے عیسائی ہوئے ہیں عیسائی ہونے سے پہلے یہہ اعتقاد اور یہہ عمل رکھتے تھے۔ کہ جانوروں اور پتھروں اور عناصر اور آدمیوں کو اور قبروں اور سمادھوں اور مندروں کو پوجتے۔ شرک فی العبادت کے رواداِر تھے۔ گالی دینا جھوٹھہ بولنا ہر حالت میں بُرا نہیں جانتے تھے۔ دل کی پاکیزگی سے ناواقف صرف نہانے دھونے کو پاکیزگی جانتے تھے۔ دختر کشی اور ستی ہونے کو ثواب جانتے تھے اور ایسا بہت کچھہ کرتے تھے جواب ہم کو ناواجب اور بُرا اور سزا کے لائق معلوم ہوتا ہی۔ اب ہم خدا اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح پر نجات کے لئے بھروسہ رکھتے ہیں کسی قسم کی بُت پرستی نہیں کرتے ہر قسم کی بدی سے پرہیز کرنے کی فکر و کوشش میں رہتے ہیں۔ دل کی پاکیزگی کو

اصل بات جانتے ہیں اور معاشرت اور طہارت کو وسائل نجات میں سے نہیں مانتے۔ یہہ سب کچھہ خداوند یسوع مسیح اور اُس کی روح کی مدد سے کرتے ہیں اور بغیر اُس کی قدرت کے ویسے ہی ہوتے جیسے ہمارے غیر قوم بھائی ابتک ہیں۔ جن کی عادتیں اور خیال گنہگاروں کی مانند ہیں۔ یہہ سب تبدیلیاں ہماری حالت میں اِس ایمان کے سبب سے ہیں جو یسوع مسیح اور اُس کے کفارہ پر ہے۔ ہر ایک ایماندار مسیح کی قدرت کا ثبوت ہے۔ اُس کا معجزہ ہے اور اِس لئے مسیحی اوروں کو مسیح پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے ✦

(محقق) عیسیٰ میں کوئی معجزہ بھی نہ تھا۔ مثلاً توریت میں لکھا ہے کہ لوط کے گھر پر مہمانوں کو مارنے کے لئے بہت سے لوگ چڑھہ آئے تھے۔ وہاں خُدا کے دو فرشتے تھے اُنہوں نے اُن کو اندھا کر دیا۔ اگرچہ یہہ بات بھی ناممکن ہے تاہم یہہ تو ثابت ہو گیا کہ عیسیٰ طاقت میں لوط کے برابر بھی نہ تھا ✦

(رہبر) مسیح میں معجزہ نہ ہونے کی اس دلیل پر آپ نے شور مچایا! اس سے زیادہ عقل رکھہ کر ایسی مُنہہ زوربات کرنی چاہئے تھی۔ خداوند کو اختیار تھا کہ جب چاہے معجزے کرے اور جب چاہے نہ کرے۔ مگر آپ جیسوں کو قائل کرنے کے لئے اُس نے سینکڑوں معجزے دکھائے تھے تو بھی ضد اور ڈاہ سے بھرے ہوئے متعصبی فقیہہ اور فریسی اُس کو آپ کی طرح دشنام دہی کرتے تھے۔ یہہ بُری سپرٹیں آدمی کو اندھا کر دیتی ہیں اور مغز مار دیتی ہیں۔ دیکھئے ناظرین کہ جب وہ دشمن خداوند کو پکڑنے آئے تو اُس کے یہہ کہتے ہی کہ میں ہوں وہ پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے۔ (یوحنا ۱۸: ۵ و ۶) اُس از غیبی صدمہ سے خداوند نے اُس گروہ کو جتا دیا کہ تمہارا ہجوم اور تمہاری تلواریں اور لاٹھیاں میرے مقابلہ میں کچھہ نہیں ہیں تم سب ایک دم میں مارے جا سکتے ہو۔ خداوند کی اِس قدرت کو دیکھہ کر شاگرد بھی لڑائی کے لئے کچھہ دلیر ہو گئے چنانچہ پطرس نے تلوار مار بھی دی۔ مگر خداوند نے اُس کو منع کیا اور جس آدمی کا کان پطرس نے

اُس ضرب سے اُڑا دیا تھا اُس کو چھُو کے چنگا کر دیا۔ (لوقا ۲۲ : ۵۱)۔ دیکھئے پنڈت جی لوط پر حملہ کرنے والوں کو تو اُن فرشتوں نے اندھا کر دیا اور سزا دی تھی اور وہ سزا یہ معجزہ آپ کو بھی نظر پڑا مگر چونکہ خداوند نے ایسے خطرے کے موقعہ پر بھی دشمنوں سے محبّت کا سلوک کیا اس لئے اُس کے محبّت کے معجزے آپ کو نظر نہ آئے اور کہدیا کہ عیسیٰ میں معجزہ نہیں تھا۔ کاشکہ خداوند آپ کے چیلوں کو زیادہ سمجھ بخشے تاکہ وے آپ کی طرح بہکی ہوئی باتیں نہ کریں۔ اور یاد رکھیں کہ اس سارے ماجرے میں یعنے گرفتار کئے جانے سے دفن کئے جانے تک جو جو دُکھ اور اذیّت اور موت اُسپر گذری اُس میں ہرگز یہہ منشا نہ ہوا کہ اپنے بچانے کے لئے وہ کوئی معجزانہ کام کرے۔ اور اِس کا سبب میں (۸۷) سوال کے جواب میں واضح کرونگا*

سوال (۸۶) متی ۲۶ : ۳ تا ۵۔ اسپر وہی سوال کیا ہی جس کو (۸۷) سوال میں دُہرایا ہی اس لئے اُسی سوال کو دیکھو*

سوال (۸۷) متی ۲۷ : ۱۱-۵۰ میں مسیح کی اُس آزمایش کا بیان ہی جو حاکم کے روبرو ہوئی۔ اور اُسکا صلیب پر چڑھایا جانا اور لوگوں کا اُس کو طعنے مارنا اور کفر بکنا مذکور ہوا اور مسیح کے اپنی جان دینے کا بیان ہی۔ ان واقعات پر پنڈت دیانند نے یوں باتیں بنائی ہیں

(محقق) ہر موقعہ پر عیسیٰ کے ساتھ اُن بدمعاشوں نے بدسلوکی ہی کی۔ لیکن اس میں عیسیٰ کا بھی قصور ہی۔ کیونکہ خدا کا نہ کوئی بیٹا ہی نہ وہ کسی کا باپ ہی*

(رہبر) پنڈت جی اور یہودیوں کا سردار کاہن اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ مسیح کا اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہنا سچ نہیں تھا اور قتل کے لائق کفر تھا۔ اور اُن بدمعاش دشمنوں کی طرح آپ نے بھی مسیح کے برخلاف ویسا ہی شور مچایا ہی۔ کیونکہ مسیح کے ابن اللہ ہونے میں کسی قسم کے ثبوت کی کمی نہیں اور صرف یہہ کہہ دینا کہ خدا کا نہ کوئی بیٹا ہی نہ وہ کسی کا باپ ہی صرف ایک بناوٹی فخر ہی۔ ناظرین غور کریں کہ کیا یہودی اور عیسائی عہد عتیق سے اور محمدی

قرآن سے دکھلا سکتے ہیں کہ خدا نے اپنی خدائی کا کوئی ایسا بڑھ کر ثبوت دیا کہ ویسا مسیح خدا نے اپنے ابن اللہ ہونے کی بابت نہ دیا ہو۔ اور وہ بیدوں کے ماننے والے ویدوں کے ۳۳ دیوتوں میں سے سب سے بڑا دیوتا یا خدا معین کریں اور دکھلاویں کہ اُس نے اپنی خدائی بڑائی کے ایسے ثبوت دیئے جیسے مسیح نے انجیل میں اپنے ابن اللہ ہونے کے لئے دیئے۔ اور یا مہابھارت اور بھاگوت پران میں کوئی ایسا ایشورا وتار دکھلاویں جس نے اپنے ایشور یا ایشورا وتار ہونے کے ایسے ثبوت دیئے جو خدا کی شان کے شایاں اور بنی آدم کے لئے مفید ہوں۔ گوتم بدھ کو معذور رکھتا ہوں کیونکہ وہ کسی خدائے خالق کا قائل ہی نہ تھا +

(محقق) جب حاکم نے پوچھا تھا تو مسیح سچ سچ بیان کر دیتا +

(رہبر) چونکہ مسیح لوگوں کے الزاموں کا جواب نہ دیتا اور حاکم کے کہنے پر بھی کچھ جواب نہ دیا اس لئے پنڈت جی یہہ صلاح دیتے ہیں۔ سردار کاہن نے بھی مسیح سے جواب کے لئے کہا تھا لیکن اس موقعہ پر بھی اُس نے کچھ جواب نہ دیا تھا (۲۶ : ۶۲)۔ مگر کیا سبب تھا کہ خداوند لوگوں کے الزاموں کا جواب نہیں دیتا تھا؟

(۱) اسلئے کہ گواہ جھوٹے تھے اور اُن کی گواہیاں متفق نہ تھیں (مرقس ۱۴ : ۵۶) ایسی حالت میں خاموشی جواب تھا +

(۲) پلاطوس حاکم کو بھی معلوم تھا کہ انہوں نے اُسے حسد سے پکڑوایا ہے (آیت ۱۷) اس لئے مسیح نے جواب نہ دیا۔ اور دوسرے یہودی خود جانتے تھے کہ اُن کے الزام اُن کے اپنے بناوٹی الزام تھے (متی ۲۲ : ۱۷ و ۲۱۔ اور یوحنا ۱۶ : ۱۵) +

(۳) سردار کاہن اور سارے صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے خواہاں تھے (۲۶ : ۵۹) اور یہی لوگ مدعی بنے اور یہی گواہ اور منصف تو ایسوں کے سامنے عذر داری کرنا فضول تھا +

(۴) معلوم ہوتا ہے کہ یہودی قلعہ کے اندر جہاں پلاطوس ٹھہرا ہوا تھا نہیں گئے تھے (یوحنا ۱۸: ۲۸ و ۳۳) اور پلاطوس نے باہر نکل کر اُن کی باتیں سُنی تھیں۔ اور اُس شور و غل میں جو جو الزام یہودیوں نے قلعہ کے باہر کھڑے کھڑے لگائے مسیح نے اُن کا کچھ جواب نہ دیا جیسا متی رسول نے لکھا ہے۔ اس پر پلاطوس نے تعجب کیا اور قلعہ کے اندر پھر داخل ہوا اور وہاں یسوع کو اندر بُلایا اور وہی سوال پھر کیا اور خداوند نے اُسکو جواب دیکر خوب سمجھایا کہ میں کس قسم کا بادشاہ ہوں (یوحنا ۱۸: ۳۳-۳۷) یہہ حال سُنکر پلاطوس نے آکر یہودیوں سے صاف کہا کہ میں اُس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔ (مقابلہ کرو آیت ۸ ۳ باب مذکورہ)۔ اور سردار کاہن کے سامنے بھی جب اُس نے خدا کی قسم دیکر پوچھا تھا تو مسیح نے صاف کہہ دیا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور اپنی اس حقیقت کو وہ پہلے طرح بہ طرح ثابت کر چکا تھا۔ اور ایک اور ثبوت کا انتظار کرنے کے لئے فرمایا (متی ۲۶: ۶۴) "مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابنِ آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے"۔ اس میں خداوند نے اپنے عروج فرمانے اور پھر آنے کی پیشگوئی کی اور اُس کی تکمیل پطرس نے لکھی ہے (دیکھو اپطرس ۳: ۲۲) اور اس آسمانی شان کا دیدار اُن کو مسیح کی دوسری آمد کے وقت ہو جائیگا (اعمال ۱: ۱۱) غرضیکہ مسیح خداوند نے تو سچا اقرار کیا لیکن وہ ڈاہ سے بھرے ہوئے یہودی اس بات کو قتل کے لائق سمجھے۔ اور پنڈت جی اُن کے ہمخیال ہیں جیسے آدم کے گناہ کرنے کے بارے میں بھی آپ نے استدلال کرنے کی کوشش کی تھی۔

مکرر یہہ بھی یاد رہے کہ پلاطوس کے پھر اصرار کرنے پر کہ یسوع اُس سے بولے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ مجھے تیرے چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہے اور صلیب دینے کا بھی (یوحنا ۱۹: ۱۰) اُس کے جواب میں خداوند نے فرمایا تھا کہ "اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا اس سبب سے جس نے مجھے تیرے حوالے کیا اُس کا گناہ زیادہ ہے" (آیت ۱۱) اِس سے

ظاہر ہو کہ اگرچہ مسیح اپنے بچنے کے لئے کوئی عذرخواہی یا چارہ جوئی نہیں کرتا تھا اور نہ کرنا چاہتا تھا تاہم اُس نے پہلے سردار کاہن وغیرہ کے اور اب پلاطوس کے روبرو اُن کا اور پلاطوس کا جُرم دکھلا دیا۔ مگر وے سب اپنی تقدیر کو نہ سمجھے اور نادانی اور ڈاہ سے مسیح کو قتل کے لئے حوالے کر دیا +

(محقق) اگر عیسیٰ کے پہلے کئے ہوئے معجزے ٹھیک اور درست ہوتے تو چاہئے تھا کہ اب بھی صلیب پر سے اُتر کر سب کو اپنا پیرو بنا لیتا۔ اور اگر وہ خدا کا بیٹا ہوتا تو خُدا بھی اُس کو بچا لیتا۔ اور اگر وہ صاحب کرامت ہوتا تو چلاّ چلاّ کر کیوں جان دیتا +

(رہبر) ایسا ہی کفر تو وہ سردار کاہن وغیرہ بھی بولتے تھے مگر اُس زندگی کے مالک نے ان باتوں کی کچھ پرواہ نہ کی اور کیوں اُن یہودیوں اور دیانند کی مرضی اور طعنہ زنی کے مطابق صلیب پر سے اُتر کر اپنی جان نہ بچائی؟ اس لئے نہیں کہ خداوند صاحب کرامت نہ تھا۔ اس کے معجزوں کا تو وہ دشمن اپنے طعنوں میں بھی اقبال کر رہے تھے لیکن۔

(۱) اِس لئے پرواہ نہ کی اور اپنی جان بچانے کے لئے معجزہ نہ کیا کیونکہ وہ پہلے اظہار کر چکا تھا کہ ابنِ آدم اِس لئے آیا ہو کہ اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے (متی ۲۰: ۲۸)

(۲) اِس لئے کہ وہ اپنا یہ اختیار و قدرت بھی جتا چکا تھا کہ مَیں اپنی جان دیتا ہوں تا کہ اُسے پھر لوں . . . مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہے (یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸) پس اگرچہ یہودی اور پنڈت دیانند صرف نادانی اور ڈاہ سے ایسی طعنہ زنی کر گئے مگر خداوند اُن کی باتوں کو مانکر اپنے اس قدرت و اختیار کو کب اور کس طرح ثابت کرتا؟ اِس لئے اُس نے اُن کمینہ و بے وقوفوں کی بات کی پرواہ نہ کی۔ اور خدا باپ نے بھی اپنے پیارے بیٹے کو صلیب پر سے نہ بچایا اور صلیب کا زور چل گیا کیونکہ خدا نے جہان کے لئے اپنا پیارا بیٹا بخش دیا تھا اِس لئے

اب اُس کو چھڑانے کا وقت نہیں تھا چھڑانے کا وقت تیسرا دن تھا اور وہ بہت دور نہیں تھا!

(۴۳) اگرچہ وہ تمام تکلیفیں مسیح پر خُدا کے ٹھہرائے ہوئے ازلی ارادہ کے مطابق وقوع میں آئی تھیں جیسا خداوند نے خود پلاطوس کو جتایا تھا مگر اُن سب میں مسیح کے حق میں خدا کی ناراضگی کی کوئی خاص ظاہرا وجہ نظر نہیں آئی تھی یعنے کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہوئی تھی جس سے بموجب پیشگوئی کے ''وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا'' ظاہر ہوا (یسعیاہ ۵۳: ۴) - لہذا وہ اندھیرا چھا جانا اور اُس میں مسیح کا چلاّنا اس بات کی علامتیں تھیں کہ حقیقت میں خدا نے اُس کو چھوڑ دیا تھا کہ اگرچہ وہ بے گناہ تھا تو بھی چونکہ گنہگاروں کے بدلے میں تھا اس لیئے ایک مجرم کی طرح مارا جاتا تھا - مسیح خداوند گنہگاروں کے بدلے ایک گنہگار کی طرح سزا پا رہا تھا اور اُن علامتوں سے ظاہر ہوا کہ خدا کی عدالت اُس پر اُسی طرح وارد کی گئی جس طرح عدالت کے دِن گنہگار بے ایمانوں کی حالت ہوگی (متی ۲۴: ۲۹ - مکاشفہ ۶: ۱۶) گویا خدا نے بھی اُسپر فتویٰ دیکر اُسکو دکھ اور موت کے منہہ میں چھوڑ دیا - اور مسیح نے اِس جدائی کی بھی برداشت کی اور نہ لوگوں کے طعنوں اور نہ اس جدائی کے سبب خدا پر سے اپنا بھروسہ زائل کیا - بلکہ یہہ کہا اَے میرے خدا - بہرحال اِن انسانی اور الٰہی دکھوں کا وار اُسپر اُن باتوں کے سبب آیا اور خداوند نے اُن کو اپنے اوپر آنے دیا جنکا بیان (۱) و (۲) میں ہوا ہے ؛

(۴۴) انسان کی عادت ہے کہ جب کوئی کام اپنی مرضی کے موافق وقوع میں نہ آوے اپنی آرزو یا دُعا پوری نہ ہووے تو دعا کے سننے والے اور آرزو پورا کرنیوالے کی طاقت پر شک لاتے ہیں کہ اُس میں ایسا کرنے کی قدرت ہی نہیں ہے - ایسے خیالوں میں پڑکر بہتیرے خدا سے بے ایمان ہو جاتے ہیں اور اُس کی اور مہربانیوں کو بھول جاتے ہیں - اور خدا کو اپنی غرض پوری کرنے کی گنجایش نہیں دیتے چنانچہ لعزر کے مرنے پر بعض یہودیوں

نے یہہ کہا کہ کیا یہہ شخص جس نے اندھے کی آنکھیں کھولیں یہہ نہ کر سکا کہ یہہ شخص بھی نہ مرتا؟ (یوحنا ۱۱: ۳۷) لیکن نہ سمجھے کہ اُس کو مرنے نہ دینے میں خدا کا جلال اس طرح ظاہر نہ ہوتا جس طرح اُس کی لاش کو زندہ کرنے سے ظاہر ہو سکتا ہی (مقابلہ کرو آیت ۱۵ و ۴۰ و ۴۵) یہی سبب تھا کہ اپنے صلیب دیئے جانے میں بھی خداوند نے تمام اذیتوں کی برداشت کی اور مؤا تاکہ صلیب پر سے اُتر کر نہیں لیکن مُردوں میں سے زندہ ہوکر اپنے تئیں خدا کا بیٹا ثابت کرے (رومیوں ۱: ۴) اور مُردوں میں سے زندہ ہو کر اُس نے اوروں کے لئے یہہ برکت ثابت کی کہ وہ ضرور بالضرور کفارہ دینے والی موت مؤا تھا تاکہ گنہگاروں کو راستباز ٹھہراوے (رومیوں ۴: ۲۵)- پس پنڈت جی کا اعتراض یہودیوں کے اعتراضوں کے ساتھہ اُسی زمانہ میں رد ہو چکا تھا +

سوال (۸۸) اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا تھا- کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اُتر کے آیا اور اس پتھر کو قبر سے ڈھلکا کر اُسپر بیٹھہ گیا . . . وہ یہاں نہیں ہی کیونکہ جیسا کہا تھا وہ اُٹھا ہی . . . جب وے اُس کے شاگردوں کو خبر دینے جاتی تھیں دیکھو یسوع اُن سے ملا اور کہا سلام- اُنہوں نے پاس آکر اُس کے قدم پکڑے اور اُسے سجدہ کیا- تب یسوع نے اُنہیں کہا مت ڈرو پر جاکر میرے بھائیوں سے کہو کہ جلیل کو جاویں وہاں مجھے دیکھینگے- پھر وہ گیارہ شاگرد جلیل کے اُس پہاڑ کو جہاں یسوع نے اُنہیں فرمایا تھا گئے اور اُسے دیکھہ کر اُنہوں نے اُس کو سجدہ کیا پر بعضے دبدھے میں رہے اور یسوع نے پاس آکر اُن سے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا . . . اور دیکھو زمانہ کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھہ ہوں (متی ۲۸: ۲ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰) +

(محقق) یہہ بات بھی قابل تسلیم نہیں ہی کیونکہ خلاف علم اور خلاف قانون قدرت ہی +

(رہبر) پنڈت جی نے سوال ۸۲ اور ۸۵ میں یہوداہ کی بے وفائی اور پطرس کے انکار

کے بیان پر یہہ باتیں بنائی تھیں کہ مسیح کو معجزہ کی قدرت نہ تھی کیونکہ وہ اپنے شاگردوں کو پاک نہ کرسکا تھا وے اُس کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ ان باتوں کا کافی جواب دیا گیا ہے اب جب وہی شاگرد مسیح کے مُردوں میں سے زندہ ہونے کے ثبوت پانے پر اُس کے پاس آتے اور سجدہ کرتے ہیں تو پنڈت جی مسیح کی آلہی قدرت سے یوں جی چُراتے ہیں کہ وہ ثبوت خلاف علم اور خلاف قانون قدرت ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر آپ قانون قدرت سے واقف ہوتے تو ایسا نہ کہتے۔ صرف بعض یورپین عالموں کے خیالوں کے آسرے آپ نے بھی قانون قدرت کا بہانہ بنایا ہی حالانکہ ظاہر ہی کہ

(۱) خداوند یسوع نے جو صلیب پر مارے جانے اور تیسرے دن زندہ ہونے کی بابت کہا تھا وہ سب سچ کر دکھایا۔ اور قانون قدرت کے خلاف کچھہ نہیں کیا کیونکہ قانون قدرت کے مُقنّن کی قدرت سے سب کچھہ وقوع میں آیا علاوہ اس کے ذرا دھیان دیجئے کہ موت جو ہی سو گناہ کے سبب انسان کی اصلی پاک فطرت پر ایک لازمی تحکم ہی۔ اگر انسان گناہ نہ کرتا تو نہ مرتا یہہ ابتدائی قانون قدرت مقرر ہوا تھا۔ لہذا انسان کا گناہ کرنا اور مرنا سب اُس قانون قدرت کے خلاف ہی۔ اور چاہیے کہ اصلی قانون کسی طرح بحال کیا جائے۔ اس صورت میں مسیح کا مارا جانا خلاف قانون قدرت تھا کیونکہ وہ گناہ سے پاک تھا لیکن موت کا وار اُسپر صرف اِس لئے ممکن ہوگیا کہ وہ گنہگاروں کا درمیانی بن گیا۔ مگر جب وہ درمیانی کا خاص کام کرچکا یعنے کفارہ دے چکا تو پھر ممکن نہ تھا کہ وہ موت کے قبضہ میں رہتا (اعمال ۲: ۲۴) لہذا مسیح کا مُردوں میں سے زندہ نہ ہونا خلاف قانون قدرت ہوتا٭۔

٭ نیچر میں ہم یہہ بات دیکھتے ہیں کہ کسی چیز یا وجود کا بہتری اور ترقی کے لیئے تبدیل ہونا خلاف قانون قدرت نہیں ہے۔ بلکہ نیچر کا انتظام ہی ایسا ہے کہ ایسی تبدیلی کو طلب کرتا ہی اور جب ترقی کے وسائل اختیار نہیں کیئے جاتے

تعجب ہے کہ پنڈت جی بڑی خوشی اور شوق سے یہودیوں کی طرح کہتے رہے کہ اگر مسیح میں کرامت ہوتی تو اپنے تئیں بچا لیتا۔ لیکن جب اُس نے بچا لیا تو اُن یہودیوں نے اُس کے برخلاف ایک نئے جھوٹھ پر کمر باندھی تھی (متی ۲۸: ۱۱-۱۵) وہ اُس واقعہ کا اور طرح انکار نہیں کر سکتے تھے اور آپ ناممکن کے پیچھے لگتے ہو مگر بیفائدہ +

(۲) مسیح کا مُردوں میں سے زندہ ہونا ایسا قابل اعتبار اور ثابت واقعہ ہے کہ کوئی اور واقعہ ایسا نہیں ہے دشمنوں اور دوستوں نے اُس کی خوب تحقیق کی وہ جو دوست ہو گئے وہ پہلے اِس بات کو مانتے نہ تھے بلکہ شکی اور مخالف تھے اور اس بات کے واقعہ ہونے کی کوئی امید نہ رکھتے تھے۔ اُن لوگوں نے یہہ واقعہ بچشم خود دیکھا۔ تحقیق کیا اور تب گواہی دی۔ پہلے مخالف یہودیوں کے سامنے اور پھر غیر قوموں کے روبرو۔ چاہیے کہ اس شہادت کو توڑ کے دکھلایا جاوے کہ یہہ واقعہ غلط تھا۔ نرا ناممکن کہہ دینے سے تو کچھ نہیں بنتا +

(محقق) اول تو خدا کے پاس فرشتوں کا ہونا اُن کو جا بجا بھیجنا۔ اُن کا اوپر سے اُترنا وغیرہ باتیں ناممکن ہیں +

(رہبر) ان کے ناممکن ہونے کا کوئی ثبوت! جس حال کہ زمین کے باشندے۔ ہوا کے پرندے اور آسمان کے ستارے خدا کے تابع ہیں تو کیونکر ناممکن ہے کہ روحانی وجود ہوں اور وے بھی خدا کے تابع ہوں اور اُس کی مرضی بجا لاتے ہوں ؟

(محقق) کیا خدا کوئی تحصیلدار یا کلکٹر ہے ؟

(رہبر) نہیں زمین اور اُس کی معموری خداوند کی ہے (زبور ۲۴: ۱) اور انسان پر ہر طرح کی مہربانیاں کرتا رہا ہے (اعمال ۱۴: ۱۷) اور کسی چیز کا محتاج نہیں ہے کہ تحصیلدار بنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۰۷ ۔ تو غفلت زوال کی طرف لیجاتی ہے۔ لہذا مسیح کا زندہ ہونا تاکہ زندگی اور بقا کو روشن کرے اس انتظام عالم میں انسان کی ترقی کے لئے ضروری تقاضا تھا +

(اعمال ۱۷: ۲۵) البتہ وہ اپنے ذی شعور مخلوقوں سے اپنی بزرگی چاہتا ہی کیونکہ یہہ اُس کا حق ہی۔ اور اُس نے یہہ انتظام کیا ہوا ہی کہ جیسے سورج اور چاند سے دوسری چیزوں کو روشنی دلواتا ہی ایسا ہی فرشتوں اور آدمیوں کے ذریعہ سے دوسرے آدمیوں کو اپنے پیغام دلواتا ہی۔ میری یہہ صلاح یاد رکھنے کے قابل ہی کہ اہل تحقیق حرافوں کی طرح بات نہیں کیا کرتے۔ تحقیق بڑی اچھی چیز ہی مگر ستھرے بنا ہی انشاء اُردو کسی بات کی دلیل نہیں ہی +

آپ خوب غور کریں کہ خدا تعالیٰ بارش کے ذریعہ وہ کام کرتا ہی جو کوؤں کے پانی سے انجام نہیں پہنچ سکتا۔ سورج سے وہ کام کرواتا ہی جو موم کی بتی اور چولہے کی آگ سے نہیں ہو سکتا۔ انسان سے وہ کام کرواتا ہی جو حیوان سے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح فرشتوں سے وہ کام کرواتا ہی جو انسان نہیں کر سکتا۔ اور اسی لئے مسیح کی قبر پر فرشتہ بھیجا گیا تا کہ ایسا ہی کرے اور پہرے والوں پر ثابت ہو کہ وے خداوند کے زندہ ہونے کو روک نہیں سکتے تھے بلکہ اس کے زندہ ہونے کے گواہ بنائے گئے (آیت ۱۱) اور عورتوں کے لئے سہل ہو گیا کہ قبر کے اندر دیکھ سکیں کیونکہ وہ سوچ میں تھیں کہ پتھر کو ہمارے لئے کون ہٹائیگا +

(محقق) کیا اُسی جسم سے وہ آسمان پر گیا اور پھر جی اُٹھا۔ کیا اُسی جسم کے قدم پکڑ کر اُن عورتوں نے سجدہ کیا!

(رہبر) پہلے آسمان پر نہیں گیا لیکن پہلے مُردوں میں سے جی اُٹھا اور پھر آسمان کو گیا وہی جسم جو مرا تھا زندہ ہوا۔ اور عورتوں نے اُسی کے قدم پکڑے تھے۔ مگر یہہ بھی معلوم ہو کہ مُردوں میں سے زندہ ہو کر اُس میں تبدیلی آگئی تھی یعنے جلالی جسم ہو گیا تھا (فلپ ۳: ۲۱) اور اس دُنیا کے قوانین قدرت سے اعلیٰ اور بالا ہو گیا تھا اور اس لئے آسمان پر عروج کرنا لابُدی امر تھا۔ انجیل میں اور مُردوں کا بھی ذکر ہی جن کو خداوند نے زندہ کیا تھا۔ جیسے لعزر۔ مگر اُن کے زندہ ہونے اور مسیح کے زندہ ہونے میں فرق تھا۔ مسیح کا جسم قیامتی جسم ہو گیا مگر دیگر مُردوں کا جسم

زمینی جسم رہا تھا اور اُن کو زندہ کرنے سے صرف اُن کی زمینی عمر کو بڑھا دیا گیا تھا لیکن قیامت والے جسم کی وہ صورتیں اُن کو حاصل نہیں ہوئی تھیں جن کا ذکر ۱۔ قرنتیوں ۱۵ : ۴۲-۵۴) میں ذکر ہوا ہے +

(محقق) وہ جسم تین دن تک سڑ کیوں نہ گیا ؟

(رہبر) اِس لئے کہ حکم نہیں تھا۔ نہ طبی نہ الٰہی +

(محقق) شاگردوں سے ملنا اور اُن سے سب باتیں کرنا ناممکن ہے کیونکہ اگر یہہ تمام باتیں سچ ہوں تو آج کل مُردے کیوں نہیں جی اُٹھتے ؟ اور اُسی جسم سے آسمان کو کیوں نہیں جاتے ؟

(رہبر) آجکل مُردوں کے جی اُٹھنے کا وقت نہیں ہے مسیح کے جی اُٹھنے اور دیگر مُردوں کے جی اُٹھنے میں یہہ بندوبست ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی باری سے زندہ کئے جائینگے۔ پہلا پھل مسیح پھر مسیح کے آنے پر اُس کے لوگ"۔ (۱۔ قرنتیوں ۱۵ : ۲۳) اور مسیح کا سب سے پہلے زندہ ہونا ضروری تھا تاکہ آئندہ زندگی اور بقا کی حجّت کو درست کرے۔ لہذا آجکل مُردوں کا زندہ نہ ہونا مسیح کے زندہ ہونے کے برخلاف دلیل نہیں ہے بلکہ اُن کے اپنے وقت پر زندہ کئے جانے کا واقعی ثبوت ہے اور اُسوقت وے مبدل جسم کے ساتھ آسمان پر جاوینگے نہ کہ اسی جسم کے ساتھ۔ پنڈت جی یونہی بھولے بھٹکے سوال بنا گئے +

سوال (۸۹) کیا یہہ بڑھئی نہیں (مرقس ۶ : ۳) +

(محقق) دراصل یوسف بڑھئی تھا اِس لئے عیسیٰ بھی بڑھئی تھا۔ کئی ایک برس تک بڑھئی کا کام کرتا رہا بعد پیغمبر بنتا بنتا خدا کا بیٹا ہی بن بیٹھا۔ اور ایسا ہی جنگلی لوگ اُسے ماننے لگ گئے تب ہی تو بڑی کاریگری ظاہر کی۔ کاٹنا کوٹنا۔ پھوڑنا پھاڑنا بڑھئی کا ہی کام ہوتا ہے +

(رہبر) اُس مقام سے تو یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ جنگلی لوگ اُسے ماننے لگ گئے

بلکہ یہہ لکھا ہو کہ اُنہوں نے اُس سے ٹھوکر کھائی"۔ اور یسوع اُن کی بے اعتقادی کے سبب تعجب کرتا تھا"۔ (آیت ۶) پنڈت جی نے یونہی بے پر کی اُڑائی +

پھر جس طرح اُن لوگوں نے باوجود اُس کی تعلیم اور حکمت لاثانی اور معجزات یزدانی کے اُس کو محض بڑھئی جانکر اُس سے ٹھوکر کھائی تھی پنڈت جی نے بھی اپنا وہی حال کیا۔ بلکہ بد تر۔ کیونکہ وہ جنگلی لوگ تو یسوع کی تعلیم اور معجزات کو اُس کے بڑھئی ہونے سے علیحدہ خوبیاں سمجھتے تھے مگر پنڈت جی تو اُن باتوں کو اُس کے بڑھئی ہونے کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ کیا یہہ اُن اُن جنگلی لوگوں کی بات سے زیادہ عقلمندی کی بات ہی؟ اُن لوگوں کی چلن سے ظاہر ہی کہ وہ ہندوؤں کی طرح زود اعتقاد نہیں تھے +

اور بھی دیکھئے کہ اُن لوگوں کا حدِ علم یسوع مسیح کی بابت آپ کی طرح صرف یہہ تھا کہ وہ بڑھئی کا بیٹا ہی اور دوسری طرف سوال یہہ تھا کہ ایسی حکمت اور معجزے مسیح نے کہاں سے پائے؟ اور وہ اس کے عرفان سے محروم رہکر اور اُس کو صرف ایک بڑھئی سمجھ کر ٹھوکر کھاتے تھے۔ اور افسوس ہی اُن سب پر جو یہہ بسبب اپنی جہالت اور تعصب کے مسیح سے ٹھوکر کھاتے ہیں اور اُسپر ایمان نہیں لاتے!

سوال (۹۰) یسوع نے اُس کو کہا تو کیوں مجھ کو نیک کہتا ہی۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنے خدا (لوقا ۱۸: ۱۹) +

(محقق) جب خود عیسیٰ ہی خدا کو لاشریک بتلاتا ہی تو عیسائی لوگوں نے روح القدس باپ اور بیٹا۔ تین خدا کہاں سے بنا لئے؟ +

(رہبر) کہیں سے نہیں۔ اور یہہ جھوٹی بات ہی کہ عیسائی تین خدا بناتے ہیں۔ ویدک رشی ایسے کاریگر ہونگے جنہوں نے ۳۳ دیوتے یا خدا بنا لئے تھے اور پرانوں والے اُن سے زیادہ ہنرمند ہو گئے کہ ۳۳ کروڑ بنا ڈالے۔ پنڈت جی ذرا زیادہ سوچتے تو معلوم کرتے

کہ جس حال ہمارا خداوند یسوع خدا کو ایک کہتا ہی تو اُس کے پیرو کیونکر تین خدا مان سکتے ہیں
با ایں ہمہ یہہ بھی یاد رہے کہ خداوند یسوع نے خدا کو بے شک لاشریک بتلایا ہی کیونکہ وہ ایسا ہی
وجود ہے - اور اپنی اور روح القدس کی بابت اُس نے یہہ اظہار کیا کہ میں باپ میں
سے نکلا اور آیا ہوں" (یوحنا ۸: ۴۲ اور ۱۶: ۲۸) جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہی اور میں باپ
میں" (۱۰: ۲۸) روح حق جو باپ کی طرف سے نکلتی ہے (یوحنا ۱۵: ۲۶) اِن اقوال سے ظاہر
ہی کہ بیٹے اور روح القدس کا باپ کی واحد ذات میں ذاتی رشتہ ہی اور اس لئے واحد ذات
الٰہی کو باپ بیٹا اور روح القدس کر کے جتایا گیا ہی مگر اس کو اسرار الٰہی بھی بتلایا گیا ہی (متی
۱۱: ۲۷) کیونکہ ذات الٰہی مخلوق کے لئے درحقیقت ایک بڑا بھید ہی اور یہی سبب ہی کہ
عیسائی باپ بیٹا روح القدس) کے نام پر بعیت طلب کرتے ہیں - لیکن تین خدا ہرگز نہیں
مانتے ہیں (متی ۲۸: ۱۹) +

سوال (۱۰۱) تب اُسے ہیرودیس کے پاس بھیجا . . . اور ہیرودیس یسوع کو دیکھ کر
بہت خوش ہوا کیونکہ مدت سے چاہتا تھا اور اُس کو اُس کی کوئی کرامات دیکھنے کی امید تھی اور
اُس نے اُس سے بہتیری باتیں پوچھیں پر اُس نے اُسے کچھ جواب نہ دیا لوقا ۲۳: ۷ - ۹ +

(محقق) یہہ بات متی کی انجیل میں نہیں ہی اس لئے شہادت میں فرق آگیا کیونکہ
سارے گواہ متفق الرائے نہیں ہیں +

(رہبر) خلاف رائے اُس حالت میں کہی جا سکتی اگر متی لکھتا کہ ہیرودیس کے پاس
نہیں بھیجا گیا اور کوئی بات چیت اُس کے ساتھ نہ ہوئی تھی - مگر معاملہ صرف یہہ ہی کہ اُس اثنا
میں ایک اور واقعہ گذرا تھا جسکا متی نے ذکر نہیں کیا مگر لوقا نے کیا - ان دو گواہوں کی
شہادت خام نو نہ ہوئی بلکہ جو جو ظلم اور بے انصافیاں یہودیوں اور پلاطوس کی طرف سے
مسیح پر ہوئیں اُن کو متی نے بیان کیا - لوقا اُنکی اور بھی تفصیل کے ساتھ تائید کرتا ہی لہذا پنڈت

جی کی جرح فضول ہی۔

(محقق) اگر عیسیٰ چالاک اور کراماتی ہوتا تو ہیرودیس کی باتوں کا ضرور جواب دیتا اور کرامات بھی دکھلاتا اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ عیسیٰ میں علمیت اور کرامات کچھ بھی نہ تھی۔

(رہبر) نہیں صاحب ہرگز نہیں۔ بات یہہ ہی کہ آپ کی ایک ایک بھول سے نئی نئی غلطیاں جنی ہیں۔ اُن کینہ ور لوگوں اور بے انصاف اور ڈرپوک حاکموں کے سامنے اُن جھوٹے الزاموں کا جواب نہ دینے اور اپنے بچاؤ کے لئے معجزہ نہ کرنے سے ایک تو آپ شوق سے اُن دشمنوں ہی کے پہلو پر کھڑے ہو گئے اور دوسرے بالکل بھولے رہے کہ مسیح نے کیوں اپنے بچاؤ کے لئے معجزہ نہ کیا اور اِس لئے اِیسی غلطیوں میں پڑے کہ یسوع میں نہ علمیت تھی نہ کرامت۔ سوال ۷۰ میں یہہ بات بخوبی واضح کردی گئی ہی اب مگر یہہ سمجھتا ہوں کہ

(۱) یہہ ہیرودیس جس کے روبرو پلاطوس نے مسیح کو بھیجا تھا وہی ہیرودانٹی پس تھا جس کو تواریخ نہایت عیاش اور ظالم بیان کرتی ہی۔ اُس کو خداوند نے اُس کی حیلہ سازیوں کے باعث لومڑی سے تشبیہہ دی تھی (لوقا ۱۳: ۳۲) اور اب تک وہ تائب نہیں ہوا تھا ایسے آدمی کے سوالوں کا جواب دینے کی خداوند نے پروا نہ کی۔

(۲) جس حال کہ وہ پہلے مسیح کی کراماتوں کا حال سُن چکا تھا تو اُسوقت موقعہ تھا کہ اُس کے پاس جاکر اُسکی باتیں اپنے کانوں سے سُنتا اور اُس کے کام اپنی آنکھوں سے دیکھتا مگر وہ ایسا فروتن اور طالب کبھی نہ بنا اور اب بھی صرف تماشہ دیکھنے والوں کی طرح معجزہ دیکھنے کا امیدوار تھا۔ لیکن خداوند کوئی شعبدہ باز تو تھا ہی نہیں جو ایسے شوقین تماشہ بین کے صرف شوق پورے کرتا۔ نہیں بالکل نہیں اُس نے جب کسی کی درخواست پر معجزہ کیا تو اس حالت میں کیا جب لوگ فروتنی اور ایمان سے سائل ہوئے مگر اس ہیرودیس نے ایسا نہ کیا اور اِس لئے

معجزہ دیکھنے سے بےنصیب رکھا گیا +

(۳) پھر یاد رکھو کہ مسیح نے اپنے فائدے کے لئے کبھی معجزہ نہ کیا اور اب اپنی گرفتاری اور آزمایش اور صلیبی موت سے بچنے کے لئے معجزہ دکھلانا اُس کے خلاف منشا ہوتا۔ جیسا ہم پہلے واضح کرچکے ہیں۔ اِس لئے ہیرودیس مایوس ہوگیا پنڈت جی کی طرح وہ لوگ بھی خداوند کے انتظام غیبی کو نہ سمجھتے تھے اور اس لئے معجزانہ قدرت دیکھنے کا جوش اور شوق دکھلاتے تھے البتہ اگر مسیح نے اُن کی ہیکل ہیں۔ اُن کے بازار ہیں۔ دیہات ہیں۔ اُن کے گھروں ہیں۔ اُن کے دریاؤں پر طرح طرح کے معجزے نہ دکھلائے ہوتے تب تو یہہ گمان درست ہوتا کہ مسیح میں کرامات نہ تھی مگر چونکہ مسیح اپنے آپ کو اُن کے درمیان معجزوں سے ثابت کرچکا تھا اِس لئے پنڈت جی کا گمان درست نہیں ہے۔ وہ وقت آگیا تھا کہ مسیح اپنی پیشگوئی کے بموجب ضرور مارا جائے۔ اور اُس کے بعد اُسکا سب سے بڑا معجزہ یہہ باقی تھا کہ مُردوں میں سے زندہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسیح کا دین کل دُنیا میں قائم ہوگیا اب اُن یہودیوں کی طرح سر ہلا ہلا کر کفر بکنے سے کچھ نہیں بنتا۔ چاہیئے کہ اب لوگ توبہ کریں اور اُس جلیل اور قادر خداوند پر ایمان لاویں +

سوال (۹۲) ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھہ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھہ تھا۔ سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُس کے ہوئی۔ زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نُور تھی (یوحنا ۱: ۱-۴) +

(محقق) ابتدا میں کلام بغیر متکلم کے نہیں ہوسکتا۔ اور اگر کلام خدا کے ساتھہ تھا تو ایسا کہنا ہی فضول ہے۔ اور کلام خدا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ جب وہ ابتدا میں خدا کے ساتھہ تھا تو یہہ بتاؤ کہ پہلے کلام تھا یا خدا +

(رہبر) واضح ہو کہ یوحنا رسول یسوع کو مسیح ثابت کرتے ہوئے پہلے یہہ دکھلاتا ہے کہ وہ

یسوع مسیح اصل میں کون ہے اور کیا ہے۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ وہ جو انسانی جامہ میں نظر آتا اور کلام کرتا تھا کون تھا اور دکھلاتا ہے کہ وہ انسانی صورت اختیار کرنے سے پہلے ہستی میں تھا اور اُس کی پیش ہست وجودیت کو ذاتِ الٰہی کے ساتھ رشتے میں ایک بیان کرتا ہے۔ اور اُس رشتے کو لفظ کلام سے ادا کرتا ہے اور تا کہ کلام اُن صرفی معنوں میں نہ سمجھا جاوے جو مقصد فیوض میں بیان کئے گئے ہیں رسول تفصیل کرتا ہے کہ وہ کلام کب سے ہے۔ ابتدا سے ہے۔ یعنے وہ ابتدا جو زمن سے پہلے تھا اور تا کہ یہہ گمان نہ کیا جاوے کہ وہ خدا سے الگ کوئی خود ہست ازلی وجود تھا رسول کہتا ہے کہ وہ خدا کے ساتھ تھا اور خدا تھا۔ لہذا یہہ نہیں کہہ سکتے کہ جب خدا کی عمر کروڑہا برس کی ہوگئی ہوگی تو یہہ کلام اُس کے منہہ سے نکلا ہوگا۔ یعنے "کلام بغیر متکلم کے نہیں ہوسکتا" اِلّا کلام صرف اِس رشتے کو بیان کرتا ہے جو بیٹے کو باپ کے ساتھ ہے۔ جیسا مسیح نے خود فرمایا تھا کہ "مَیں باپ سے نکلا اور دُنیا میں آیا ہوں"۔ اور خدا کے ساتھ ہونا اور خدا ہونا اُس کلام کے ازلی ہونے اور الٰہی ذات ہونے کے اظہار ہیں نہ کہ محض کلام اور متکلّم والی صورت ہے۔ اور رسول نے لوگوں کو ایسی غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کے لیئے کلام کی یہہ کیفیت جتا دینا ضروری سمجھا تھا اور لازم ہے کہ رسول کا مطلب اُسی کے الفاظ سے نکالا جاوے۔ چنانچہ

اُس پیش ہست کلام کے انسانی صورت میں ظاہر ہونے کے باعث یہہ گمان نہ کیا جاوے کہ وہ کوئی اعلیٰ قسم کا مخلوق تھا جو دیگر مخلوقوں سے تھوڑا یا بہت عرصہ پہلے بنایا گیا تھا۔ لیکن خدا کا اپنا ذاتی ظہور۔ اُسکی ماہیت کا نقش تھا۔ اور اس لیئے وہ تمام عزّت و بزرگی کے لائق ہے جو خدا کی شان کے شایاں ہے۔ (یوحنا ۵: ۲۳ اور عبرانیوں ۱: ۲ و ۳) + (محقق) اور کلام کے ذریعہ خلقت کبھی پیدا نہیں ہوسکتی جب تک اُس کی علّت مادّی نہ ہو +

(رہبر) ایسا خدا جو بغیر علت مادی کے خلقت کو پیدا نہیں کرسکتا تھا وہ خدا ہی نہیں
بائبل تو اُس خدائے قادر کا اظہار کرتی ہے جس کے بغیر کوئی چیز ہستی میں نہیں آسکتی تھی
وہی ایک ضروری ہستی ہے اور سب کچھ محتاج ہے۔ جیو بھی اور مادہ بھی۔ ہم نے آپ کے سوال
نمبر ۴ کے جواب میں علت مادی پر بحث کی ہے اور دکھلایا ہے کہ آپ نے کوئی دلیل اس
خیال کے ثبوت میں نہیں دی۔ اور نہ کوئی دلیل گھڑی جاسکتی ہے کہ مادہ اور جیو خدا کی
طرح ازلی اور خود ہست تھے +

(محقق) کلام کے بغیر بھی چپ چاپ رہکر خالق خلقت پیدا کرسکتا تھا +

(رہبر) یہہ تشریح بھی ساتھہ ہی لگا دینی تھی کہ جیسے کمہار چپ چاپ بیٹھکر مٹی سے
برتن بنایا کرتا ہے مگر خلق کرنے کے لئے قدرت اور حکمت درکار تھی آواز یا خاموشی سے
کیا بنتا تاہم چپ چاپ رہنا کیا ضرور تھا جبکہ ازلی کلمہ خدا میں موجود تھا +

(محقق) زندگی کس میں تھی۔ اِن الفاظ سے جیو کا ازلی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر جیو ازلی
ہے تو آدم کے نتھنوں میں سانس پھونکنا جھوٹھہ ہوا +

(رہبر) زندگی اُس کلام مجسم میں تھی جس کی شان میں رسول نے یہہ بیان لکھا ہے
اور یہہ وہی بات ہے جو خداوند نے خود کہی تھی کہ جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے
اُسی طرح اُس نے بیٹے کو بھی دیا ہے کہ اپنے میں زندگی رکھے (یوحنا ۵: ۲۶ و ۲۷) یعنے
بیٹے کی اِس مجسم صورت میں بھی +

پھر ان الفاظ سے جیو کا ازلی ہونا تو بیشک ثابت ہے لیکن فقط ایک ہی جیو کا یعنے جیو
ایشور کا۔ اِس لئے ضروری تھا کہ آدم کو جیتی جان کرنے کے لئے وہی اُس کے نتھنوں
میں سانس پھونکے +

(محقق) اور زندگی کیا انسانوں ہی کا نور ہے۔ حیوانات وغیرہ کا نہیں +

(رہبر) اگر حیوانوں کی ایسی فکر تھی تو ویدک رشیوں کے وقت سے لیکر اب تک جانوروں کو وید سکھانا کیوں نہ جاری کر دیا گیا؟ اور یا کہ صرف بائبل پر کوئی نہ کوئی اعتراض گھڑنے کے لئے جانور بھی یاد آجاتے ہیں؟ آپ کا یہہ فضول سوال ہے۔ بائبل کی باتیں صرف انسان کی تربیت اور بہتری کے واسطے ہیں۔ خدا کے نبی بندروں کے قلندر نہیں تھے مسیح کی زندگی انسانیت کے لئے نُور تھی۔ مگر کس بات میں؟ لکھا ہے کہ "وہ نُور تاریکی میں چمکتا ہے"۔ کونسی تاریکی میں؟ اِنسان گُناہ کرکے خدا سے پھر گئے اور الٰہی روشنی کو کھو دیا۔ اور کرہ زمین کی مانند ہو گئے جب وہ ویران اور سُنسان تھی اور گہراو کے اوپر اندھیرا تھا۔ ایسی انسانیت پر الٰہی نُور پھر چمکایا گیا ہے تاکہ وہ جیوے اور سرسبز ہووے۔ مقابلہ کرو (یوحنا ۵:۴۰-۲ اور ۸:۱۲)

سوال (۳۰۹) (بدروحوں کا چرچا) جب شام کا کھانا چنا گیا تھا شیطان نے شمعون کے بیٹے یہودا اسکریوطی کے دل میں ڈالا کہ اُسے پکڑوائے (یوحنا ۱۳:۲)۔

(محقق) یہہ بات درست نہیں کیونکہ عیسائیوں سے پوچھنا چاہئے کہ اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے تو شیطان کو کون بہکاتا ہے۔ اگر کہو کہ شیطان خود بخود بہکایا جاتا ہے تو پھر انسان بھی خود بخود بہکایا جاسکتا ہے۔ پھر شیطان کا کیا کام؟

(رہبر) درست بات یہہ ہے جو خداوند نے بتلائی کہ "شیطان جھوٹا ہے بلکہ جھوٹ کا باپ ہے" (یوحنا ۸:۴۴) جب ایسا شخص آدم و حوا کو بہکانے میں کامیاب ہوا اور بنی آدم کا دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز ہے۔ ہاں وہ نہایت فاسد ہے۔ (یرمیاہ ۱۷:۹) تو اس صورت میں شیطان اور اِنسان اخلاقی ہمجنس ہوئے اور مشورہ دینا لینا ویسی عام بات ہو گئی ہے جیسے ایک آدمی دوسرے پر بُرا اثر ڈال سکتا ہے۔ اُسکو فریب دے سکتا ہے۔ اور نیز غیب بد دیکر کوئی بُرا فعل بھی کروا سکتا ہے۔ بنی آدم میں یہہ روزمرّہ کارروائی ہوتی ہے۔ تو پنڈت جی بموجب اپنے قول کے اُن بہکانیوالوں کو دنیا سے ذرہ دور تو کر دکھاویں۔ اُن بہکانیوالوں کا کیا کام ہے؟

(محقق) اور اگر شیطان کا پیدا کرنیوالا اور بہکانے والا خدا ہی تو وہی شیطان کا شیطان عیسائیوں کا خدا ٹھہرا اور خدا ہی نے سب کو اُس کے ذریعہ سے بہکایا ہے۔ بھلا ایسے کام خدا کے ہوسکتے ہیں ؟

(رہبر) آپ یہودا کے وکیل تو بنے مگر خدا کو خواہ مخواہ دشنام کیا ہے۔ اسی طرح تو شیطان نے یہودا کے دل میں ڈالا تھا کہ وہ اپنے خداوند کو پکڑوائے اور بےعزت کروائے۔ وہ خود ہی اتنا حوصلہ نہ کرتا۔ تاہم معلوم ہو کہ بائبل کا یہہ بیان ہے کہ خدا نے اِنسان کو اور فرشتوں کو پاک بنایا اور چونکہ وے شرع کے پابند کئے گئے کیونکہ ذی شعور تھے۔ تو وہ اپنی اپنی مرضی کی آزادگی سے نافرمانی کرکے اپنی اصلی حالت سے گر گئے اور اِس لئے سزا کے لائق ٹھہرائے گئے ہیں۔ لہذا یاد رکھنا کہ اگر خدا شیطان کو شیطان اور اِنسان کو گناہ آلودہ پیدا کرتا تو گناہ اور سزا کوئی عیب یا دکھ نہ ہوتے اور نہ گناہ کی سزا ہوتی اور نہ اِنسان کو مکرر امرونہی فرمائے جاتے ہاں اگر تناسخ کا خیال صحیح ہوتا تب تو یہہ کہہ سکتے کہ خدا ہی نے بدروحوں کو اور انسان کو گنہگار پیدا کیا اور اُس نے بھی مایا کے بس میں بےبس ہوکر ایسا پیدا کیا (دیکھو رسالہ آواگون یا ابدی زندگی) لاچاری امر تھا مگر بائبل کی تعلیم یہہ ہے کہ ہر ایک اخلاقی فعل مرضی کی آزادگی سے سرزد ہوتا ہے۔ اور ایک مرضی دوسری پر آزادگی کے ساتھ اثر کرسکتی ہے۔ یہہ واقعی حال ہے۔ خدا کسی کو بہکاتا نہیں۔ بلکہ منع کرتا ہے کہ "فریب نہ کھاؤ"۔ (گلتیوں ۶: ۷) "اور اپنے آپ کو آزاد جانو مگر اس آزادی کو بدی کا پردہ نہ بناؤ" (۱پطرس ۲: ۱۶)۔ فرشتوں اور انسانوں کے گناہ کرنے۔ بہکنے اور بہکانے کی یہہ فلسفہ ہے جو انجیل مقدس بیان کرتی ہے (دیکھو بھی سوال ۵۷ و ۵۸)۔ اور وہ فلسفہ جو دنیا میں بدی کے رواج کی وجہ بیان کرنے کی خاطر تین ازلی یا دو ازلی ایک بھلا اور ایک بُرا بتلاتی ہے اور یا اس دنیا کے بنانے والے کو مخلوق مثل برہما یا ڈیمی ارگس بتلاتی ہے وہ حقیقی خدا خالق و مالک کو خارج کرتی ہے۔

(محقق) سچ تو یہہ ہی کہ عیسائیوں کی اِس کتاب کو الہامی اور عیسیٰ کو خدا کا بیٹا جنہوں نے بنایا وہ شیطان ہوں تو ہوں +

(رہبر) ایسی ہی تحقیق شیطان کی عنایت سے ہوا کرتی ہی (۲ قرن ۴: ۴) کیا وہ جو شیطان اور اُس کے کاموں کو ناس کرنے والے ہیں وہ شیطان کہے جا سکتے ہیں ؟ مقابلہ کرو متی ۱۲: ۲۴-۲۹- اور ۱- یوحنا ۳: ۸- اور افسیوں ۶: ۱۱ و ۱۲) اِن مقامات میں بیان ہی کہ خداوند یسوع اور اُس کے پیرو شیطان کو اور اُس کے کاموں کو برباد کرنے کے درپے ہیں- اور ایسی کتاب جو انسان کو اُس کے گناہ سے اور اُس کے پوشیدہ دشمنوں سے آگاہ کرے اور اُن سے رہائی دلانے والے کا پتا دے وہ اور وہی کتاب ہی جو خدا کی طرف سے انسان کی بھلائی کے لئے ہو سکتی ہے- ویجئے ہوائی قصّے ہمارے کس کام ہیں ؟

معلوم ہوتا ہی کہ پنڈت دیانند صاحب شیطان اور بدروحوں کے وجود کے قائل نہیں تھے- لیکن سچ تو یہہ ہی کہ صرف بائبل کی تعلیم پر اعتراض پیدا کرنے کے لئے یہہ ڈھنگ اختیار کئے تھے ورنہ ویدوں میں تو شیاطین اور بدروحوں کے قصّے بھرے پڑے ہیں- اور میں آجکل کے ہندوؤں کی خاطر چند ایک نظیریں ویدوں سے درج کرتا ہوں +

رگوید منڈل اول- گیت ۱۲- آیت ۵- ای نورانی اگنی جس کے لئے تیل انڈیلا جاتا ہی ہمارے دشمنوں کو بھسم کر دے جن کو راکھشش بچاتے ہیں +

پھر منڈل اول گیت ۲۱- آیت ۵- اندر اور اگنی ہماری جماعت کے زور آور مالکو- راکھشسوں کو برباد کرو +

پروفیسر گرفتھ صاحب راکھشش کی یہہ کیفیت بیان کرتے ہیں کہ راکھشس بھوت یا بدروحیں ہیں جو رات کو اِدھر اُدھر پھرتیں اور آدم زاد کو پھنسانی اور نگل جاتی ہیں- قربانیوں اور نیک آدمیوں میں خلل انداز ہوتی ہیں اور آریا قوم کے برخلاف ہیں +

پھر رگوید منڈل چار۔ گیت ۴۔ آیت ۵ میں ہی۔ اُٹھہ ای اگنی۔ اُن کو بھگا دے جو ہمارے برخلاف لڑتے ہیں۔ اپنا آسمانی زور ظاہر کر۔ بدروحوں کے بھڑکائے ہوؤں کی مضبوط کمانوں کو ڈھیلا کر دے +

پھر رگوید منڈل سات۔ گیت ۱۰۴ میں بدروحوں کا حال چال تفصیل کے ساتھہ لکھا ہی خاصکر آیت ۱۷ سے گیت کے آخر تک یوں لکھا ہی +

۱۷۔ وہ بھی (راکھشسی) جو رات کے وقت الو کی طرح آوارہ پھرتی ہی اپنے بدن کو اپنے فن فریب اور بغض میں چھپائے ہوئے +

کاشکہ وہ بے پایاں غاروں میں گرے۔ پتھر بڑی آواز کے ساتھہ بدروحوں کو برباد کریں +

۱۸۔ ای ماروت۔ تم پھیل جاؤ لوگوں میں تلاش کرو۔ راکھششوں کو پکڑو اور پیس ڈالو جو رات کے وقت پرندوں کی شکل بن کر اُڑتے پھرتے یا ہماری پاک عبادت کو داغی اور گندہ کرتے ہیں +

۲۲۔ اُس راکھشس کو مار جو اُلّو کی شکل بنا ہوا ہی۔ اُسکو مار جو کُتّے یا کوئیل کی صورت میں ہی اُسکو ہلاک کر جو عقاب یا گدہ کی شکل میں ہی۔ ای اندر راکھشش کو ایسا کچل جیسا پتھر کے ساتھہ کچلا گیا ہو +

۲۳۔ جادوگروں کے راکھشش کو ہم تک پہنچنے نہ دے۔ دو نو کبھی دِن کو صُبح بھگا دیوے +

۲۴۔ ای اندر راکھشش کو مار نر اور مادہ کو جو جادو کے فن میں فتح کی خوشیاں مناتے ہیں +

۲۵۔ راکھششوں پر اپنے ہتھیار چلاؤ۔ جادوگروں کے مقابلہ میں اپنے بجر پھینکو (از ترجمہ انگریزی گرفتھہ صاحب) +

یہہ ویدوں کا بیان ہی۔ پُرانوں میں اور اہل دکھن میں تو اور بھی کمال کیا ہوا ہی۔ اور اتھروں یا برہمن وید میں تو جادو اور طلسمات نہ صرف ہر قسم کی بیماری اور خطروں کو دُور کرنے کے واسطے

بھرے پڑے بلکہ بد زوجوں کا زور توڑنے کے واسطے بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ اِس بیان سے ظاہر ہی کہ آدم زاد عدن والے ابلیس کو بھولے نہیں۔ اور ہندوؤں نے تو اُس کو افراط تفریط کے ساتھ یاد رکھا ہی اور چڑھاوے بھی چڑھاتے ہیں۔ اور پنڈت دیانند کی باتیں نہ صرف شاستروں بلکہ ویدوں کے بھی برخلاف ہیں جو پنتھ دیانند جی نے چلایا ہی اُس کو ویدوں کے سہارے پر نہیں چلانا تھا۔ کوئی اپنا پنچکن وید بنا لیتے تو بات بن جاتی +

سوال ۹۴) تمہارا دل نہ گھبراوے۔ تم خدا پر ایمان لاتے ہو مجھ پر بھی ایمان لاؤ۔ میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں۔ نہیں تو میں تمہیں کہتا میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور جس حال کہ میں جاتا اور تمہارے لئے جگہ تیار کرتا تو پھر آؤنگا اور تمہیں اپنے ساتھ لونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو۔ یسوع نے اُسے کہا۔ راہ حق اور زندگی میں ہوں کوئی بغیر میرے وسیلے باپ کے پاس نہیں آسکتا۔ اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے (یوحنا ۱۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷) +

(محقق) بتائے عیسیٰ کی یہ باتیں کیا پوپ لیلا سے کم ہیں۔ اگر ایسا دام نہ بچھاتا تو اُس کے مذہب میں کون پھنستا +

(رہبر) تعجب ہی کہ ایسے نادیدنی اور غیر حاضر دام سے لوگ کس طرح اُس کے مذہب میں پھنس جاتے یہہ تو لوگوں کو اور بھی بھڑکانے والی بات تھی +

(محقق) کیا عیسیٰ نے اپنے باپ کا ٹھیکہ لے لیا ہی۔ اور اگر وہ عیسیٰ کے بس میں ہی تو غیر کے تابع ہونے سے وہ خدا ہی نہیں +

(رہبر) ٹھیکہ تو یک طرف رہا ساری خلقت خداوند یسوع کے ہاتھ بک گئی ہوئی ہی اور منکروں کو وقت پر معلوم ہو جائیگا کہ اُن کی بد دیانتی کی سزا کون دیگا۔ خدا باپ نے سارا اختیار زمین اور آسمان میں بیٹے کو دیا ہی۔ آپ بے فائدہ اگنی کو دہونی دیتے جاتے ہو خدا باپ

کی ملکیت پر بیٹے ہی کا اختیار ہو سکتا ہے۔ اگنی اور اندر وغیرہ سب اُس مِلک میں شامل ہیں +

(محقق) کیا عیسیٰ کے پہلے کوئی بھی خدا کو نہیں پہنچا کہ عیسیٰ جگہ وغیرہ کا لالچ دیتا ہے جو اپنے منہ سے راہ حق اور زندگی بنتا ہے +

(رہبر) اہل ہنود میں سے کون خدا کے پاس پہنچا ہوگا؟ جب تک چوراسی لاکھ جونیں نہ بھوگ لیں خدا کے پاس کہاں جائینگے۔ رستے میں پڑے سب کا کام برابر کردیگی۔ سو بغیر یسوع کے خدا کے پاس جانے کا خیال ناجائز ہے۔ اور اگر خداوند ثابت نہ کر دیتا کہ میں راہ حق اور زندگی ہوں تب تو اُس کی بات کوئی نہ مانتا* لیکن اُس نے دیدنی چیزوں پر اپنا اختیار ثابت کرکے اِسبات کو قائم کیا کہ نادیدنی چیزوں پر بھی اسکا اختیار ہے اور صرف منہ کی باتیں نہیں تھیں۔ اور پنڈت جی اگر صرف لایعنی باتیں کرنے کے بجائے واضح دلائل سے خداوند کے ثبوتوں کو توڑتے تو ستیارتھ پرکاش شائع کرنا زیب دیتا +

سوال (۹۵) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے ایسے کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا اور ان سے بھی بڑے کام کریگا۔ (یوحنا ۱۴: ۱۲) +

(محقق) دیکھئے جو عیسائی لوگ عیسیٰ پر پورا ایمان رکھتے ہیں وہ اُس کی مانند مُردوں کو زندہ کرنے کا کام کیوں نہیں کر سکتے؟ اور اگر ایمان لانے سے بھی معجزے نہیں دکھا سکتے تو تحقیق جاننا چاہیئے کہ عیسیٰ نے بھی معجزے نہیں دکھائے ہونگے۔ خود عیسیٰ ہی کہتا ہے کہ تم بھی معجزے کروگے۔ لیکن آجکل کوئی بھی عیسائی ایک معجزہ نہیں کر سکتا۔ اِس لئے جس کے دل کی آنکھیں پھوٹ گئی ہوں وہ عیسیٰ کو مُردوں کے زندہ کرنیوالا مان لے +

(رہبر) ایسی معجزانہ قدرت کے عطیہ کا یہ سبب بتلایا تھا۔ کیونکہ میں باپ پاس جاتا

---

* خداوند نے مُردوں میں سے زندہ ہو کر ثابت کیا کہ وہ سچا کفارہ ہے اور ازاں موجب راہ نجات ہوا اور اوروں کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اور آسمان پر عروج کرنے سے ثابت کیا کہ وہ اپنے ایمانداروں کو بھی ضرور اپنے ساتھ لیجا سکتا ہے۔ اور اس امر کی دعوت دینا اُس کا حق ہے اور لوگوں کے لئے فائدہ ہے +

ہوں" مسیح کی جسمانی غیر حاضری ہیں ایسی قدرت کا دیا جانا ضروری تھا تاکہ شاگرد بیدل اور آوارہ نہ ہوجاویں اور خداوند کے کام کو ضعف نہ پہنچے۔ اوراس سے یہہ بھی ظاہر ہی کہ بلا ضرورت معجزانہ قدرت محض کھیل تماشہ کے لئے نہیں دیجاتی تھی۔ اور یہہ قدرت خداوند نے اُن کو آسمان سے نازل کرنے کا وعدہ فرمایا تھا (اعمال ۱: ۸) +

یہہ بھی یاد رہے کہ اس وعدہ میں خداوند نے دو قسم کے کام بتلائے۔ اپنے جیسے کام اور اُن سے بڑھکر کام۔ اور یہہ وعدہ لفظ بلفظ پورا ہوا جس سے خداوند کی الٰہی قدرت اور بھی زیادہ ثابت ہوئی کہ وہ نہ صرف خود ہی معجزے کرتا تھا بلکہ ایسا قادر تھا کہ اوروں کو بھی یہہ قدرت دے سکتا تھا جس طرح خداوند نے موسیٰ اور ایلیاہ کو قدرت بخشی تھی +

اول یہہ وعدہ ایمان لانے والوں کے درمیان پورا ہوگیا تھا۔ رسولوں اور اوروں نے بھی خداوند یسوع کے نام سے ویسے ہی معجزے دکھلائے جیسے خداوند نے دکھلائے تھے بخوف طوالت صرف وہ حوالے درج کئے جاتے ہیں جہاں اُن معجزات کا ثبوت ملتا ہے۔ دیکھو مرقس ۱۶: ۱۷-۲۰۔ ہر جگہ معجزے کئے گئے۔ منادی کے ثبوت ہیں +

اعمال ۳: ۱-۸۔ ایک جنم کے لنگڑے کو اچھا کیا +

اعمال ۵: ۱۲-۱۶۔ بہت سے نشان اور عجیب کام رسولوں سے ظاہر ہوئے + بیمار اور ناپاک روحوں والے کثرت سے اچھے کئے گئے +

پطرس کا سایہ پڑنے سے بیمار تندرست ہوتے تھے +

اعمال ۸: ۴-۸۔ فلپس نے ناپاک روحوں اور بہت سے مفلوجوں اور لنگڑوں کو اچھا کیا

اعمال ۹: ۳۲-۴۲۔ پطرس نے ایک مفلوج کو اچھا کیا اور ایک مُردہ لڑکی کو زندہ کیا +

اعمال ۱۴: ۸-۱۱۔ پولوس نے ایک جنم کے لنگڑے کو اچھا کیا +

اعمال ۱۶: ۱۶-۱۸۔ ایک غیب دان بدروح کو ایک لونڈی میں سے پولوس نے نکالا +

اعمال ۱۹: ۱۱-۱۲- پولوس کے خاص خاص معجزے +

اعمال ۲۸: ۳-۵- پولوس کا سانپ سے بے ضرر رہنا +

معلوم ہووے کہ معجزات مذکورہ کے ساتھ ہی ساتھ یہہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اُن معجزات کی غرض کثرت سے پوری ہوئی گئی یعنے جگہ بجگہ لوگ کثرت سے ایمان میں شامل ہونے لگے۔ اور رسولوں کی عین حیات میں دین عیسوی تمام رومی سلطنت میں اور اُس سے باہر بھی جاری ہو گیا تھا۔ دیکھو اُس بڑی سلطنت کے لوگ یعنے یہود یہہ۔ سریا۔ ایشیا کوچک۔ پارتھیا۔ یونان۔ اٹلی۔ مصر۔ اور حبش اور جزائر کے لوگ رسولوں اور اُن کے مریدوں کے معجزے بچشم خود دیکھ دیکھ کر خداوند یسوع کے نام پر ایمان لائے تھے اور اپنے دیوتاؤں (جوپیٹر اور مرکری اور سوما (چاند) وغیرہ کو ترک کر دیا تھا مگر پنڈت دیانند صاحب اِن واقعات سے نادان ہو کر کہہ گئے کہ عیسائی معجزے نہیں کر سکتے اور اِس لئے عیسیٰ نے بھی نہیں کئے تھے۔ حالانکہ اس کا برعکس ثابت ہے +

دوم۔ ایمان لانے والا اُن سے بھی بڑے کام کریگا اُن کاموں سے بڑے جن کا ذکر اوپر ہوا لیکن اُن کی بڑائی کس بات میں سمجھی جاوے؟ زیادہ مفید اور وسیع ہونے میں۔ خداوند کے معجزے لوکل اور صرف اُن لوگوں کے لئے مفید تھے جن پر کئے گئے تھے لیکن اس کے ایماندار ایسے معجزے کرنے کی قدرت پاوینگے جو فائدہ دہی میں عالمگیر ہونگے۔ اور ایسے معجزوں کی ضرورت تھی کیونکہ رسولوں اور اُن کے بعد کلیسیا کے سامنے کل دنیا ایسے معجزوں کی محتاج بڑی تھی۔ اور وہ معجزے خداوند نے اپنے بندوں کے ذریعے دکھلانے کا انتظام کیا۔ اور اُنکا شروع پنتیکست سے ہوا جب روح القدس خداوند یسوع مسیح وعدے کے مطابق نازل ہوا اور شاگردوں کو طرح طرح کی زبانیں بولنے کی قدرت ملی اور زمین کی حدوں تک مسیح کے نام کی گواہی دلوانے کا بندوبست جاری ہوا چنانچہ اُس وقت سے لیکے زمانہ حال تک کلیسیا

کی تواریخ نے یہہ ظاہر کیا ہی کہ (۱) اِنسان کے دلوں اور زندگیوں پر کیسا عجیب اثر ہوا ہی یعنی ایمانداروں کے وسیلہ سے (۲) سچائی کو سکھلانے اور انسانی تکلیفوں اور بیماریوں کو دُور کرنے کے لیئے کیسے عظیم انتظام وقوع میں آئے ہیں (۳) بشارت کا کام متواتر قوت سے قوت تک حیرت انگیزی کے ساتھہ بڑھتا گیا ہی (۴) کلام اللہ کے ترجمے روئے زمین کی کل زبانوں میں کیئے گئے ہیں۔ (۵) ان کاموں کو زیادہ اور جلد ہی جلدی وسعت دینے کے لیئے خداوند نے اپنے بندوں کو چھاپنے کی کل ایجاد کرنے اور سٹیم کی طاقت دریافت کرنے کی طاقت بخشی (۶) سارے کرۂ زمین کی آبادی دریافت ہوگئی۔ خداوند کے وقت اِن میں سے کوئی بات بھی حاصل نہ تھی۔ ایسے کام اس کے ایام میں ظہور میں نہیں آئے تھے پس یہہ نادر کام جو مسیحی لوگوں کے ذریعہ ظہور میں آئے ہیں ثابت کرتے ہیں کہ خداوند کا وعدہ ابتک پورا ہو رہا ہی کہ تم اِن سے بھی بڑے کام کروگے اور کہ وہ خداوند یسوع جس پر عیسائیوں کا ایمان ہی لاریب قادر خداوند ہی +

اور بھی دیکھو کہ خداوند کا اصل اور بڑا کام یہہ تھا کہ وہ گنہگاروں کو توبہ کے لیئے بُلانے اور بچانے آیا تھا (لوقا ۱۹: ۱۰) ایمانداروں کو بھی ایسا ہی کرنے کی ہدایت ہوئی (یعقوب ۵: ۲۰) اور وہ کرتے بھی ہیں۔ لہذا ہر ایماندار جو روح القدس کی مدد سے کسی گنہگار کو بچاتا ہی تو وہ معجزہ کرتا ہی۔ مفلوج کو اچھا کرنے یا اندھے کو آنکھیں دینے کی بہ نسبت بہتر معجزہ کرتا ہی۔ ایسے کام اور ایسی حالت کو خداوند نے خود ہی جسمانی معجزوں سے افضل ٹھہرایا (لوقا ۱۰: ۲۰) پس ظاہر ہی کہ پنڈت دیانند جی نے جو اعتراض کیا وہ نادانی سے کیا۔ بائبل سے آپ بالکل ناواقف تھے ورنہ ایسے ناشائستہ کلمات تحریر نہ کرتے +

سوم۔ ایک اور امر کا اظہار کیا چاہتا ہوں جس سے ایسے معترض بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ دینِ عیسوی کے حق میں معجزانہ کارروائی خاص اہتمام کے ساتھہ ایک اعلیٰ اور پائیدار غرض

کے واسطے ہوئی تھی۔ انجیلی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اور اُس کے معجزوں کی خاص غرض تھی جس کا ہم پہلے امر میں ذکر کر آئے ہیں۔ اور کہ وہ غرض پوری ہو گئی تھی۔ اور بقول کینن مارلی صاحب اُب ہم اُن نتیجوں کے درمیان رہتے ہیں جو اُن معجزوں کے ذریعہ جاری ہونیکو تھے ہم اُن قوی تاثیروں کے درمیان رہتے ہیں جو اُن معجزوں نے جاری کر دی ہیں لیکن چونکہ وہ تاثیریں چل پڑیں۔ اپنا اثر دکھانے لگیں اس لئے اب وہ اُن معجزوں کی حاجت نہیں رکھتی ہیں یعنے اُن کے جاری رہنے کی محتاج نہیں ہیں۔ جیسے جب کوئی گنبد مکمل ہو گیا ہو تو تختہ قالب کی ضرورت نہیں رہتی۔ یا جب عمارت مکمل ہو گئی تو مچان ہٹا دیا جاتا ہے اب ہم مسیحی تعلیم میں آرام گیر ہیں جو انسانی روح کے ٹکنے کے لئے مکمل جگہ ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ اس تعلیم میں وہ سب کچھ ہے جو انسان کو ترقی دے سکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اُس نے انسان کو ترقی دلائی ہے۔ دین عیسوی نے دنیا میں اخلاقی تبدیلی کر دی ہے۔ (رسالہ معجزات) لہذا اب اُن معجزوں کا زور نہیں لیکن مسیحی تعلیم کا زور دیکھو۔ اور مسیح کی قدرت کے قائل ہو۔ مسیحی تعلیم کی وہ تاثیریں جن کا ہم نے دوسرے امر میں ذکر کیا اگرچہ وہ بھی بجائے خود معجزانہ زور دکھلا رہی ہیں مگر وہ سب بھی دیباچہ ہیں ایک اور مکمل حالت کے لئے یعنے مُردوں کی قیامت کے لئے (فلپ ۳: ۱۰ و ۱۱) لہذا اگر ہم خود یا غیر لوگ وہ ابتدائی معجزے طلب کریں تو بڑی غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن معجزات کا تواتر منظور نہ تھا۔ وہ اپنے وقت پر اپنا مطلب پورا کر گئے۔ اب مسیحی تعلیم کے معجزوں کا زمانہ ہے اور وہ ہم سب دیکھ رہے ہیں اور اُن سے فائدے اُٹھا رہے ہیں۔ پنڈت جی بے فائدہ مردوں کو زندہ کروانے کی حرص میں گئے۔ کیونکہ مُردے اپنے وقت پر اُٹھینگے۔

یہی سبب ہے کہ رسول اور دیگر شاگرد جو معجزے کرتے تھے انہیں ایام میں دیگر ایمانداروں سے معجزے طلب نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کو بنیادی اور ابتدائی کام ٹھہرا کر اُن سے اعلیٰ اور پائیدار اصولوں میں بڑھنے کی تاکید کرتے تھے جیسے ایمان امید اور محبت (دیکھو ۱ قرنتیوں ۱۳ باب)

چہارم۔ معجزات کے وعدہ میں ایک نکتہ یہہ بھی ہی کہ صدور معجزات کے واسطے مسیحی ایمان شرط قرار دیا گیا یعنے اگر ایمان ہوگا تو یہہ کام کر سکوگے لیکن ایمان کے واسطے معجزہ شرط نہیں تھا یعنے یہہ بات نہیں تھی کہ اگر معجزے کروگے تو ایماندار بن سکوگے۔ اور یہی سبب ہی کہ رسولی زمانہ میں بھی ہر ایک ایماندار وہ بنیادی معجزے نہیں کرتا تھا لیکن فقط وہی لوگ کرتے تھے جن کو مسیح کے وعدے کی تکمیل کے لحاظ سے روح القدس نے اس خدمت کے لئے قدرت بخشی تھی (دیکھو افرنتیوں ۱۲: ۸ و ۹ و ۱۰ اور ۲۸-۳۰) +

پنڈت دیانند جیسے مخالفوں کو ہماری یہہ صلاح ہی کہ اب عیسائیوں سے وہ معجزے طلب کریں جو مسیحی تعلیم کے متعلق ہیں اور ایسے نافہم نہ بنیں جیسے پنڈت جی تھے اور اُس اعلیٰ انتظام کے قدردان بنیں جو خداوند یسوع نے اِنسان کی نجات کے لئے جاری کیا ہی۔ اندھے نہ بنو بلکہ اپنے دل کی آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ اُس قادر خداوند نے کیا کیا ہی +

سوال (۹۶) جو اکیلا سچّا خدا ہی (یوحنا ۱۷: ۳) +

(محقق) جب لاشریک واحد خدا ہی تو عیسائیوں کا تین خدا ماننا بالکل جھوٹھہ بات ہی +

(رہبر) کس بے وقوف نے یہہ جھوٹ بنایا ہی کہ عیسائی تین خدا مانتے ہیں؟ پنڈت جی انجیل سے خود ہی حوالہ دے رہے ہیں کہ خدا واحد ہی تو عیسائی کیونکر تین خدا مان سکتے ہیں؟ اگر عیسائی ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں ورنہ پنڈت جی نے صاف جھوٹ بولا ہی عیسائی خدا کی واحد ذات کو تین شخصیتوں میں مانتے ہیں جو باپ بیٹا اور روح القدس بتلائے گئے ہیں نہ کہ تین الگ الگ خدا مانتے ہیں جیسے ایشور جیو اور مادہ دیکھو بھی سوال (۹۰) +

سوال (۹۷) یوحنا کا مکاشفہ باب ۴۔ اِس کتاب کا نام ہی ظاہر کرتا ہے کہ یہہ اندیکھی چیزوں کا کشف ہو اور اُس کے مضامین کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ نبوّت کی کتاب ہی غیب کی باتوں کی خبر ہی۔ مگر وہ باتیں اشیا کی تصویروں میں سمجھائی گئی ہیں۔ ڈراما کی طرز پر۔

جو یسوع مسیح نے اپنے فرشتے کی معرفت یوحنا پر ظاہر کیں۔ اس مکاشفہ میں خداوند اپنے تئیں کلیسیا کا مالک جتاتا ہے اور اُسکو سنبھالنے کے لئے ہمیشہ موجود بتلاتا ہے۔ اور اُن مخالف اور مطابق واقعات کو ظاہر کرتا ہے جو زمانہ کے آخر ہونے تک کلیسیا پر وارد ہونگی۔ طرح طرح کے مخالفوں کی خبر ہے جو کلیسیا کو دُکھ دینگے اور ذلیل کرینگے لیکن آخر مسیح فتحمند ہوگا اور سب کا خداوند ٹھہریگا۔ یہہ نبوّت کی کتاب مسیحی کلیسیا کے لئے ایک مدامی تسلّی دینے والے نبی کا کام دینے والی رہی ہے۔ اُس کی بعض باتیں پوری ہوگئی ہیں اور بعض پوری ہوتی جاتی ہیں۔ پنڈت دیانند نے لڑکوں کی طرح حیران ہو کر نادانی سے اس نبوی ناٹک کے نظری انگوں پر اعتراض گھڑ ڈالے۔ یعنے اُن نظاروں پر جو رویا میں یوحنا کو دکھلائے گئے اور جن میں بعض صورتیں عجیب اور بے نسبت سی معلوم ہوتی ہیں اُن کی رو سے کہیں خدا پر کہیں مسیح خداوند پر اعتراض کئے ہیں جس نے پہلے تین بابوں میں اُس وقت کی کلیسیا کا احوال بیان کرکے اور اپنی خداوندی کا اظہار کرکے باب ۴ و ۵ میں آسمانی تخت اور برّے اور اُس کی حمد وثنا کی بابت اظہار کیا۔ اور جن نظاروں میں وہ سیر یوحنّا کو دکھلائی گئی اُسپر پنڈت جی نے حسب ذیل اعتراض گھڑے ہیں + وہوا ہذا

اور اُن کے سروں پر سونے کے تاج تھے . . . . اور آگ کے سات چراغ اُس تخت کے آگے روشن تھے۔ یہہ خدا کی سات روحیں ہیں۔ اور اُس تخت کے آگے شیشہ کا ایک سمندر بلور کی مانند تھا اور تخت کے بیچوں بیچ اور تخت کے گرداگرد چار جاندار تھے جو آگے پیچھے آنکھوں سے بھرے تھے (مکاشفہ ۴: ۴-۶) +

(محقق) دیکھیئے عیسائیوں کا بہشت ایک شہر کی مانند ہے اور اُن کا خدا بھی چراغ کی مانند آگ ہے اور سنہری تاج وغیرہ زیور پہنانا اور آنکھوں کا آگے پیچھے ہونا اور تخت کے گرد شیر وغیرہ چار جانداروں کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ اِن باتوں کو کون مان سکتا ہے؟

(رہبر) ایسے عجیب اجتماع کو تو ہم بھی قرین قیاس نہیں جانتے کیونکہ ایسی باتو نکا سادی

کبھی دیکھنے میں نہیں آتا۔ لیکن جب معلوم کرتے ہیں کہ یہہ آسمانی سین یوحنّا کو رویا میں تصویر کے طور پر دکھایا گیا تھا تاکہ اُسکو آئندہ کی باتیں سمجھائی جاویں (دیکھو آیت ۱) تو قیاس کو بالائے طاق رکھکر اُس بات کو معلوم کرتے ہیں جو اُن رویتوں کی غرض تھی تو بڑے بڑے غیبی بھید ہاتھ آتے ہیں چنانچہ یوحنّا کو دکھلایا گیا کہ ایک تخت ہی اور اُس پر ایک نوری شخص بیٹھا ہی (سنگ یشب اور عقیق اُس کی تجلی کو ادا کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں) اس تخت والے نظارہ سے مُراد خدا کی خالقی اور حکومت ہی (دیکھو آیت ۱۱) اور زمینی کلیسیا کے قائم مقام یعنے موسوی اور مسیحی کلیسیا کے بارہ بزرگ اور بارہ رسول موجود ہیں۔ اور سونے کے تاج پہنے ہوئے تختوں پر بیٹھے ہیں۔ اور خدا کی سات روحیں (جو روح القدس کی مختلف تاثیروں کی علامتیں ہیں) موجود ہیں۔ اور گرج اور آوازیں اور بجلیاں اُس تخت سے نکلتی ہیں جن سے مراد صدور احکام الٰہی ہی اور وہ فرش جس پر یہہ سارا سین جم رہا تھا صاف اور شفاف بلور کی مانند شیشے کا سمندر نظر آرہا تھا اور چار جاندار تخت کو گھیرے ہوئے ہیں جن سے مراد مقدس لوگوں سے ہے جیسا ۵: ۱۰ اسے ظاہر ہوتا ہی اور یہہ لوگ اُسکی جو تخت پر بیٹھا تھا تعریف کرتے تھے اور اُس کو اپنا خدا اور کل تمجید اور قدرت کے لائق اور اپنا خالق پکارتے تھے پس اس رویا میں یوحنّا کو علامتوں میں دکھلایا گیا کہ کس طرح خدا سب پر حاکم ہی اور اُس کے مخلوق کیونکر اُس کی تعریف کرتے اور حضوری میں رہتے ہیں۔ یہہ خیال سراسر ناجائز ہی کہ ایسے تخت یا جانور وغیرہ آسمان میں سچ مچ ہیں۔ کیونکہ وہ رویا میں دکھلانے کے لئے صرف علامتیں تجویز کی گئی تھیں +

سوال (۹۸) باب ۵۔ اور میں نے اُس کے دہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا ایک کتاب دیکھی جو اندر اور باہر لکھی ہوئی اور سات مُہروں سے بند تھی ... کون اس لائق ہی کہ اس کتاب کو کھولے اور اُس کی مُہریں توڑے اور کسی کو مقدور نہ ہوا نہ آسمان پر نہ زمین پر نہ زمین کے نیچے کہ اُس کتاب کو کھولے یا اُسے دیکھے۔ اور میں بہت رویا کہ کوئی اس لائق نہ ٹھہرا کہ کتاب کو کھولے

اور پڑھے یا اُسے دیکھے مکاشفہ ۵: ۱-۴) +

(محقق) یوحنا کا رونا اور بعد ازاں ایک بزرگ کا کہنا کہ وہی عیسیٰ اِس کتاب کو کھولنے والا ہے دیکھئے عیسیٰ ہی کو سب سے بڑا بنایا جاتا ہے۔ لیکن یہہ صرف باتیں ہی باتیں ہیں +

(رہبر) خداوند یسوع ہی تھا جس نے آسمان پر جانے سے پہلے اس زمین ہی پر فرمایا تھا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ اور اِس لئے وہ آسمان پر سے بھی وہی اختیار جتاتا ہے اور اپنے بندوں کو تسلی دیتا ہے۔ خواہ مخواہ حسد اُگلنے سے کیا بنتا ہے۔ کیونکہ جیسا خدا نے کشف کیا تھا ویسا ہی کل دُنیا پر ثابت کر دیا ہے۔ مگر فرضی یم اور آندر کے احاطے میں گھرے گھرے پنڈت جی کو صرف باتیں ہی باتیں نظر آتی تھیں اور واقعات کی روشنی میں آنکھیں نہیں کھلتی تھیں +

وہ سات مہروں والی کتاب کیا تھی؟ نامعلوم آئندہ باتوں کی علامت تھی آئندہ باتوں کو جاننا اور پھر اُن کا پورا کرنا خدا کے سوائے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اِس لئے اُس کتاب کی بابت لکھا گیا کہ خلق اللہ میں سے کوئی بھی اُن مہروں کو توڑ نہیں سکتا تھا اُس سات مُہروں سے بند کتاب کے مضامین وہی تھے جو یوحنا پر کشف کئے گئے اور باب ۶ سے آخر تک اُن سات مہروں کے باری باری کھولے جانے کا بیان ہے اور ہر ایک مُہر والے نوشتہ کے مضمون کو علامتوں میں ظاہر کیا۔ اور مناسب ہے کہ اُن علامتوں کی مراد واقعات سے معلوم کریں اور یہہ گمان نہ کریں کہ بہشت ایسی ویسی جگہ ہے +

سوال (۹۹) اور میں نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ اُس تخت اور چاروں جانداروں کے درمیان اور بزرگوں کے بیچ ایک برّہ یوں کھڑا ہے کہ گویا ذبح کیا گیا ہے جس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں جو خدا کی ساتوں روحیں ہیں اور تمام روئے زمین پر بھیجی گئی ہیں۔ (مکاشفہ ۵: ۶) +

(محقق) دیکھئے یوحنا کے خواب کی خیالی باتیں کہ بہشت میں تمام عیسائی اور چار جاندار اور عیسیٰ بھی ہے اور کوئی نہیں +

(رہبر) یہہ اِس کشف کی بڑی باتوں میں سے ایک ہے کہ ظاہر ہو کہ خدا کی حضوری میں کوئی بے ایمان نہیں ہے اس مکاشفہ میں یہہ بات کئی بار ظاہر کی گئی ہے +

(محقق) یہہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ یہاں تو عیسیٰ کی دو آنکھیں تھیں اور سینگ کا نام ونشان نہ تھا لیکن بہشت میں جا کر سات سینگ اور سات آنکھیں لگ گئیں۔ اور وہ ساتوں خدا کی روحیں عیسیٰ کے سینگ اور آنکھیں بن گئیں۔ افسوس ایسی باتوں کو عیسائیوں نے کیوں مان لیا +

(رہبر) حیرانی کی بات تو تب ہوتی اگر پنڈت جی الہامی مصنّف کے منشا کو سمجھنے کی کوشش کرتے مگر آپ کے انٹ سنٹ سوال تو کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔ عادت ہی ایسی تھی کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ وہ برّہ ایک برّہ تھا۔ اور مسیح کی علامت تھا نہ کہ خود مسیح تھا۔ مسیح کی صلیبی موت کی ایک تصویر تھا۔ اور برّہ کی صورت مسیح کی علامت اِس لئے رکھی گئی کہ وہ خدا کا برّہ کہلایا اور برّے کی طرح ذبح کیا گیا تھا (یوحنا ۱: ۲۹۔ یسعیاہ ۵۳: ۷) +

پھر سینگ سے مراد قدرت ہے اور سات کمال کا عدد ہے۔ سو سات سینگ سے مراد اُس کی قدرت مطلق ہے۔ اور سات آنکھوں سے مراد اُس کا سب جگہ حاضر و ناظر ہونا ہے۔ یعنے اُس برّہ کی اُس صورت سے مسیح کو جو مصلوب ہوا تھا قادر مطلق اور حاضر و ناظر بتلایا ہے۔ اور یہی سبب تھا کہ وہ برّہ اُس بند کتاب کو کھولنے پر مستعد ہوا۔ اور ساری مجلس یہہ دیکھ کر اُس کے آگے اُسی طرح سجدے میں گری اور تعریف کرنے لگی جس طرح تخت پر بیٹھنے والے کی کر چکی تھی۔ اور اس سے یوحنا پر یہہ ظاہر کیا گیا کہ خداوند یسوع مسیح کی ویسی ہی عزّت ہونی ہے اور ہوگی جیسی خدا باپ کی (دیکھو یوحنا ۵: ۲۳۔ اور فلپ ۲: ۹-۱۲) +

سوال (۱۰۰) اور جب اُس نے کتاب لی تھی تب وے چار جاندار اور چوبیس بزرگ اُس برّے کے آگے گر پڑے اور ہر ایک ہاتھ میں بربط اور بخور سے بھرے ہوئے سونے کے پیالے تھے۔ یہہ مقدسوں کی دعائیں ہیں (۵: ۸)+

(محقق) بھلا جب عیسی بہشت میں نہ ہوگا تب یہہ بیچارے بخور، چراغ، تبرّک آرتی وغیرہ کس کی پرستش کرتے ہونگے؟ یہاں پراٹسٹنٹ عیسائی تو بُت پرستی کی تردید کرتے ہیں لیکن انکا بہشت بُت پرستی کا گھر بن رہا ہی+

(رہبر) اس تصویر میں دکھایا گیا کہ سب برّے کی پرستش کرتے ہیں اور وہ ایک علامت تھی حقیقی پرستش کی جو خدا باپ اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح کا حق ہی۔ اور یہہ نہیں کہ بہشت میں بُت پوجا جا رہا تھا اور یوحنّا کو اس رُویتی نقل کے ذریعہ دکھلایا جا رہا تھا کہ کل مخلوق کو یسوع مسیح کی پرستش کرنی پڑیگی۔ اور یہہ بھی انجیل سے ظاہر ہی کہ اس دنیا میں آنے سے پہلے یسوع آسمانوں پر خدا باپ کے ساتھ جلال میں ایک تھا (یوحنا ۱۷: ۵) اور آسمانی لشکر اُس کی پرستش کرتے تھے اور جب وہ دُنیا میں آکے نجات کے کام کو پُورا کرکے پھر آسمان کو گیا تو اور مخلوقات پہلوں کے ساتھ ملکر اُس کی پرستش کرتی ہیں۔ اور زمین پر بھی یہی حال ہی۔ ذرہ خیال رکھنا کہ پرستش کرنے والوں میں اگنی اور اندر اور پرتھوی سب شامل ہیں۔ دنیا نے اپنے دل کے دھوکے سے اِن کو الگ کرکرکے دیوتے بنا بنا پوجنا شروع کردیا تھا دیکھو زبور ۱۴۸ اور فلپ ۲: ۹-۱۲ کیا طلب کرتے ہیں جو انسان کی نجات کا بانی ہی وہی اُن سے پرستش کا حقدار ہی۔ غرضیکہ یوحنّا رسول کو ایک عجیب نقشے میں دکھلایا گیا کہ آسمان پر خداوند یسوع کی کیا تعظیم ہی اور کہ ویسی ہی تعظیم وہ اہل دُنیا سے بھی لیگا اور مخالفوں کو دُور کریگا+

سوال (۱۰۱) اور جب برّے نے اُن مہروں میں سے ایک کو توڑا تب میں نے دیکھا اور اُن چاروں جانداروں میں سے ایک کی آواز بادل کے گرجنے کی مانند سُنی جو بولا آ اور

دیکھ۔ اور میں نے نظر کی اور دیکھو کہ ایک نقرہ گھوڑا اور وہ جو اُسپر سوار تھا کمان لئے ہوئے ہی اور ایک تاج اُسے دیا گیا اور وہ فتح کرتا ہوا اور فتحمند ہونے کو نکلا۔ اور جب اُس نے دوسری مُہر توڑی . . . تب دوسرا گھوڑا سرنگ نکلا۔ اُس کے سوار کو یہہ دیا گیا کہ صلح کو زمین سے چھین لے . . . اور جب اُس نے تیسری مُہر توڑی . . . دیکھو ایک مشکی گھوڑا ہی . . . اور جب اُس نے چوتھی مُہر توڑی . . . . اور دیکھو ایک گھوڑا پیلے رنگ کا ہی۔ اور اُسپر سوار ہی جسکا نام موت ہی۔ (باب ۶: ۱-۸)+

(محقق) دیکھئے تو یہہ پُرانوں سے بھی بڑھ کر لغو بات ہیں یا نہیں۔ بھلا کتابوں کی مہروں کے اندر گھوڑا اور سوار کیونکر رہ سکتے ہیں؟

(رہبر) پُرانوں کو پھر اس موقعہ پر پیش کرتے ہیں کیا شیخی سوجھی تھی؟ اگر کہا جاتا ہی کہ پُرانوں کی باتیں یا ویدوں کے قصّے صرف علامتیں یا تصویریں ویگر واقعات کی جو دیا آس کو دکھلائی گئیں تھیں اور کہ وہ قصّے حقیقت میں وقوع میں نہیں آئے تھے تو پُرانوں کی باتوں سے بھی ایسا بے چین نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر کہا جاتا ہی کہ وہ پُرانوں اور ویدوں کے قصّے سچ مچ ویسے ہی وقوع میں آئے تھے جیسے لکھے ہیں تب تو جو مقابلہ پنڈت جی نے پُرانوں کا کتاب مکاشفات کے ساتھ فرمایا ہی وہ صرف ضد اور نادانی سے نکل پڑا ہی +

اور پھر آپ کو مُہروں کے اندر سے گھوڑے اور سوار کا ظاہر ہونا کیوں ایسا دشوار معلوم ہوا! ذرا غور کرتے تو تکلیف ہٹ جاتی۔ دیکھئے میجک لینٹرن میں سے کیسی بڑی بڑی تصویریں دکھلائی جا سکتی ہیں بعض انگریزی قلموں کے سرے پر ذرہ ذرہ سی تصویریں میگنی فائینگ شیشے کے اندر سے کیسی بڑی دکھلائی دیتی ہیں۔ ان ادنیٰ تجربوں سے آپ سمجھ سکتے تھے کہ خدا کے لئے ناممکن یا مشکل نہ تھا کہ بند کتاب کھولکر اُس میں سے اُن گھوڑوں اور سواروں کی تصویریں اپنے بندے کو دکھاتا

*ویدونکو ہمنے اسلئے شامل کیا ہی کہ پُرانوں کے قصّے بہت امور میں ویدوں پر مبنی ہیں (رہبر)

جو آنے والے واقعات کی علامتیں تھے وہ رویتی نظارے یوحنّا کے لئے الہام تھے اور وہ اُن کو ایسا ہی محسوس کرتا تھا +

اِن آیات میں سات میں سے چار مُہروں کے توڑے جانے کا ذکر ہے۔ اور ہر مُہر کے توڑے جانے پر ایک ایک مختلف رنگ کا گھوڑا معہ سوار ظاہر ہوا جو زمینی کلیسیا پر مختلف حالتوں کی آمد کے علامتی اظہار تھے۔ یعنے اُن حالات کو مختلف رنگ کے گھوڑوں کی صورت میں دکھلایا تھا +

پہلا گھوڑا سفید رنگ کا معہ سوار اور کمان اور تاج +

سفید گھوڑا کمان اور تاج علامتیں ہیں جنگ اور فتح کی جب سے خداوند یسوع نے یہہ فرمایا کہ "تم تمام دنیا میں جاؤ . . . . اور میں ہمیشہ تمہارے ساتھہ ہوؤنگا"۔ اُس وقت سے دینِ عیسوی دنیا میں جاری ہوا اور دشمنوں کے ساتھہ مقابلہ کرنے کے لئے اُس کی روحانیت اور الٰہی قدرت اُس کی کمان تھے۔ اور فتحمندی کا تاج اُس کی رونق تھا۔ اس کی یہہ حالت تین سو برس تک رہی اور بعد میں بھی بہت کشمکش کے درمیان وہی کامیاب رہا اور ہوگا بھی (ووڈہاؤس) +

دوسرا گھوڑا لال رنگ کا۔ اُس کا سوار تلوار لئے ہوئے تھا۔ زمین سے صلح کو دُور کرنا اور ایک دوسرے کو قتل کروانا اِس کا کام بتلایا گیا۔ اِس سے اشارہ اُن بدعتوں کی طرف معلوم ہوتا ہے جنہوں نے کلیسیا میں مخالف فریق بنا ڈالے جو ایک دوسرے کا خُون کرتے تھے۔ مثلاً ڈوناٹسٹ اور ایرین بدعتیں۔ مگر مسیح کی سچی کلیسیا پھر بھی قائم رہی۔ (ووڈہاؤس) +

تیسرا گھوڑا کالے رنگ کا۔ سوار کے ہاتھہ میں میزان تھی یا جُوا۔ اِس کی یہہ خاصیت سُنائی گئی کہ گیہوں دینار کے سیر بھر اور جو دینار کے تین سیر۔ کالا گھوڑا غم اور مصیبت

کی علامت تھا اور ترازو سے مراد کال یا کمی اناج کی ہے جو ان ایام میں ہوگی۔ یہہ کال
رومی سلطنت میں سنہ ۱۳۵-۱۹۳ء میں رہا۔ یہہ ایک اور طریقہ تھا جس کے ذریعہ مسیح نے کلیسیا
کے ستانیوالوں کا مقابلہ کیا (ٹامس سکاٹ) +

اور سیاہ رنگ سے مراد غم اور روحانی تاریکی اور جہالت ہی اور کمی اناج کا اشارہ روحانی
کال کی طرف ہی۔ اور ترازو جو بصورت جوئے کے ہوتا ہی۔ (بعضوں نے ترازو کے بجائے جُوا
ترجمہ کیا ہی) جس سے مُراد غلامی۔ ماتحتی ہی۔ اور کلیسیا کی تواریخ سے ظاہر ہی کہ وقتاً فوقتاً
کلیسیا پر رسومات کا جُوا رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اور کلیسیا بہت سی ناواجب اور فضول
رسومات کے ماتحت ہوگئی۔ اور دین عیسوی کی روحانیت سے دُور ہوتی گئی۔ اور جوں
جوں صدیاں گذرتی گئیں جہالت اور بیدینی بڑھتی گئی۔ اور رہبانیت کے طریقے اور
مقدسوں کی پرستش اور مُردوں کی ہڈیوں اور بالوں وغیرہ کی تعظیم اور مورتوں کی پُوجا
جاری ہوگئی روح اور راستی کی عبادت زائل ہوئی۔ کلام اللہ کو چھوڑ بناوٹی روائتوں
اور کہانیوں کی طرف دل لگائے گئے یعنے پوپی جُوا کلیسیا کی گردن پر رکھا گیا۔ ایسی کلیسیا
میں سے اِسلام نکلا اور اُس نے اپنے پیرؤں پر ویسی ہی باتوں کا جُوا اٹھایا۔ باوجود اس
کے مَی اور تیل یعنے خدا کا کلام عرفان دینے کے لئے موجود ہوگا (وڈہاؤس) +

چوتھا گھوڑا زرد رنگ کا۔ زرد رنگ مُردگی کا رنگ ہوتا ہی۔ سوار کا نام موت
تھا۔ اُس کا کام قتل وبا اور کال۔ یہہ سب اُن سزاؤں کی علامتیں تھیں جو خدا
کی طرف سے بھیجی گئی تھیں اور جن کا آگے ذکر آتا ہی۔ زمین کی چوتھائی سے مُراد
رومی سلطنت ہی جس میں بڑے بڑے ظالم بادشاہ ہوئے اور بہت خونریزی کی
خصوصاً سنہ ۱۹۳-۲۷۰ء میں ایسی مصیبت اور ظلم کی حالتوں میں کاشتکاری میں نقصان
آتا ہی۔ فصلیں برباد ہوتی ہیں۔ اور کام کرنے والے مارے جاتے ہیں اور کال کی

نوبت پہنچتی ہی جیسی اس نبوت میں خبر ہی اور ایسا ہی ہوا تھا جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہی اور کال وبا کا باعث ہوتا ہی کیونکہ اچھی خوراک نہیں ملتی اور نہ اس کی پروا کی جاتی ہے۔ رومی سلطنت کے درمیان اُس عرصہ میں پندرہ برس تک مہلک وبا ایسی پھیلی رہی کہ دُنیا کی تواریخ میں اُس کی نظیر نہیں ملتی۔ (وڈہاؤس) +

غرضیکہ یہہ چار گھوڑے مختلف رنگ کے کلیسیا کی رنگارنگ حالت کو ظاہر کرتے ہیں رویا میں زمینی کلیسیا کی حالت اُن علامتوں سے دکھلائی گئی تھی اور یہہ نہیں کہ چوتھائی کرۂ زمین معہ کل کاروبار مذکورہ کے فی الواقعی اُس مُہر شدہ کتاب میں گذرا تھا +

ناظرین کو معلوم ہووے کہ پنڈت دیانند نے کتاب مکاشفہ پر ۴۳ سوال کئے ہیں یعنے ۷۹ سے ۱۲۳ تک۔ مگر وہ سب ایسے ہی بیہودہ ہیں جیسے یہہ پانچ سوال ہیں جن کی کیفیت ناظرین کو دکھلائی گئی ہی اِس لئے اُن کا جواب دینا صرف تضیع اوقات ہی۔ شائقین انگریزی تفاسیر دیکھیں جن سے اِس کتاب پُر اسرار کے معنے بہت کچھہ سمجھ میں آسکتے ہیں۔ مگر پنڈت جی نے اِس کتاب کو کسی سے سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور نہ پروا کی فقط اعتراض گھڑ گھڑ کے اپنے تئیں جتایا ہی کہ تحقیق کرنے میں آپ ایسے بڑھیا پنڈت تھے۔ یہہ بھی خیال رہے کہ ہم نے اِس درپن میں بائبل اور ویدوں کا حسب ضرورت مقابلہ کرکے دکھلایا ہی۔ کہ ویدوں کا الٰہیات رّدی ہی اور اُس کے قصہ جات فسانے ہیں۔ اور وید مذہب کوئی مذہب نہیں جو انسان کی روحانی زندگی کے لئے کار آمد ہوسکے اور نہ اُس نے کبھی اپنے تئیں ایسا ثابت کرکے دکھلایا حالانکہ بائبل کی ہر ایک بات سچی اور فائدہ مند ثابت ہوئی ہی +

راقم

پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکر داس

مشتہرہ [illegible] باہتمام [illegible] پریس طبع ہوئی